باسمہٖ سبحانہٗ

تاریخ اجودھیا

جسمین

حالات باہرات سلطان کونین شہنشاہ دارین مہاراج سری رامچندر
ونیز راجگان و مہاراجگان اجودھیا مندرج ہین

مصنفہٗ

مسند نشین ایوان ریاست متکی اراایک دولت و امارت کنور درگا پرشاد صاحب بہادر
تعلقدار ریاست سروین بڑاگانوٴن و عطیہ دار علاقہ سرسوا و رئیس اعظم
و آنریری مجسٹریٹ سندیلہ المتخلص بمہر

جسکو

مصنف معزی الیہ نے نہایت توجہات و سخت عرق ریزی سے کتب ہاے مقدسہ
و نسخہ ہاے معتبرہ سے تحقیق و تصدیق فرماکر مع اکثر حالات بچشم دیدہ مدوّن فرمایا

حسب فرمایش حضرت مصنف معزی الیہ بار اول

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنوٴ شہر مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۲ع



به عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

این کتاب نادر و لاجواب و این نسخهٔ بے مثل و نایاب که هر لفظ بمیناش
کارنامه‌ایست برای شهسواران عرصهٔ شجاعت و مردانگی و هر حرف دلپذیرش
عبرت نامه‌ایست بجهت جاده پیمایان منازل دانش و فرزانگی موسوم به



متضمن احوال فیض اشتمال سلطان کونین شهنشاه دارین مهاراج سری امچند و نیز راجگان و مهاراجگان اودھ
از تصانیف مسندنشین ایوان ریاست متکی ارایک دولت و امارت کنور درگا پرشاد صاحب بهادر
متخلص بمهر تعلقدار ریاست سیوین و آگانون و عطیه دار علاقه سرسوا و رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ سندیله

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحلیهٔ طبع مزین ہوئی

فہرست مضامین کتاب تاریخ اجودھیا

نوٹ†۔تاریخ پیدائش مہاراجہ مان سنگھ بہادر بعد طبع کتاب ہٰذا معلوم ہوئی لہٰذا اس جگہ ایزاد کی گئی ١٢

فہرست تصاویر کتاب تاریخ اجودھیا



RAJA DURGA PERSHAD SAHEB,
RAIS SANDILA.



انسانی طبیعتون مین حکیم مطلق نے جو جو خواص اور مزاج عطا کیے ہین
اُن مین ایک بہت پیارا اور با اثر مادہ سپاس گزاری کا ہے۔ اسی مادہ کا
دوسرا نام بندگی اور وفاداری ہو سکتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان
اشرف المخلوقات کہلایا گیا ہے۔ خدا کی عبادت خاص شکر اُس کے
احسانات عام کا ہے سلطان وقت پر رعایا کی جان نثاری بادشاہ کی
مہربانیون کی نادر سپاس گزاری ہے۔
یہ سپاس کبھی تنہا ہو کے نہین رہا ہے نہ رہتا ہے بلکہ احسان خود اُسکا
ساتھ دینے کو تیار ہو جاتا ہے ؎

رحمت اگر اسکا استقبال کرتی ہے۔ تو محبت اس کو اپنی جگہ تک پہونچا جاتی ہے وہی خوش نصیب انسان کہا جا سکتا ہے۔ جسکو یہ دولت فراوانی کے ساتھ قسام ازل نے عطا کی ہو۔ جریدۂ روزگار پر اُسی کا نام سنہرے حرفون سے دوام قیام پذیر دکھلائی دیتا ہے۔ جو اس نعمت ربّانی کو بجا صرف کرنے پر تیار پھرتا ہے۔

میری اس تمہید مختصر کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہر برگزیدہ نفس اپنے پاک پروردگار کا سجدۂ شکر بجالاتے اور اپنے سلطان وقت کی راہ محبت مین جان نثارانہ قدم رکھتے ہوئے اپنے ہمسرون کے بھی احسانات شمار کرنے کو نہین بھولتا ہے۔ بلکہ اُسکے اظہار سے سچی انسانیت کا اظہار اور قدرشناسی قدرت پروردگار کی کرتا ہے۔ چنانچہ معزز طبقۂ تعلقداران اودھ نے جن کے آسمان امیدون کا آفتاب عالمتاب سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ گذر گیا ہے۔ بمقتضاے اُسکی کمال احسانمندی اور بہ نتیجۂ خاص خاص اُسکی جانفشانیون کے بالاتفاق خیال کیا کہ اُسکی ایک یادگار شبیہ سنگی سے قائم کرکے کسی قدر اُسکے بیحد و پایان احسانات کا شکریہ بجالائین اور اپنے تئین اُسکی راہ محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم

ثابت کرین۔ اس موقع مین میدان وسیع پاکر سمند خامہ بھی جولانیون پر آمادہ ہوگیا۔ زمین تاریخ کے بخارات آنکھون کے سامنے متواتر اور پیہم اُٹھ اُٹھکر دھوان دھار بادل بن چلے چمکیلے معانی اور الفاظ کی بجلیان سچّے واقعات کی گھنگھور گھٹاؤن مین دل کھولکر تڑپنے لگین میری تاریخ پسند طبیعت کو مرحوم ومغفور کی دیرینہ محبت اور گذشتہ یکجائی نے یہ جوش دلایا کہ اپنی اُس معزز جماعت کا ساتھ دینے کے بعد پھر مین علٰحدہ ہوکر بھی اُس میدان یادگار مین مرد میدان ہوکر نکلون اور ایک تحریری تصویر اپنے دست و قلم سے کھینچکر اُس تصویر کے برابر رکھون۔ وہ تصویر سنگی اگر مہاراجہ کی بہادرانہ صورت ظاہری کا نقشہ دکھلاوے۔ تو یہ تصویر تحریری اُس کی اندرونی ہمتون کا فوٹو کھینچے۔ وہ تصویر اگر چشم وابرو کی نوک پلک کا جادو دلون پر ڈالتی ہوئی نظر آوے۔ تو یہ تصویر اُسکی پاکیزہ سیرت کی بجلیان خرمن صبر وشکیب پر گراتی ہوئی دکھلائی دے۔

جس مکان مین ہون مقابل ٹھہر یہ دونون شبیہ +
ہے یقین دیکھا کرے تصویر بھی تصویر کو +

اب خم درخم پہلوہاے مضامین کی صورتین آنکھون کے نیچے پھرنے لگین

تمہیدون کے ہزار در ہزار پہلو گوشۂ قلب سے نکل نکل کر مسند معانی کو
دبا کر بیٹھ گئے۔ بے شمار نسبتین اپنا اپنا دعویٰ پیش کرنے لگین۔ لاتعد
استحقاق اپنے اپنے اسناد کھول چلے۔ اس ہجوم مین عقل منتشر ہوگئی
کہ کس کا ہاتھ پکڑے کس کا دامن چھوڑے۔ امتیاز درماندہ کہ کس کو نظرون مین
چڑھاوے کس کو دل سے اُتارے۔ اسی کشمکش مین پاک زمین اجودھیا کا
خیال مضمون الہامی کی طرح وارد ہوگیا۔ سب سے بہتر یہی پہلو پسند ہوا
کہ تاریخ اجودھیا کے نام سے ایک کتاب تیار ہو اور اُس دلپذیر تصویر کے
دو پہلو ہون۔ ایک حصہ قدرت ہاے مالکِ دو جہان پدید آرندۂ زمین
و آسمان سری راجہ رامچندر مہاراج اوتار خالق کون و مکان کا نمونہ بنے۔
دوسرے پہلو کا حصہ مہاراجہ کے حالات اور اُسکے خاندانی کارنامون کا
آئینہ ہو۔ پچھلا رخ بھی اُس تصویر کا اپنی خوش نصیبی سے سادہ نہین رہ سکتا
آنریبل سر مہاراجہ پرتاب نراین سنگھ صاحب بہادر کے۔ سی۔ آئی۔
ای۔ مہاراجہ موصوف الصدر کا ایسا جانشین موجود ہے جو آج والی اجودھیا
لکھا جاتا ہے۔ بلکہ سرزمین اجودھیا کو اس وقت اُسی کی ذات بابرکات سے
روز بروز ترقی اور فخر کرنے کا موقع حاصل ہے۔ لہذا اُس کے حالات بطور ضمیمہ

لکھے جاوین اِس راے صواب آمیز سے خاطرِ مشتاق نے کُلّی اتفاق کیا اور جوش وخروش کے ساتھ سمند خامہ نے اِس وادیِ دشوار گذار کو طے کرنا شروع کردیا ہر چند کہ عدیم الفرصتی ساعت بساعت مانع کار تھی وُمہماتِ ریاست قدم قدم پر سدِّ راہ تھے لیکن محض بفضل وکرم ایزد کارسنا یہ سخت مرحلہ بہت جلد طے ہوگیا اور آج یہ عروس ہرہفت کردۂ سخن پردۂ اختفا سے نکلکر جلوہ افروز دیدۂ مشتاقان ہوئی۔

امید کہ این نامہ گرامی گردد		مطبوع جہان بدوستکامی گردد
از میمنتِ قبول اربابِ خرد		نامے ماند چنان کہ نامی گردد

اس تاریخ کی ترتیب وتہذیب مین جن تواریخ اور کاغذات سے مجکو مدد ملی ہے وہ درج ذیل ہین۔

۱	تاریخ فیض آباد	مرتبۂ بی کارنیگی سی-ایس-آئی ڈپٹی کمشنر فیض آباد
۲	قیصر التواریخ	مولفۂ کمال الدین حیدر حسینی المعروف سید محمد میر
۳	آئین اکبری	مصنفۂ مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل علاّمی

۴	سلطان الحکایات	مصنفہ منشی لالجی متوطن گرڑہ اخبار نویس رزیڈنسی
۵	سفرنامہ	سیلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ
۶	طلسم ہند	مصنفہ منشی طوطارام شایان لکھنوی
۷	کاغذات ریاست	مہاراجہ صاحب بہادر اجودھیا
۸	کاغذات ریاست	نامہ نگار



خطۂ پاک اجودھیا کے فضائل بیان کرنا یا قلم سے لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے،
لیکن قلم وقائع نگار اِس قدر لکھنے پر ایک اختصار کے ساتھ آمادہ ہوتا ہے
کہ جس وقت خالق کون ومکان اور پیدا آرندۂ زمین وآسمان نے دنیا کی پیدایش
بذریعۂ سری برمھا فرمائی تو پہلے اجودھیا کو جسے اودھ بھی کہتے ہین آباد کیا
اور اپنے لڑکے منو کو رہنے اور دار السلطنت بنانے کو عطا فرمایا۔

دریاے سرجو جو اس خطۂ پاک کے پائین گذر رہا ہے اُس کی پیدائش
پورانون مین اس طرح پر تحریر ہے۔ کہ آغاز آفرینش مین نارائن کی ناف سے
ایک کنول کا پھول نکلا جس سے سری برھما پیدا ہوے ہزار برس تک عبادت

حق سبحانہ تعالیٰ کرتے رہے نارائن نے خوش ہوکر نہایت جوشِ دل سے
برمھا کو دعا دی اُس وقت نارائن کے اس دعا کی حالت مین آنکھون سے
آنسو نکل پڑے برمھا نے اُن آنسوؤن کو اپنی ہتھیلی پر لے لیا اور پھر اپنے
کمنڈلؔ مین اُنکو رکھکر نہایت عزت اور حرمت کرنے لگے جب منو پہلا
راجہ اجودھیا کا ہوا تو اُسکے بیٹے اکشواکو نے برمھا کی عبادت کرکے درخواست
کی کہ مجھے ایک دریا مرحمت کیجیے برمھا نے خوش ہوکر وہی آنسو اپنے
کمنڈل سے نکالکر مرحمت کیے جو اب بنام سرجو وہ دریا جاری ہے۔

وضح رہے کہ سات مقام متبرک ملکر جسم نارائن کہا گیا ہے

لیکن اجودھیا کو نارائن کا سر خیال کرتے ہین پورانون سے ثابت ہے کہ اجودھیا
سے زیادہ کوئی مقام متبرک نہین ہے۔ اس شہر کے باشندے تمام گناہون سے
پاک ہین جو شخص یہان آکر درشن کرتا ہے یا یہان آنے کا ارادہ اپنے دل
مین کر لیتا ہے تو اُسکو اور اُسکے بزرگون کو دولت نجات حاصل ہوتی ہے۔
اور جو کوئی اس سفر کے لیے کسی کو زرنقد یا سواری دیتا ہے تو اُسکو جگ سمید
کا ثواب ملتا ہے اور نیز بوقت مرگ کے وہ اور تمام اُسکی اولاد بیوان پر

لہ کمنڈل فقیرون کے پاس ایک ظرف ہوتا ہے جو لوکی یا لکڑی سے بنتا ہے۔

چڑھکر بہشت کو جاتی ہے۔ ان جملہ فضائل سے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ اِسی سرزمین مینوآئین مین سری رامچندر مہاراج نے اوتار لیکر تمام عالم کو بار گناہون سے سبکبار کردیا چنانچہ ذرہ ذرہ اس خطہ کا نجات بخش عاصیان عالم اور قطرہ قطرہ اس دریا کا گناہگارون کے لیے ابر رحمت ہے۔

آرزو دارم کہ خاکِ آن قدم	طوطیای چشم سازم دمبدم

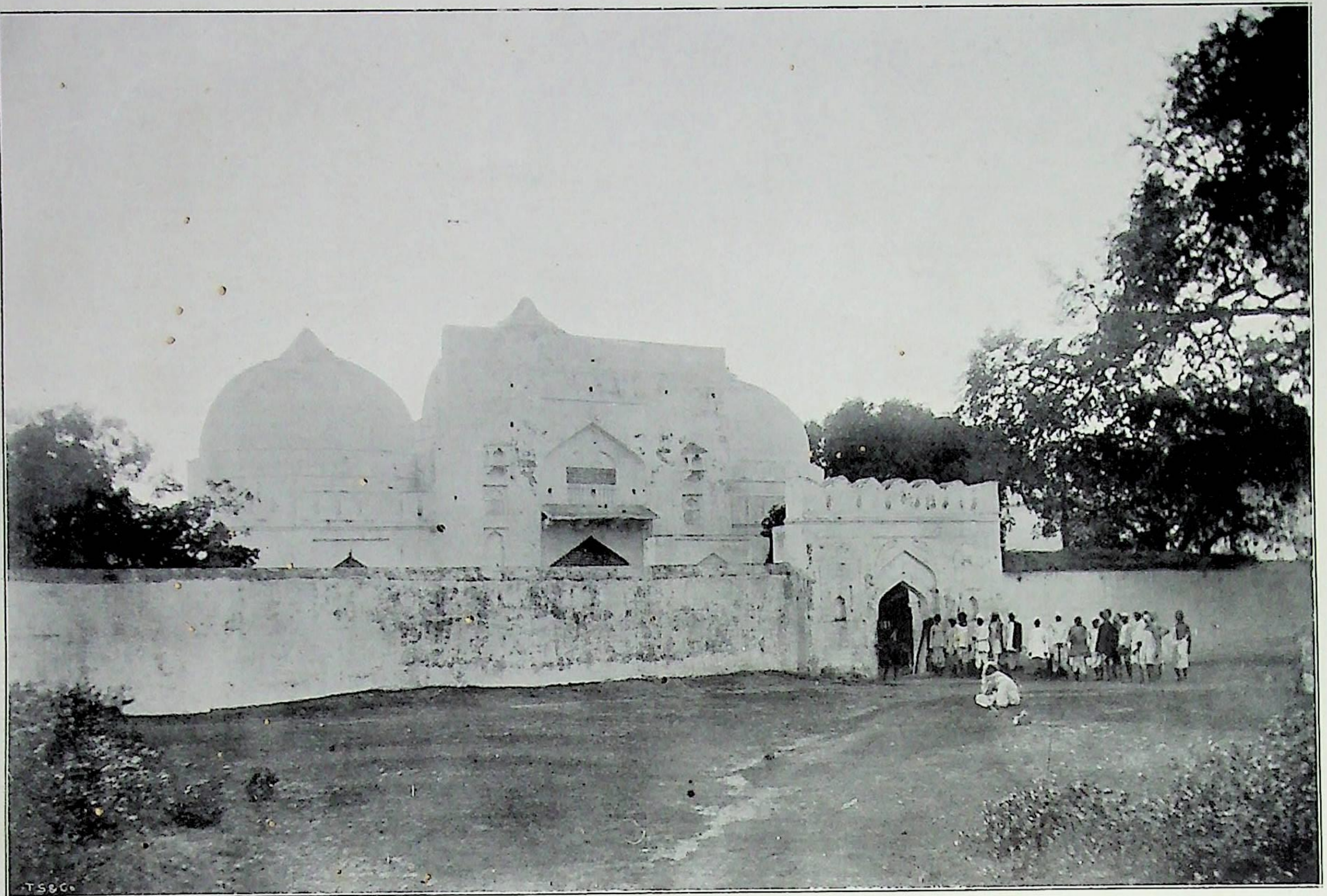
قدیم زمانہ مین اس اجودھیا کا رقبہ ۱۲ اجوجن یعنی ۴۸ کوس کا تھا راجہ منو سے ۵۷ پشت کے بعد مہاراجہ رامچندر کا اوتار ہوا اور راجہ سمترا پر جاکر یہ سلسلہ ختم ہوگیا ۱۱۸ پشتین اس خاندان مین حکمران رہین ان خاندان کے راجاؤن نے ست جگ ترتیا دواپر اور دو ہزار سال تک کلجگ مین سلطنت کی گریفتس صاحب مینونسپل بنارس کالج نے نہایت خوبی کے ساتھ راماین بالمیکی کا ترجمہ کیا ہے چنانچہ اُس مین اجودھیا کے حالات یون تحریر فرماتے ہین۔

کہ اجودھیا کی سڑکین نہایت عمدگی سے طیار کی گئی تھین اور اُن مین نہرین بنی ہوئی تھین تاکہ خوشبودار پھول جو سڑکون پر برسائے جاتے تھے تروتازہ رہین صدہا مکانات شاہی ایک قطار مین ہموار زمین پر بنے ہوئے تھے

مندرون اور پھاٹکون اور قلعون پر پھر ہرے اوڑرہے تھے مطلا گنبد زمین
سرسبز و شاداب پر نہایت بلند بنے تھے اور بیچ مین انبہ کے باغ اور
پھولون کی دلکش کیاریان تھین پھاٹکون پر پہرے والے تیر و کمان
ہاتھ مین لیے ہوے نہایت ہوشیاری سے پہرہ دیتے تھے - اجودھیا
بالکل کان جواہر تھی اور جمین یعنی دولت کا مسکن تھا رنگ رنگ کے صدہا
فوارے جاری تھے عورتین اپنے حسن و جمال و قد و قامت اور خوش گلوئی مین
بے مثل تھین اور شرم و حیا اور صداقت اُنکا زیور تھا اُنکے شوہر وفادار عقلمند
مہربان اور شجاع تھے لڑائی مین اگرچہ اُنکی جان تک کام آوے مگر مُنھ نہین
موڑتے تھے ہر ایک راسخ الاعتقاد اور اپنی عورت سے محبت کرنے والا تھا
اسکے صلہ مین اُنکی اولاد بکثرت ہوتی تھی اور نیز مہاراجہ رامچندر کی نسبت
لکھتے ہین - کہ ذات آپکی مبرا از عیب تھی - راجہ دسرت کو آپ کے ایسے فرزند پر
نہایت فخر تھا کیونکہ رامچندر بہادر خوبصورت اور طاقت ور تھے آپکے
دل مین کبھی بُرائی نہین آتی تھی لڑکون اور جوانون سے یکسان برتاؤ رکھتے
تھے اور نہ کبھی کسی شخص سے سخت گفتگو کرتے تھے بڈھون اور عاقلون کی
عزت کرتے تھے شام کو جب لڑائی سے فرصت ہوتی تھی تو بیٹھکر اُن کی

بہادری کے قصے کہانیان سنا کرتے تھے منصف مزاج عقلمند ہر دل عزیز تھے
جھوٹ کے دشمن سچائی کے دوست تھے غصہ بہت دیر مین آتا تھا اور
دوسرے کے رنج و تکلیف دور کرنے مین ہر وقت مستعد رہتے تھے اپنی
رعایا کے بہی خواہ تھے اور رعایا بھی وفادار و ہوا خواہ تھی اپنے فرایض قومی
ادا کرنے مین فخر کرتے تھے خوش تقریری مین مشتری آپ کے مقابلہ سے
عاجز تھی کسی شخص نے رامچندر کی آواز جھگڑون مین یا نے موقع نہین سنی تھی
جو محنت طلبا کو کرنا چاہیے تھی وید اور جملہ کتب مذہبی کے ملاحظہ مین وہی
محنت کرتے تھے اور اپنے باپ کے تیراندازون سے نشانہ بازی مین سبقت
لے گئے تھے - اس شہر اجودھیا کی نسبت کتب قدیمۂ ہنود سے روایت ہے کہ
یہ شہر زمین پر آباد نہین ہے بلکہ برمھا کی رتھ پر آباد ہے اور یہ رتھ ہمیشہ قائم رہیگا
اجودھیا کی مشابہت ایک مچھلی سے دی گئی ہے جس کا سر گپتار گھاٹ ہے
اور جسم اُسکا پُرانا شہر اور مشرقی پرگنہ اُسکی دُم ہے - مادہ لفظ اجُودھیا کا
سنسکرت مین لفظ اجودہ ہے اور اجودہ کے معنی نامغلوب کے ہین اور نیز
اَج نام برمھا کا ہے لہذا اجودھیا کے معنی یہ ہوئے یعنی (خالق کا نامغلوب شہر)
اور اجودھیا کو اودھ بھی کہتے ہین اودھ کے معنی سنسکرت مین وعدہ کے ہین

چونکہ مہاراج رامچندر نے ۱۴ سال جلاوطنی اختیار کی تھی اور ۱۴ برس کے بعد واپس آنے کا وعدہ کیا تھا لہذا اس وجہ سے اودھ کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ولسن صاحب بمبئی کہتے ہین کہ اسکا مادہ یُدھ ہے جسکے معنی جنگ کے ہوتے ہین اور یہ شہر بہادر چھتریون کی جگہ ہے لہذا اس نام سے موسوم ہوا۔ واضح رہے کہ بعد اختتام خاندان مہاراجہ رامچندر اجودھیا بالکل اوجاڑ ہوگئی تھی۔ اس خاندان سے راجگان جے پور۔ جودھ پور۔ اودیپور۔ وجمو وغیرہ ہین۔ اجودھیا تباہی کی حالت مین بھی بہشت سے متشابہ تھی ہر طرف کیوڑے کا جنگل تھا کہ جس سے مشام اہل عالم معطر اور معنبر ہورہے تھے اور اب بھی یہان کیوڑا بکثرت ہوتا ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس شہر کو از سرنو آباد کیا۔ سوائے دریائے سرجو اور گپتسر ناتھ کے کوئی نشان باقی نرہا تھا۔ یہ مقامات بودھ مذہب کے حملہ سے معدوم ہوگئے تھے اور انھین دونون موجودہ نشانون سے۔ مہاراجہ بکرماجیت نے ہر ایک مقامات کا پتہ لگا کر اور کتب قدیمہ سے مقابلہ کر کے ۳۶۰ مندر مہاراجہ رامچندر کے متعلق تعمیر کرائے۔ اب مین بعضے مقامات کا ذکر کرتا ہون۔ جو اس وقت تک زیارت گاہ ہین۔ رام کوٹ یہ مہاراجہ رامچندر کا قلعہ ہے۔ عمارت اسکی بہت وسیع تھی



JANAM ASTHÁN.

کتب ہاے قدیمہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُسکے گرد بیس برج تھے اور رامچندر کے مشہور سرداروں کے نام سے منسوب اور متعلق تھے۔ ہنومان[1]۔ سگریون[2]۔ انگد[3] دبادہ[4]۔ نل[5]۔ نیل[6]۔ سکھن[7]۔ کوبیر[8]۔ گواج[9]۔ دودہ بکتر[10]۔ کٹیسر[11]۔ لندہ بہون[12]۔ مندر[13] راکیچ[14]۔ سرمبھا[15]۔ بھبھیکھن[16]۔ پنڈارک[17]۔ مت گجیدر[18]۔ جام ونت[19]۔ کیسری[20]۔ قلعہ کے اندر محل راجہ دسرت اور اُنکی رانیوں اور رام چندر کے مکانات تھے۔

جنم بھوم وہ مقام ہے جہان مہاراجہ سری رامچندر کی ولادت باسعادت واقع ہوئی ہے سودی چیت کو رام نومی کا میلہ عظیم الشان ہوتا ہے۔ جو شخص اس مقام کی زیارت کرتا ہے اُسکو اواگون سے نجات حاصل ہوتی ہے اسی مقام پر محمد ظہیر الدین بابر شاہ نے ایک بہت بڑی مسجد ۱۵۲۸ء عیسوی مطابق ۹۳۵ھ ہجری مین تیار کرائی ہے جو ابتک موجود ہے۔ کہتے ہین کہ وقت فتحیابی اہل اسلام تین مندر یعنی جنم استھان۔ سرگدوار عرف رام دربار اور تریتا کے ٹھاکر کا باقی تھا بابر نے جنم استھان کو منہدم کر کے مسجد بنوائی اور اُسی جنم استھان کا پتھر جو سنگ کسوٹی کا نہایت منقش اور قیمتی بنا ہوا تھا اپنی مسجد مین لگایا جو ابتک موجود ہے کوئی تعمیر اُس پر آج تک نہین ہوئی ہے اُسی چبوترے پر ٹھاکر کی مورتین لوہے کی سائبان کے نیچے

رکھتے ہین پنڈے بیٹھ کر درشن کراتے ہین ۱۸۵۵ء مین مسلمانون اور ہندون
کے درمیان مین ایک بہت بڑا ہنگامہ شہر مین ہوا اُس وقت جنم استھان کے
مقام مین بھی جنگ عظیم واقع ہوئی بہت مسلمان کام آئے چنانچہ ۷۵ مسلمان
ایک جگہ پر دروازہ جنم استھان مین مدفون ہین جسکو گنج شہیدان کہتے ہین
سیتا کی رسوئین اسی کے قریب ہے اور اُسکے پاس کیکئی کا مکان ہے جسمین
بھرت جی پیدا ہوے تھے دوسری جانب سومترا کا مکان ہے جس مین لچھمن
اور سترہن پیدا ہوئے تھے۔

منی پربت اسکی نسبت روایت ہے کہ جس وقت مہاراجہ رامچندر نے لنکا پر
چڑھائی کی اور وہان پر لڑائی مین اندرجیت کے ہاتھ سے لچھمن جی سخت زخمی
ہوئے کوئی امید زیست کی باقی نہتھی مہاراجہ رامچندر اُس وقت سخت غم و اندوہ
مین مبتلا ہوگئے آخر سکھنیا بید کو طلب کیا اُسنے سجیون نام بوٹی بتائی اور یہ کہا
کہ اگر صبح ہونے تک یہ بوٹی پہونچ جاے تو البتہ زندگی لچھمن جی کی ہوسکتی ہے
چنانچہ اس بہادرانہ کام کو ہنونت نے اپنے ذمے لیا اور دوناگر پہاڑ پر جاکر
شناخت بوٹی سے بازرہا بالآخر اُس پہاڑ کو اُٹھاکر لنکا کیطرف لایا کہ بید خود
بوٹی کی شناخت کرے گا چنانچہ اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر اجودھیا مین گر پڑا



MANI PERBAT.



GANGA MAHAL OF SARGADIVAR.

وہی منی پربت کہلاتا ہے۔ جنرل کننگھم صاحب نے اس کی اونچائی ۶۵ فٹ کی لکھی ہے۔

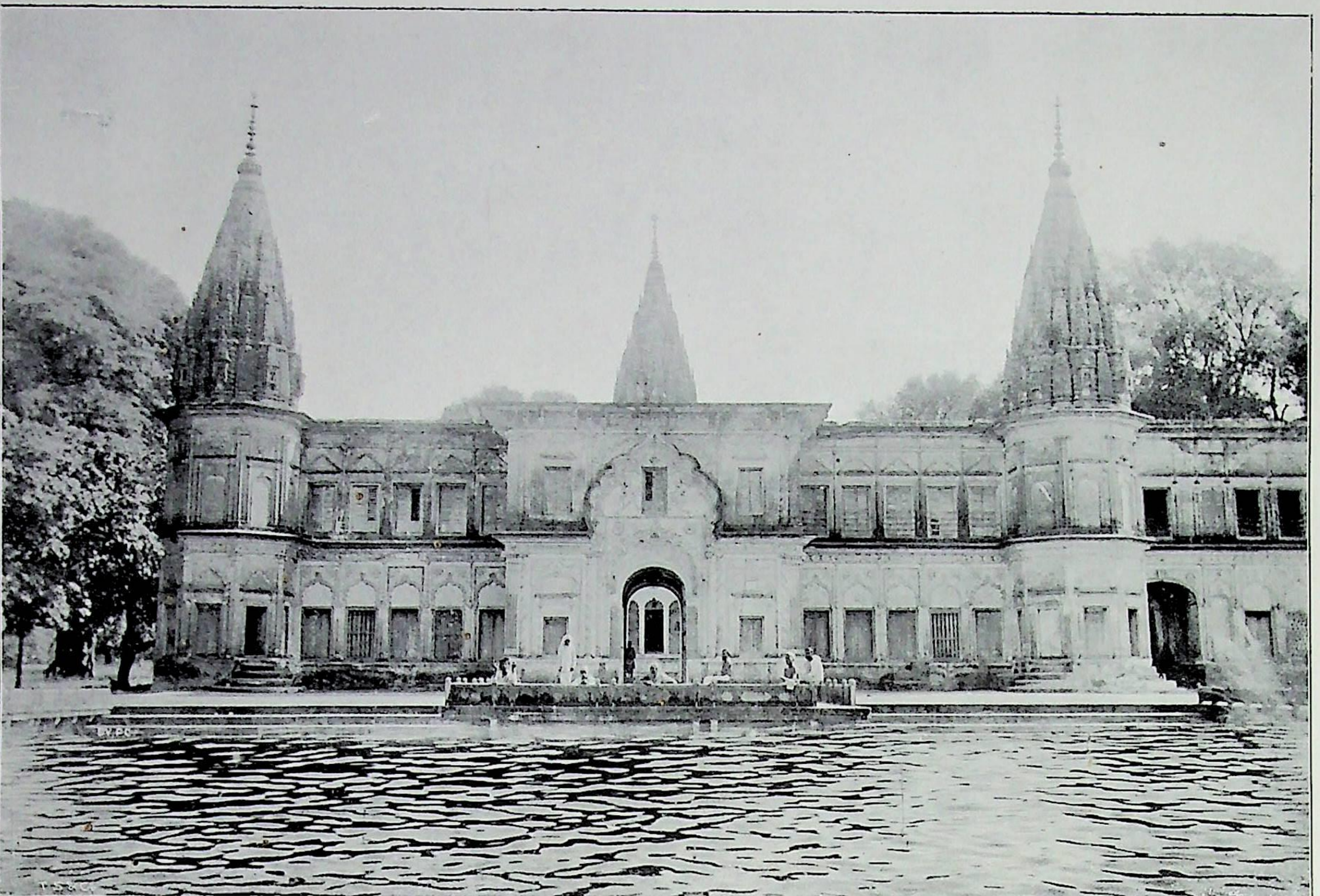
سرگدوار دریاے سرجو پر ۱۸۰۳ گز تک محدود ہے یہ مقام دنیا بھر سے متبرک ہے جو شخص یہان مرتا ہے ہزار جنم کے گناہ اُسکے معاف ہو جاتے ہین اور اُسکو اواگون سے نجات ملجاتی ہے۔ راجہ بختاور سنگھ بہادر نے اِس مقام پر دھرم سالہ اور مندر تعمیر کیا ہے جو اب تک موجود ہے۔ روایت ہے کہ سرگدوار مین سات ہار ہین۔ گپت ہار۔ چندر ہار۔ چکر ہار۔ شیو ہار۔ دھرم ہار بلمان ہار۔ ٹن ہار۔ بشن جی نے چند ہار کو چندرمان یعنی ماہتاب کے نام سے مشہور کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان چندرمان نے جاترا ختم کر کے دعا مانگی تھی جو شخص ماہ جیٹھ پورنماشی کو یہان پر سر منڈاتا ہے یا برت رکھتا ہے یا اشنان کرتا ہے اُسکے گناہ کبیرہ معاف ہو جاتے ہین۔ اور بہشت کو جاتا ہے۔

دھرم ہار زیادہ مشہور ہے ان دونون ہارون کے درمیان مین ناگیشر ناتھ ہے جسکے حالات یہ ہین کہ کُس فرزند ارجمند مہاراجہ سری رامچندر ایک دن سرجو مین نہا رہے تھے۔ کمودنی سکن کی بہن سرجو مین رہتی تھی کُس پر عاشق ہوئی اور نشانی کی غرض سے اُنکا کنگن چرالیا کُس کو یہ کنگن بہت

عزیز تھا لہذا اُسکے جانے سے بہت پرغضب ہوا اور آتشی تیر کو اپنی کمان پر
رکھکر چاہا کہ سرجو کو خشک کردے سرجو نے بہت خوشامد کی اور اصل مجرم کا
پتہ بتلا دیا کُس نے ایک منتر پڑھکر مارا سانپ مع اپنی بہن کمودنی کے نکلا
بعد عذرخواہی زیور واپس دیا۔ وہ سانپ مہادیو کا بھگت اور پرستش کنندہ تھا
لہذا مہادیو جی اُس موقع پر اپنے خادم کے بچانے کے لیئے موجود ہوے
اور کُس سے وعدہ کیا کہ جو تمھاری خواہش ہوگی ہم پوری کرینگے بشرطیکہ
سانپ معاف کردیا جاوے۔ کُس نے مہادیو جی سے یہ خواہش ظاہر کی کہ
آپ ہمیشہ اس مقام پر رہین۔ اور جو شخص سرگدوار مین ناگیشر ناتھ مہادیو کی
پوجا کرے اُسکی خواہش پوری ہو اور اُسکی جاترا کا پھل اچھا ملے۔

دھرم ہار ناگیسر ناتھ کے جنوب و مشرق مین واقع ہے اور نیکی اور انصاف کے
دیوتہ کے نام سے مشہور ہے۔ دھرم نے مہادیو کے استت یعنی تعریف
کی تھی جس پر مہادیو نے فرمایا کہ یہ مقام دھرم اور مہادیو کے نام سے مشہور ہوگا
اور جو کوئی سرجو مین نہا کر اس استت کو پڑھیگا اُسکو خدا دولت اور عزت عطا
کریگا۔ اساڑھ سُدی ایکادشی کو اس مین نہانے سے بہت پھل ہوتا ہے۔

دھرم ہار کے مقابل پر جانکی گھاٹ ہے جہان ساون سدی تیج کو نہان کا



GUPTAR GHÁT.



HANUMAN GARHI.

پھل ہے اور اسی کے متصل رام گھاٹ ہے اسی جگہ پر سرگدوار ختم ہوا ہے
رام گھاٹ کے عقب مین رام سبھا ہے جہان رامچندر تخت نشین ہوئے
تھے اسکے دکھن مین دھون کنڈ ہے یہان چیت سدی نومی کو اشنان
کرنے سے انسان کا غرور جاتا رہتا ہے۔

گپتار گھاٹ وہ مقام ہے جہان پر مہاراجہ سری رامچندر نے دنیا چھوڑی ہے
اور یہین سے سرگ لوک کو روانہ ہوے ہین یہ مقام متبرک سمجھا جاتا ہے
جو شخص یہان اشنان و پوجا کرتا ہے گو کیسے ہی اُسکے گناہ ہون معاف
ہو جاتے ہین۔ یہان لوگ کاتک اور کنوار کی پندرھوین تاریخ کو اشنان کے
لیئے آتے ہین۔ سورج کنڈ بھی مقام متبرک ہے۔ راجہ درشن سنگھ سلطنت بہادر
اُسکو اپنے عہد حکومت مین از سرنو تعمیر کیا ہے۔

ہنومان گڈھی۔ یہ ایک مقام بہت نامی گرامی ہے اُسکے حالات یہ ہین۔
کہ بعد فتح لنکا سری مہاراج رامچندر نے اپنے سردارون کے متعلق ایک
ایک مقام کیا تھا چنانچہ یہ مقام ہنومان جی کے متعلق ہوا جو قلعہ کا پھاٹک تھا
لیکن خرابی اجودھیا کے بعد صرف اس قدر نشان باقی رہا کہ اس مقام پر ایک
املی تھی اُسی کے نیچے ہنومان جی کی پوجا ہوتی تھی نواب منصور علی خان

صفدر جنگ کے وقت مین ابھے رام بہت بڑا فقیر کامل تھا ہنومان جی نے
اُس کو خواب مین اپنے درشن دیئے اور تعمیر مندر کے لیئے ہدایت کی اُنھین دنون
مین نواب صاحب سخت بیمار ہوئے اور ابھے رام سے رجوع لائے اُسنے
دعا کی اور دعا کی برکت سے نواب صحت پاکر نہایت مشکور ہوے اور ابھے رام
نے مندر ہنومان جی کا طیار کرایا جو اسوقت موجود ہے مشہور ہے کہ اس مندر کی
تعمیر مین نواب صاحب نے بہت مدد فرمائی لیکن وقتاً فوقتاً اُسکی تعمیر مین
بہت تغیر و تبدل واقع ہوا ۱۸۵۵ء مین اس مندر کے متعلق بہت جھگڑا ہندو
اور مسلمانون مین ہوا اہل اسلام بدعوی اس امر کے کہ ہندؤن نے شکستہ مسجد
داخل تعمیرات ہنومان گڈھی کر لی ہے آمادہ فساد ہوے اور بہت کشت و خون
ہنومان گڈھی سے تا جنم استھان واقع ہوا۔ مہاراجہ مان سنگھ قائم جنگ
کی جمعیت اور فوج نے اس ہنگامہ مین ثابت قدمی کر کے اہل اسلام کو
ہٹا کر جملہ منادر کو اُنکی دست برد سے بچایا اُس درمیان مین مولوی امیر علی
ساکن امیٹھی نے پیشوا بنکر علم جہاد بلند کیا صاحب رزیڈنٹ نے حضرت
سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ کو اس کے تدارک اور انسداد فساد
کے لیئے متوجہ فرمایا بادشاہ نے اول بذریعۂ امنار معتبر و بعد ازان

بذریعہ مرزا آغا علی[1] خان ناظم کے تحقیقات مقدمہ کی فرمائی چنانچہ ان سب کی
تحقیقات سے ثابت ہوا کہ دعوی اہل اسلام باطل ہے اور اُس مقام پر کوئی
مسجد نہین تھی لیکن مولوی امیر علی باوجود فہمایش وزیر اعظم نواب علی نقی خان
اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور روانہ اجودھیا ہوے بادشاہ نے علماء عصر سے
استفتا طلب کیا سب نے بالاتفاق لکھدیا کہ بغیر حکم بادشاہ جہاد روا نہین ہے اور اسکے
بعد ایک جماعت علما نے بحکم بادشاہ لشکر مسلمانون مین جاکر وعظین کہین اور
جانے سے روکا لیکن سوائے چند آدمیون کے سب بلاخیال انجام کار روانہ
اجودھیا ہوئے بارلو صاحب افسر فوج مع چند ضرب توپ بحکم بادشاہ
روانہ ہوا بانسہ کے مقام پر صاحب نے آگے جانے سے ممانعت کی
اُسی جگہ پر لڑائی واقع ہوئی اہل اسلام جرأت کرکے بارلو صاحب پر حملہ آور
ہوے اور ایک توپ شاہی چھین لی اس موقع پر راجہ شیر بہادر سنگھ تعلقدار کمیار
مع جمعیت کثیر پہونچ گیا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر مولوی صاحب قتل ہوئے
اور بہت سے ساتھیون نے اُنکا ساتھ دیا اور بقیہ لوگ مفرور ہوکر اپنے

[1] مرزا آغا علی خان بہادر ناظم نے چند سال ہوے کہ وفات پائی مرزا محمد عباس علیخان بہادر ناظم صاحب کے فرزند و یادگار معقول ہین
پہلے عہدہ اسسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر قائم مقامی ڈپٹی کمشنری پر سرفرازی حاصل کی اب مستعفی ہوکر اپنی ریاست کے کارفرما ہین۔

امن وبلا کو سدھارے گو اُس وقت میری عمر بہت کم تھی۔ لیکن مجھکو یہ ہنگامہ
بہت اچھی طرح سے یاد ہے اور یہ خیال ہے کہ اسکا اثر نہ تنہا اجودھیا پر تھا بلکہ
ہر ہر مقام پر جوش تعصب مثل سیلاب کے پھیل رہا تھا لیکن امر واقعی یہ ہے کہ
حضرت بادشاہ نے اس معاملے مین نہایت انصاف کو دخل دیا اور اندک تعصب
اور اپنے مذہب کی طرفداری نہ کی میرا خیال ہے کہ اگر اُسوقت مولوی امیر علی
اپنے ارادے پر کامیاب ہوجاتے تو ایک آتش فساد درمیان اہل ہنود
واہل اسلام ایسی بلند ہوتی کہ جس سے برسون کے تعلقات اور مراسم باہمی
منقطع ہوکر ہردو فریق ایک دوسرے کے تشنۂ خون ہوجاتے لیکن خدا کو ایسا
منظور نہ تھا لہذا یہ معاملہ یہین تک چلکر ختم ہوگیا اور مُلک اودھ فتنہ و فساد سے
پاک وصاف ہوکر مہد امن وامان بنگیا۔ نروانی فرقے کے بیراگی اس
ہنومان گڈھی مین رہتے ہین چھ سو کے قریب ہین منجملہ اُسکے تین چار سو کے
قریب ہر وقت موجود رہتے ہین۔ جنکو دوپہر کے وقت کھانا تقسیم ہوتا ہے
اور ان بیراگی فقیرون مین کئی درجے ہین۔ اولاً سب اقوام کے لوگ شریک
ہین۔ جو اپنے تعلقات دنیوی قطع نہین کرتے اور صرف مُرید ہوجاتے ہین۔
دوسرے وہ لوگ ہین کہ جو دنیوی تعلقات بنظر فوائد عقبیٰ ترک کرکے فقیرون مین

شریک ہوجاتے ہین - جو چھتری یا برہمن ہین قبل شرکت خدمات سے مستثنےٰ
رہتے ہین اور کھانا پکانے یا جھاڑو دینے کا کام کم درجے کے لوگ کرتے ہین
تیسری قسم کے فقیر چند روز تک امیدوار رہتے ہین اور معمولی کام کیا کرتے ہین
بعد ازان اُنکو تیرتھ مثل دوارکا - جگناتھ - گیا - وغیرہ وغیرہ جانا فرض ہوتا ہے اور
وہ واپس آکر شریک کیئے جاتے ہین - برہمن - چھتری - بلا قید عمر شریک ہو سکتے
ہین لیکن دیگر اقوام سولہ سال سے کم کی عمر مین نہین شریک کیے جاتے ہین تاکہ
اصول بخوبی سمجھ سکین شادی کی ممانعت سب کو رہتی ہے ان سب پر مہنت افسر
ہوتا ہے اور اُسکے حکم کی تعمیل سب پر لازم گردانی گئی ہے باقی اجودھیا مین اسقدر
مقامات متبرکہ ہین کہ اگر کوئی شخص سال بھر تک ہر روزہ درشن کرے تو بھی غیر ممکن
ہے کہ سبکے درشنون سے کامیاب ہو سکے ہر ایک واقعات مہاراجہ رامچندر اور
اُنکے بھائیون اور رانیون اور مصاحبون اور سردارون کے متعلق نشانات اور مقامات
قائم و موجود ہین جس وقت سے کہ خاندان سنگلدیپی یعنی مہاراجہ مان سنگھ بہادر
قائم جنگ کا فروغ ہوا تو اُس وقت سے اس اجودھیا کی بہت بڑی رونق ہوگئی اسواسطے
کہ اسوقت تک بہت تعمیرات خود اس خاندان کے موجود ہین جنکا ذکر اپنے اپنے
موقع پر آچکا ہے اور بحالت تحریر کتاب ہذا جہان تک مین خیال کرتا ہون روزبروز

تعمیرات جدید مندر اور ٹھاکر دوارون سے رونق روز بہ ہوتی جاتی ہے خاندان

مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کا اول دار الحکومت شاہ گنج تھا جسکے قلعہ کی

بہت بڑی عمارت عظیم الشان اس موقع پر واقع ہے لیکن اب آنریبل سر مہاراجہ

پرتاب نرائن سنگھ بہادر کے ۔سی ۔آئی ۔ای نے خاص اپنا دار الحکومت

بمقام اجودھیا قرار دیا اور بموجب حکم گورنمنٹ آپ کی ریاست اجودھیا کے نام سے

منسوب کی گئی اُس وقت سے اور بھی اس مقام متبرک کی رونق ہوتی جاتی ہے ۔

اسکے علاوہ اور بھی جدید مندر اور مکانات مہاراجگان وراجگان و تعلقداران و

دیگر اہل دول نے تعمیر کیئے ہین اور برابر بناتے جاتے ہین چنانچہ سال گذشتہ مین

ہمارے معزز دوست آنریبل رائے بہادر بابو سر رام ایم ۔اے تعلقدار و وکیل ہائی کورٹ نے

علاوہ اپنے قدیم وجدید مندرونکے نہایت علو ہمتی سے ایک شفاخانہ انگریزی کی تعمیر شروع

کی ہے جسکی سخت ضرورت اس مقام پر تھی اور تا حالت تحریر کتاب ہذا زیر تعمیر ہے امید ہے

کہ جلد سرانجام پر پہونچکر فیض رسان متوطنان شہر اجودھیا ہو ۔تاریخ سے ثابت ہے کہ

اگلے زمانہ مین بودھ مت اور جین مت کا (جو قریب قریب ایک ہی ہین) یہان پر

بہت زور رہا ۔ہندوون کے پورانے مندرون کو انھین کے ہاتھ سے گزند عظیم

پہونچا اکثر پورانے ڈیہون اور ٹیلون پر مورتین ان دونون مذاہب کی برآمد ہوئی ہین

اور اب بھی اس وقت کئی جینی مندر یہان پر موجود ہین۔

علاوہ ان مقامات متذکرۂ بالا کے بہت سے اہل اسلام کے مقامات متبرک یہان موجود ہین

ازانجملہ مسجد بابری کا ذکر صفحہ گذشتہ مین ہو چکا ہے اورنگ زیب عالمگیر کی مسجد سرگد وارِ

موجود ہے جو بالکل منہدم ہو گئی ہے شیث اور ایوب کی دو قبرین منی پربت کے قریب ہین

پہلی قبر ۱۷۔فٹ دوسری قبر ۱۲ فٹ لمبی اور نوح کی قبر قریب اسکے ہے۔

حصۂ دوم صفحہ ۱۴۵۔کتاب آئین اکبری ابو الفضل مین اس شہر اور نیز ان دونون

قبرون کی بابت اس طور پر لکھا ہے۔

اودھ از بزرگ شہرہاے ہندست طول صد و ہیزدہ درجہ و شش دقیقہ و عرض

بست و ہشت درجہ و بست و ہشت دقیقہ پیشین زمان بدرازی چہل و ہشت کرو

و پہنائی سی و شش آباد بود از گزین معابد پاستانی بر شمارند بسواد شہر خاک بیزی کنند

و طلا بر گیرند بنگاہ راجہ رامچند بود در دور تریتا فرمانرواے معنی را بر تخت نشینی صوری

فراہم داشت یک کروہی شہر دریاے گھگر بدریاے سرو پیوستہ پایان قلعہ بگذرد

نزد این شہر دو قبر بزرگ ساختہ اند شش و ہفت گزی عامہ بر خوانند خوابگاہ

شیث و ایوب پندارند و دیوافسانہا برخوانند۔

مسٹر بی کارنگی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر فیض آباد اپنی تاریخ فیض آباد مین تحریر فرماتے ہین

کہ ایوبؑ و شیثؑ کی قبرین ایک دوسرے متصل ہین مگر نوحؑ کی قبر فاصلے پر ہے شاید یہ
چار سو برس سے زیادہ پرانی نہو۔ اور یہ تینون شخص نوحؑ ایوبؑ شیثؑ ہندوون کے مقابلے مین
مارے گئے اس وجہ سے شہید کہے جاتے ہین مگر جو شخص یہان مقرر ہے بخیال اسکے کہ جہلا کی
نگاہون مین قدر ہو بیان کرتا ہے کہ نوحؑ اور ایوبؑ اور شیثؑ پیغمبرون کی قبرین ہین
جس زمانے مین یہ اودھ کا دار الحکومت تھا نواب شجاع الدولہ بہادر نے اجودھیا
کے متصل بلکہ اسکی زمین پر فیض آباد شہر آباد کیا اور عمدہ عمدہ عمارتین اور باغات اپنے
لیئے اور اپنے متوسلین کے واسطے بنوائے اب بھی اس مقام پر ضلع اور کمشنری ہے
اور حکام ذوی الاحترام بھی وہین پر قیام فرماتے ہین۔

گلاب باڑی کی نہایت عمدہ عمارت ہے جسمین نواب شجاع الدولہ بہادر مدفون ہین۔

مقبرہ بہو بیگم صاحبہ بہت عالی شان ہے۔ بہت بڑا وثیقہ اسکے اور گلاب باڑی
کے خرچ کے لیئے قائم ہے۔ بہو بیگم صاحبہ نے جو نواب شجاع الدولہ بہادر کی بیگم تھین
اپنی بلند ہمتی سے علاوہ دیگر نیک کامون کے بڑا کام یہ کیا ہے۔ کہ ایک بڑا
وثیقہ اپنے اعزا و اقربا اور ملازمین اور متوسلین کے لیئے اپنا یادگار چھوڑا ہے جو
اب تک جاری ہے اور بہت لوگون کو اس سے فیض پہونچتا ہے۔



راویان اخبار و ناقلان آثار سے منقول ہے کہ دورِ آخر ترتیا مین اکشوا کو راجہ سورج بنشی کی نسل سے راجہ دسرت شہر اجودھیا مین فرمانرواے عظیم الشان تھا۔ اسکی صولت و عظمت سے تمام بادشاہانِ روے زمین مثل بید کے کانپتے تھے اور اُسکے در دولت کی جبہہ سائی طرۂ دستار سعادت سمجھتے تھے۔ رعایا شاد ملک آباد اُسکے بہار عدل سے تمام تختۂ عالم رشک بہشت برین تھا اور نام جور و ستم کا صفحۂ عالم سے جاتا رہا تھا۔

عجب عہدے ہمہ در کامرانی	بہر خانہ نشاط و شادمانی
نہ کس دادی کمندِ کینہ را تاب	نہ کس دیدی خیالِ فتنہ در خواب

لیکن کاشانۂ دولت اور ایوان سلطنت مین کوئی چراغ نتھا اس لیئے ہمیشہ افسردہ خاطری سے اُسکے ایام زندگی گذرتے اور اِس غم جانکاہ سے اُسکی حالت سخت تباہ تھی۔

چنانچہ ہردم درگاہ جناب باری تعالیٰ سے اولاد کے لیئے بخشوع و خضوع دعا کرتا اور حالت بیقراری مین زار زار روتا تھا۔

باخاطر زار و آرزومند	میخواست ز کردگار فرزند
بودش غرض آنکہ در میانہ	تا مش نشود گم از میانہ
زانکس کہ نماند یادگاری	ناید پس مرگ در شماری

آخر وزیران سلطنت اور اعیان مملکت کی صلاح اور صوابدید سے شرنگی رکھ کو بڑی فکر و تدبیر سے بلایا اور اپنی استدعا نہایت ادب کے ساتھ پیش کی اُس مقبول بارگاہ ایزدی نے باتفاق بشسٹ من وغیرہ رکھیشرون کے راجہ کے لیئے جگ شروع کی۔

چنانچہ اُس ہوم کی آگ سے ایک شخص نورانی صورت ہاتھ مین ظرف شیر برنج لیئے ہوئے ظاہر ہوا اور راجہ دسرت کو دیکر غائب ہو گیا راجہ نے بایماے شرنگی رکھ اپنی دو رانیون کونسلا اور کیکئی کو وہ خوان نعمت نصف نصف عطا کیا۔

اُس وقت سومترا تیسری رانی بھی پہونچ گئی چنانچہ ان دونون سے تھوڑا تھوڑا حصہ اُس رانی کو بھی دلایا۔ آخر یہ تینون رانیان اُس نعمت غیر مترقبہ کو نوشجان کرکے راجہ سے حاملہ ہوئین۔ اور بعد ایام معینہ کوشلیا سے سری رامچندر اور کیکئی سے بھرت اور سومترا سے لچھمن و سترگھن پیدا ہوئے۔ راجہ کو ان ولادت باسعادت سے زندگی جاودانی حاصل ہوئی اور رنج کلفت اور غم سے آزادی ملی۔

دولت کوئی دنیا مین پسر سے نہین بہتر	راحت کوئی آرام جگر سے نہین بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہین بہتر	نکہت کوئی بوے گل تر سے نہین بہتر
صدمون مین علاج دل مجروح یہی ہے	ریحان ہے یہی روح یہی رُوح یہی ہے

ایسے باپ کی یاوری بخت و دولت اور اُس سلطنت کی شوکت و عظمت کا کیا بیان ہو سکتا ہے کہ جسمین خود پروردگار عالم نے اوتار لیا ہو اور دنیا کی معصیت دور کرنے اور ظالمون کے مارنے اور عقیدت کیشون کی عقیدت بڑھانے کے لیئے اپنے جمال و جلال سے شبستان عالم کو روشن کر دیا ہو۔

اے آفتاب آئینہ دار جمال تو	مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
صحن خیال دیدہ بشستم ولی چہ سود	کاین گوشہ نیست درخور خیل خیال تو

دیوتاؤن نے آسمان سے پھول برسائے ہوا سے نقارہ و نفیر کی آواز بلند ہوئی

تمام تختۂ عالم اُس ابرِ رحمت سے شاداب ہوگیا اور دلِ افسردگانِ روزگار اُس شمیم مسرّت خیز سے شگفتہ اور باغ باغ ہوگئے راجہ دسرت کا فرطِ خوشی سے یہ حال تھا کہ اپنے جامہ مین پھولا نہ سماتا تا۔ اور دم بدم اور ساعت بساعت شکر خالق برحق بجالاتا چنانچہ اس جوشِ مسرت اور مزید نشاط اور انبساط مین درہاے خزائن کھولدیئے اور محتاجانِ عالم اور تہیدستانِ روزگار کے دامن تمنا کو پُر از نقود مراد کردیا۔

جزاین شادیِ برخردمند نیست	کہ شادی چو شادیِّ فرزند نیست
چراغ نظر را از و روغن ست	حریم دل از روی او روشن ست

اب یہ نونہالانِ گلشنِ اقبال و سرورانِ جوئبارِ جاہ و جلال مہد ناز و نعم مین پرورش پانے لگے اور مثل اپنے جلال و جمال کے روز بروز بڑھنے لگے۔ تھوڑے دنون کے بعد معلمان فلاطون فطنت اور ادیبان ارسطو سیرت کی تعلیم سے ہر علم و فن مین یگانۂ روزگار ہوگئے خصوصًا سری رامچندر نے ہر ایک علوم و فنون مین وہ پایہ حاصل کیا کہ جسکی کوئی نظیر نہین تھی اور ہر ایک بات مین وہ کمال پیدا کیا کہ جسکی مثال معدوم تھی۔

چنان کامل سخن شد در معانی	کہ بحرے گشت در گوہر فشانی
فصیحے کو سخن چون آب گفتی	سخن با او در اصطرلاب گفتی

مذکور ہے کہ ایک روز راجہ دسرت ایوانِ سلطنت مین مہمات مملکت کے سرانجام پر متوجہ تھا اور اراکین دولت و اعیان سلطنت پایہ بپایہ کھڑے انتظار احکامات سلطانی کر رہے تھے۔

شہنشہ براورنگِ شاہنشہی	بسرتاجِ اقبال ظل اللّٰہی
بیک سو وزیرانِ دانش پذیر	بہ تدبیر برعقل کُل نکتہ گیر
بیک سو حکیمانِ حکمت اساس	صطرلاب دانان و اخترشناس
بیک سو ندیمانِ شیرین سخن	چوطوطی شکرریز و شکرشکن
ہمہ ملک و ملت از و بانسق	بروشن بخلق و دروشن بحق

ناگاہ بسوامترر کھیشر کہ جسکے فضائل مثل آفتاب نصف النہار عالم پر روشن وہویدا ہین تشریف فرمائے دولتخانۂ بادشاہی ہوے۔ راجہ دسرت نے مراتب تعظیم و تکریم ادا کرکے برابر اپنے تخت زرین پر بٹھلایا اور بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری اور قدم رنجہ فرمائی کا دریافت کیا۔

مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا دیدہ کدام
یارب این قافلہ را لطفِ ازل بدرقہ باد	کہ از و خصم بدام آید و معشوق بدام

بسوامتر نے کہا کہ یہ امرا ے رزین پر مبرہن ہے کہ طبقۂ سلاطین محافظ جان

وماں بنی آدم ہے اور اسی لیئے خالق برحق نے بادشاہون کو روے زمین پر
پیدا کیا ہے کہ ہر درد رسیدہ کے درد کو دور کرین اور ہر غمدیدہ کی غمخواری سے
اظہار مرحمت بادشاہانہ فرماوین مین نے دنیا اور سلطنت چھوڑکر فقیری اختیار کی
ہے۔ عبادت حق سبحانہ تعالی مین انفاس زندگانی گذرانتا ہون لیکن دیوان
خونخوار و عفریتان تبہ کردار مجھے ستاتے ہین اور میری عبادت اور یاد الٰہی مین
خلل انداز ہین۔ لہذا چاہتا ہون کہ سری رامچندر جی کو جنکے جلائل و فضائل
مبرّا از اظہار بیان ہین اپنے کرم شاہانہ سے آپ میرے ساتھ کردین تاکہ اِس
جماعت دل آزار کو قتل کر کے مجھے اور دیگر رکھیشرون کو موقع عبادت کا
عطا فرماوین۔ راجہ دسرت یہ سنتے ہی سرد ہو گیا پردہ ہاے غفلت جو آنکھون
پر پڑے تھے اُسنے راجہ کے خیال کو امر حقیقت کی طرف متوجہ ہونے ندیا
پس راجہ نے بشوامتر سے کہا کہ میری حالت آپ سے پوشیدہ نہین ہے کہ
اس پیرانہ سالی مین مجھے خدا نے یہ اولاد دی ہے اسکی کم عمری و ناتجربہ کاری
کو دیکھیئے اور مجھے اس امر سے بمزید لطف و کرم معاف فرمائیے مین بذات خود
بجمعیت لشکر و فوج تیار ہون کہ آپ کے ساتھ چل کر اُن شیاطین بدکردار کو
جلد واصل جہنم کرون بشسشٹ جی نے فی الفور عرض کی کہ اے شاہِ شاہان

ہفت اقلیم والے برگزیدۂ الطاف رب کریم آپ اس معاملہ مین خوشنودی
خاطر بشوامتر ملحوظ خاطر فرمائین اور بلا خوف وخطر و اندیشۂ ضرر سری رامچندر جی کو
بشوامتر کے ساتھ کردین اس لیئے کہ یہ خاص پروردگار عالم کا اوتار ہے
زہے بخت و زہے نصیب کہ آپکے شبستانِ دولت مین خالق برحق نے
اوتار لیا راجہ دسرت نے یہ سنکر اُسی وقت حکم دیا کہ سری رامچندر ہمراہ بشوامتر
جائین اور بتوجہ کامل استیصال جماعت شیاطین سے سرمایۂ خوشنودی
بشوامتر حاصل کرین سری رام چندر یہ حکم پاکر تیار ہوگئے تیر وکمان ہاتھ مین
لیئے بشوامتر کے ساتھ ہوئے لچھمن برادر سوم نے ازراہ محبت قلبی و بمقتضاے
لطف باطنی رفاقت اختیار کی چنانچہ یہ دونون سرورانِ گلشنِ اقبال مہر
سپہر جاہ وجلال ہمراہ بشوامتر مقام مقررہ پر پہونچے دیوانِ خونخوار مقابلہ پر آئے
اور اُس ہزبر بیستان شجاعت کے خدنگ ہاے شرر افشان وضرب شمشیر ہاے
بران سے قتل ہوکر واصل جہنم ہوئے وہین پر بشوامتر کے فرمانے سے یہ امر
مسموعِ سمعِ مبارک ہوا کہ راجہ جنک مرزبان ترہت کی دختر نیک اختر کا سوبمبر
ہے جسکے حسن وجمال کی صفت حیطۂ تحریر وتقریر سے باہر ہے۔

گل اندامی کہ دارد چشمۂ نوشش	زکوثر خلد را حسرت در آغوشش

جهنده نرگسش آهوی بی قید	کمندِ طرّه دام آسمان صید
تنش را پیرهن عریان ندیده	چو جان اندر تن و تن جان ندیده
بهر خاکے کز و سایه فتاده	بنائے قبلهٔ عصمت نهاده
درونِ پردهٔ شرم آن بتِ دیر	چو در جانِ کریمان نیتِ خیر

سری رام چندر اِس قصۂ حیرت اندوز کو سنکر از حد مشتاق ہوگئے اور عنانِ صبر و قرار ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوهٔ حُسن از درِ گوش	زتن آرام برباید ز جان ہوش

بشوامتر یہ حالت سری رامچندر کی دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو ساتھ لیکر ترہت کی طرف چلے اور بعد طے منازل و مراحل مقام سومبر مین پہونچے۔ راجہ جنک نے انکا خیر مقدم کر کے بڑے اعزاز و اکرام سے مراتب مہمانداری ادا فرمائے آخر وہ وقت سومبر کا آپہونچا شاہانِ نامدار و سلاطینِ بلند اقتدار ہر ایک اُس کمان کے اُٹھانے اور توڑنے مین قسمت آزمائی کرنے لگے لیکن کمان کو اندک جنبش نہوئی آخر سب لوگ شرمندہ اور ندامت زدہ ہو ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اُسوقت ایک عجب جمال و جلال کے ساتھ سری رامچندر جی اُٹھے اور اُس کمان

سخت کو شل پر کاہ ہاتھ سے اُٹھا کر دو ٹکڑے کر دیئے نعرۂ احسنت و آفرین
ہر طرف سے بلند ہوا ہنگامۂ واہ واہ فلک ہفتمین تک پہونچا۔

کمان بشکست و تیرش بر ہدف خورد	چو مردان گوی از میدان بدر برد
کمان بشکست بہرِ عقد بستن	زہے بستن کہ رو داد از شکستن

سیتا جی نے فوراً مالاے مروارید سری رامچندر کی گردن مین ڈالدیا اُسوقت
اِنکا نیازمندانہ اُس ہدیۂ معشوق کو گردن جھکا کر قبول کرنا ایک عجیب دلکش معاملہ
اور طرفہ سمان تھا راجہ جنک کی حالت انبساط کیا بیان کیجاوے کہ فرط نشاط سے
بیخود تھا اُسی وقت پیک صبا رفتار باطلاع مژدۂ جانفزا اور استدعاے قدوم
راجہ دسرت کے حضور مین روانہ ہوا راجہ دسرت اس خبر مسرت اثر سے باخبر ہو کر
بجمعیت شاہانہ و شوکت بادشاہانہ اجودھیا سے چلا اور بعد طے مراحل و منازل
داخل ترہت ہوا راجہ جنک مراسم استقبال شاہانہ بجا لایا اور وقت محمود و
ساعت مسعود پر سیتا جی کا عقد سری رام چندر کے ساتھ کر کے دل ہاے عالم کو
باغ باغ کر دیا اور دوسری اپنی دختر نیک اختر لچھمن کے ساتھ بیاہ دی اور
دو بھتیجیون کو بھرت اور سترگھن کے ساتھ منعقد کر کے چارون پایہ ہاے
سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔

بیک شب کرد آن ہر چار شادی	بہ نخلِ بختش آمد بارِ شادی
زہر جانب مبارکباد برخاست	زاہلِ نغمہ ہم فریاد برخاست

چند روز کے بعد راجہ جنک نے جہیز شاہانہ اور سامان بادشاہانہ دیکر سب کو رخصت کیا شہر اجودھیا کو کارکنانِ سلطنت نے قبل از ورود راجہ دسرت ہر اقسام کی آراستگی سے نمونۂ باغ جنت بنا رکھا تھا ہر طرف سے صدائے مسرت و انبساط و نوائے سور و سرور بلند ہو رہی تھی کہ اِس درمیان مین بہ آوان حمید و زمان سعید راجہ دسرت مع فرزندانِ سعادت خصال و پردگیان سرادق اقبال داخل شہر اجودھیا ہوا اہل اجودھیا کی طبیعتین شاد و بشاش ہو گئین غنچہ ہائے خاطر ہوائے عیش و نشاط سے شگفتہ و خندان ہو گئے ہر شخص خوشی سے باغ باغ تھا اور ہر دل اِس روز مسرت اندوز سے سرمست بادۂ انبساط ہو رہا تھا۔ راجہ دسرت نے درہائے خزائن کھولدیے اور اپنے دست سخا پرور سے دامانِ تمنا کو نقد مراد سے مالامال کردیا۔

زیک طرف زر واز یک طرف گہر می ریخت	گہر طبق طبق و زر سپر سپر می ریخت

مدتون تک یہ خوشی روز افزون رہی اور بجز عیش و نشاط کے دوسرا شغل عالم مین نہ تھا بالآخر فلک ناتوان بین ان خوشیون کو نہ دیکھ سکا اور اُسکی

طبع فتنہ پرداز مائل فتنۂ تازہ ہوئی۔

نیش عقرب نہ از پے کین ست		مقتضائے طبیعتش این ست

مین اپنے ناظرین کتاب کو دکھلاتا ہون کہ گردش چرخ دوّار نے دفعتاً کیسی کروٹ بدلی اور بلا خیال و بغیر وہم و گمان کے وہ انقلاب پیدا کرکے دکھلا دیا کہ جسکی طرف کسی کے پیک خیال کا بھی گذر نہ تھا۔

کہتے ہین کہ ایک روز راجہ دسرت نے خیال کیا کہ اب ایام پیری قریب پہونچے اور ضعف و ناتوانی طبل رحیل بجا رہی ہے مجھے مناسب ہے کہ سریر سلطنت پر رامچندر کو بٹھلاکر گوشہ مین عبادت الٰہی کرون اور تعلقات دنیاوی سے بالکل دُور دُور رہون جملہ اراکین سلطنت نے اس راے سے اتفاق کیا اور کلمات تحسین و مرحبا عرض کیئے اُسی وقت بحکم راجہ دسرت تاریخ تخت نشینی مقرر ہوکر تیاری جشن سلطنت ہونے لگی کارپردازان مملکت و پیرایہ بندان کارخانۂ سلطنت بڑی خوشی کے ساتھ اپنے اپنے کام اور اہتمام مین مصروف ہوئے جس صبح کو کہ ساعت تخت نشینی قرار پائی تھی اُسی رات کو کیکئی رانی دوم راجہ دسرت کا مزاج دفعتاً درہم و برہم ہوگیا اور منشاء خاطر اُس وارفتہ مزاج کا اس پر مائل ہوا کہ بھرت میرا فرزند سریر آراے سلطنت ہوا اور رام چندر

اس دولت سے محروم رہین -

روایت ہے کہ ایک بار کسی حسن خدمت کے عوض مین راجہ دسرتھ نے
اس اپنی رانی سے وعدہ کیا تھا کہ جو خواہش تمھاری کسی امر پر مرجوع ہوگی
فی الفور اُسکو منظور کرونگا چنانچہ اُس وقت کیکئی نے اُسی وعدہ سابقہ کی یاد دلاکر
اور پھر تازہ قسم لیکر خواہش اپنی ظاہر کی کہ بھرت میرا فرزند تخت نشین سلطنت ہو
اور رامچندر چودہ سال تک جنگل اور بیابان مین بسر کرین راجہ دسرتھ یہ سنتے ہی
بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اور تن و بدن کا اصلا اُسکو ہوش نرہا ایک ہنگامۂ
قیامت برپا ہوگیا اور دلون پر بدلی غم والم کی چھاگئی رامچندر نے اندرون
محل کے جاکر حالت پدر کی ایسی خراب دیکھی کہ جو ندیکھنے کے قابل اور نہ سننے
کے لائق تھی کیکئی سے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے اُس مادر نامہربان نے کہا کہ
مین نے راجہ سے ایفاے وعدے مین بھرت کے لئے تخت نشینی اور تمھارے
لیئے چودہ سال تک بیابان گردی قبول کروالی ہے اُسی رنج وغم مین راجہ کی یہ
حالت ہوگئی ہے - اِس درمیان مین راجہ کو ہوش آیا دیکھا کہ نور چشم بلند اقبال
مہر سپہر جاہ وجلال سرہانے کھڑا ہے فرط ندامت سے آنکھین نیچی کرلین اور
شدت غم والم سے یہ کہا کہ اے فرزند سعادتمند تجھکو معلوم ہے کہ باقتضاے

پیرانہ سالی مین اس عورت نے وفا کے پنجہ مکر مین گرفتار ہوگیا ہون جس مین میرا اندک اختیار باقی نرہا اب تجھکو مناسب ہے کہ مجھ پیر آشفتہ دماغ کو پابزنجیر کرکے بزور خود سریر آرائے سلطنت ہو کہ اس سے بہتر بہبود سلطنت کے لیئے کوئی امر نہین ہے رامچندر نے عرض کی کہ اے پدر نامدار و اے شہنشاہ فلک اقتدار زہے میری سعادت کہ مین آپکے قول کا نباہ کرون اور اُسکی پابندی کے ساتھ جنگل و بیابان مین رہکر سعادت دوجہانی سے کامیاب ہون آپ اندک خاطر مقدس کو آزردہ و پریشان نہ کرین اور مجھ نادان ہیچمیرز کے لیئے اس قدر غم والم دل پر نہ اُٹھائین انشاءاللہ تعالیٰ یہ چودہ سال دشت و بیابان مین گذرانکر پھر دولت قدمبوسی حضور حاصل کرونگا۔

پسر برخورد از رضای پدر		بدولت رسد از دعای پدر	
کسی کو سِ دولت بہ نُہ بام زد		کہ دائم بگامِ پدر گام زد	

یہ کہکر سری رامچندر نے باپ کے قدمون پر سر رکھدیا اور وہان سے نکلکر اپنی مان کونسلا کے پاس آئے اور بعد عرض حالات مختصر خواہان رخصت ہوئے کونسلا کی وہ حالت بیقراری اور صورت نوحہ وزاری کیونکر بیان کی جاوے کہ نہ قلم کو طاقت تحریر ہے اور نہ زبان کو یارائے تقریر یہ مہارانی سیتا کی اُن سے بتر

حالت تھی نہ دل پر اختیار نہ زبان مین طاقت گفتار آخر وہ خاتون عصمت شرست

وبانوے سراپردۂ حیا باقتضاے وفاداری اس سفر پُرخطر مین رفیق حال شوہر ہوئی

لچھمن نے بھی اس وادی مین قدم اپنا پیچھے نہ ہٹایا سب دولت و نعمت چھوڑ

اور عیش و عشرت دنیاوی سے مُنھ موڑ اپنے برادر معظم کی رفاقت اختیار کی

اب یہ ہر سہ نوباوگان بوستان بادشاہی فقیرانہ لباس مین شہر اجودھیا سے

باہر ہوئے۔ اس واقعۂ جانکاہ سے تمام سلطنت خصوصًا دار الخلافت اجودھیا

مین ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا ہر صغیر و کبیر کو اس مصیبت اتفاقیہ سے زندگی

تلخ تھی آخر یہ کاروان مصیبت زدگان چلتے چلتے قریب دریاے گنگ پہونچا

نکھاد شرف قدمبوسی و زیارت جمالِ باکمال سے مشرف ہوا اور عقیدت کے

ساتھ کشتی شاہانہ پر سوار کرا کے پراگ پہونچایا۔ وہان سے بعد زیارت بالمیک و

سیر دیگر مقامات متبرکہ داخل چترکوٹ ہوئے اور اُس مقام عشرت افزا کو پسند فرما کر

اُس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔

اب مین اس قصہ کو یہین پر چھوڑتا ہون اور حالات اجودھیا سے اپنے ناظرین

کتاب کو آگہی دیتا ہون کہ اس ماجراے عبرت افزا سے اہل عالم اور خصوصًا

ساکنان اجودھیا کی حالت خراب و ابتر ہوئی اور ہر دل اور ہر طبیعت پر

بدلی غم والم کی چھاگئی - راجہ دسرت ہنوز بستر ناتوانی وبیتابی پر پڑا تڑپ رہا تھا اور حالت اُسکی حالت نزع سے بدتر تھی کہ دفعتًا اُسکے کانون تک خبر پہونچی کہ وہ تینون سرورانِ گلشن شاہی اور نونہالانِ بوستانِ سلطنت پناہی دارالخلافت کو چھوڑ اور ملک و دولت سے مُنھ موڑ بلباس سناسیان روانہ صحرا ہوے یہ سنتے ہی راجہ نے ایک آہ سرد کھینچی جسکے ساتھ ہی مرغ روح اُسکا قفس عنصری سے پرواز کر گیا اس واقعہ سے تمام محلات مین کہرام مچا ہر طرف سے نالہ وزاری کی صدائین بلند ہوئین دلہاے صغیر وکبیر پر کوہ غم والم پھٹ پڑا -

زین درد کزان یگانہ برخاست	طوفان غم از زمانہ برخاست
غم سوخت درون یگان یگان را	ماتم کدہ شد جہان جہان را

آخر وزیران سلطنت نے سواران بادرفتار کشمیر بھیجکر بھرت اور سترگھن کو طلب کیا اور تا آنے ان شہزادگان والاتبار کے نعش راجہ دسرت کی کشتی روغن مین رکھدی گئی - بھرت تحریر پاتے ہی باتفاق سترگھن بایلغار تمام داخل دارالخلافت اجودھیا ہوا یہان کے حالات نادیدنی دیکھ دیکھکر اور واقعات ناشنیدنی سُن سُنکر ایک سخت غم واندوہ مین گرفتار ہوگیا بار بار اپنی مان بدکردار پر لعنت بھیجتا اور کوسلا کے حضور مین ہزارون طرح سے معذرت کرتا تھا آخر بصلاح وصوابدید بشسٹ من

نعش راجہ دسرت کی روغن سے نکالکر بعد تجہیز و تکفین بشوکت و حشمت شاہانہ دریاے
سرجو پر لیجا کر جلائی اور مراسم تعزیت و لوازم عزاداری ادا فرمائے اور بذل و ایثار
اور داد و دہش سے فقیرون اور محتاجون کو مستغنی کردیا اِس فراغت کے بعد وزیرانِ
سلطنت و اعیانِ مملکت نے بھرت کے حضور مین استدعاے تخت نشینی پیش
کی اِس برادر وفا پرور نے رو کر جواب دیا کہ یہ امر عالم پر روشن و ہویدا ہے کہ مستحق امر سلطنت
مہاراج سری رامچندر ہین مجھے سلطنت کی ہوس نہین اور نہ دولت کی آرزو ہے صرف
غلامی و کفش برداری اُس ذات مقدس کی میرے لیئے طرۂ دستار عزت ہے۔ پس یہ
خیال تم لوگ اپنے دل سے دور کرو اور اس بات کی اصلاح مجھسے امید نہ رکھو مین
چاہتا ہون کہ سری رامچندر کے حضور مین حاضر ہو کر معذرت کرون اور اس سلطان
کونین اور شہنشاہ دارین کو بمنت و سماجت واپس لاکر تخت سلطنت پر بٹھلاؤن۔ اس
بات پر سب حاضرینِ خدمت بھرت کی ہمت اور نیت پر تحسین و آفرین کرنے لگے
اور دل ہاے خیر خواہانِ مملکت شگفتہ و باغ باغ ہوگئے آخر بھرت باتفاق مشیرانِ
سلطنت و کارپردازانِ مملکت و مادرانِ معظم و خاتونانِ مکرم بڑے تزک و احتشام سے
روانہ ہوا اور چلتے چلتے چترکوٹ مین پہونچا جس وقت آمد بھرت کی خبر گرم ہوئی
تو اُس وقت لچھمن کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ بھرت بغرض کینہ خواہی حشم و خدم کے

ساتھ آرہا ہے اِس خیال سے تیر و کمان لیکر اُٹھا اور اپنے برادر معظم کو بھی خبر دی
کہ ہوشیار ہو جیے فوجِ مخالف قریب پہونچ گئی ہے بھرت نے یہ حالت بھی ہماری
پسند نہ کی اور یہان تک تعاقب کرتا ہوا ہمارے پیچھے آتا ہے رامچندر نے ہنسکر
جواب دیا کہ اے برادر عزیز یہ خیال تمھارا محض خلاف ہے بھرت میرا دوست اور
طالب صادق ہے میرے ملنے کو آتا ہے یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ بھرت دور سے
پیادہ ہر ہر قدم پر سجدات کرتے ہوئے دکھلائی دیا رامچندر نے دوڑکر آغوش مین
اُٹھا لیا اور چھاتی سے لگایا بھرت نے قدمون پر سر رکھدیا اور زار زار رونے لگا
اور اُسی حالت بیقراری مین حال رحلت پدر اور بربادی شہر بیان کرکے ایسا رویا کہ
ہچکیان لگ گئین۔ رامچندر باقتضاے بشریت غم وفات پدر مین نہایت اندوہگین
ہوئے اور دیر تک اس غم مین لطف سایۂ پدری کا ماتم کرتے رہے آخر اپنی
تینون ماؤن سے ملکر اور ہر ایک کو تسکین دیکر پھر بستر ناتوانی پر بیٹھے اُس وقت بھرت
نے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی کہ اے شہنشاہ فلک اقتدار و اے جہاندار
والا تبار اب آپ اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر اجودھیا کو رونق بخشین
اور تخت پدری پر متمکن ہوکر ہم برادرون اور تمام اپنے فرمان بردارون کو
سایۂ عاطفت مین لین۔

مرا وہم ترا حسرت پدر بود	بدولت بر سر ما تاجِ سر بود
برہنہ ماند زان افسر مرا سر	کنون خواہم پدر باشد برادر

سری رامچندر نے اسکے جواب مین اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا کہ اے برادر عزیز اب اس معاملہ مین ہرگز ہرگز اصرار نکرنا تاوقتیکہ چودہ سال نہ گذر جائین اندر شہر کے مجھے آنا اور خلافِ عہد پدر کرنا حرام ہے تم کو چاہیے کہ تا میری واپسی کارو بار سلطنت کو سرانجام دو اور اپنے عدل و داد سے رعایاے مملکت کو شاد و آباد رکھو۔ آخر بھرت ناچار ہو کر رخصت ہوا اور نعلین چوبی سری رامچندر کی سر پر رکھ کے اجودھیا واپس آیا چنانچہ ہر روز اُس نعلین کو تخت سلطنت پر رکھتا اور خود مع وزیرانِ مملکت دست بستہ کھڑے ہو کر امورات دولت کو سرانجام دیتا اور چند لقمہ نباتات کے کھاکر زندگی بسر کرتا۔

بہجر رام از بس مبتلا بود	طعامش بی نمک برگِ گیا بود
زمین خواب شب کندیدہ خفتے	بنزدیکان خود این راز گفتے
کہ ہرگہ رام را خاک ست بالین	مرا باید از و خوابید پائین
ازان سازم مغاک این خوابگہ را	کہ نتوانم برابر خفت شہ را
بدینسان می شدی بود و غنودش	ہزاران آفرین بر ماند و بودش

اب یہان سے سری رامچندر جی کے حالات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ بعد
مراجعت بھرت کے اس برگزیدہ کونین نے خیال کیا کہ بسبب قربت ملک اودھ چترکوٹ
مین قیام غیر مصلحت ہے لہذا اُس مقام کو چھوڑ کر سرزمین پنچ بٹی کو اپنے قدوم مبارک
سے مشرف فرمایا اور وہان پر امکنۂ فرحت افزا و نشیمن ہاے دلکشا گھاس پھوس سے
بنا کر فرحت کے ساتھ رہنے لگے اِس مدت قیام مین کبھی رکھیشرون کی صحبت سے
لطف خاطر حاصل فرماتے گاہ گاہ شکار سے تفریح خاطر کرتے ایک روز سپنکھا خواہر
راون کا گذر اُس مقام پُرفضا مین ہوا ان دونون مہر و ماہ سپہر شاہی کے جمال باکمال
کو دیکھکر شیدا ہوگئی فی الفور ایک عورت حسین کی صورت و لباس مین منتقل ہو کر
سری رامچندر کے پاس آئی اور اظہار عشق و محبت کے بعد اپنا شوق خاطر ظاہر کیا
سری رامچندر نے ہنسکر جواب دیا کہ تو جانتی ہے کہ میرے شبستان دولت مین سیتا
ایسی مہارانی موجود ہے پس مجھسے تجھکو ایسی امید رکھنا لاحاصل ہے لچھمن البتہ مرد
مجرد ہے یقین ہے کہ تیری خواہش کو وہ پوری کرے سپنکھا اس طرف سے مایوس
ہو کر جانب لچھمن متوجہ ہوئی اور اپنی نیازمندی اور دلبستگی کے کلمات کہکر آغوش
شوق کو ہم آغوشی کے لیئے کھولا لچھمن نے چین بجبین ہو کر اور کلمات دورباش
کہکر اُسکو روبرو سے ہٹایا اب دیونی کو سواے اسکے کچھ بن نہ آیا کہ مہارانی سیتا پر

حملۂ مخالفانہ کرے بمجرد اس ارادے کے لچھمن نے لپک کر اُسکی ناک کاٹ لی
پھینکھا اِس واقعۂ شرمناک سے شرمندہ اور ندامت زدہ بھاگ کر کھرو دوکھن اپنے
بھائیون کے پاس آئی اور ان حالات سے مطلع کر کے اُنکو مع لشکر دیوان خونخوار
ساتھ لائی ان دونون ہزبر نیستان شجاعت نے خدنگ ہاے آتش فشان و شمشیر ہاے
بران سے اعدا کو مغلوب و منکوب کیا آخر کھرو دوکھن مارے گئے اور وہ عورت
نابکار اُن بھائیون کو بستر مرگ پر لٹا کر راون کے پاس گئی راون ملک لنکا کا بادشاہ
تھا دس سر اور بیس بازو رکھتا تھا اُسنے سخت عبادتین کر کے مہادیو جی سے
بردان لیا تھا کہ سواے آدمی و بندر کے مجھے عالم مین کوئی نہ مار سکے اور مین
سب پر غالب رہون چنانچہ سری مہادیو نے اُسکی خواہش کو منظور کیا اُسوقت سے
اُس نے مظالم شروع کیئے نخوت اور تکبر کی ہوا اُسکے دماغ مین ایسی پہونچی کہ تمام
عالم کو آزار پہونچانے پر اُسنے کمر چیست باندھی آدم اور بندر کی نسبت ہمیشہ اُسکا
یہی خیال تھا کہ یہ کیا چیز ہین ان سے مجھے نقصان پہونچنے کا کیا خوف ہے تمام
عالم پر اُسکی حکومت تھی ملک الموت کو گرفتار کر کے زندان خانہ مین قید کر رکھا تھا
ماہ و آفتاب سب اُسکے فرمان مین چلتے تھے چنانچہ مسیح اصفہانی نے جو رامائن
بعہد حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ فارسی مین نہایت آب و تاب کے

ساتھ لکھی اُسمین راون کے ذکر مین یہ فرماتے ہین۔

بلنکا شاہ دیوان بود راون — بدن دیو و پری جان بود راون

عناصر تابع فرمان او بود — اجل محبوس در زندان او بود

بامرش سکہ زد تاثیر اجرام — بہ نہیبش از تجسس عزل اوہام

ملایک پاسبانش گشتہ در خواب — درش را ابر نیسان می زدے آب

نسیم صبحدم میروفتی جاے — چو حوران زہرہ پیشش کوفتی پاے

بخوردی چاشت بعد از جام جمشید — طعامی پختہ از گرمے خورشید

بشاشش ماہ بودی شمع ایوان — بہ صبحش مہر زرین گوی چوگان

چنین دولت شنیدم واقعے بود — بہ طبعم شاعری را کار فرمود

عجب نبود ز بخشش ہاے یزدان — کہ دیوان را دہد ملک سلیمان

سپنکھا نے اپنا احوال زار اور صورت قتل کھر ودوکھن بحضور راون بیان کی اور اُسکے ساتھ ہی حسن و جمال سیتا کی حقیقت مشروحی ظاہر کر کے کلمات ترغیب اور تحریص عرض کیے راون اس قصہ حسن و عشق کو سُنکر بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور ماریچ دیو کو ساتھ لیکر بقصد گرفتاری سیتا روانہ منزل مقصود ہوا ماریچ ایک آہوے زرین بنکر سیتا جی کے سامنے شوخی و طنازی دکھانے لگا سیتا نے

رامچندر سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مثل اس ہرن کے میری نظر سے آج تک کوئی
دوسرا ہرن نہین گذرا ہے بے اختیار میرا دل اُس پر مائل ہے جس طرح ہو اُسکو
شکار کرو کہ اسکا مرگ چھالا خوب ہوگا سری رامچندر باوجود شرف ہمہ دانی معشوقۂ
دلربا کے کہنے سے ہرن کے پیچھے دوڑے لچھمن کو محافظت سیتا مین چھوڑا اور
تاکید سخت فرمائی کہ اسوقت دشمنون کا ہجوم اور دوستون کی قلت ہے چاہیئے کہ
سیتا کے پاس سے ایک لحظہ جدائی اور مفارقت گوارا خاطر نہ کرو کہ اس سرزمین
پر قدم قدم پر ایک بلا ہے یہ کہکر رامچندر تیر و کمان ہاتھ مین لیکر ہرن کے پیچھے
چلے ہرن تھوڑی دیر دکھلائی دیا پھر نظر سے غائب ہوگیا آخر اس قدر انداز تیر قضا
نے مثل پیک اجل پہونچکر ایسا خدنگ جانستان اپنی کمان پرزور سے چھوڑا کہ فورًا
ہرن ہلاک ہوکر گر پڑا گرتے وقت اُسنے لچھمن کا نام پکارا سیتا نے یہ آواز جسوقت
سنی لچھمن کو مجبور کیا کہ جلد پہونچکر اپنے برادر معظم کی خبر لے ہرچند اس دانائے روزگار نے
انکار کیا لیکن سیتا کے اصرار غیر معمولی سے سخت مجبور ہوکر روانہ ہوا جیسے ہی لچھمن اُدھر
چلا ویسے ہی راون بصورت برہمن سیتا کے روبرو آگیا۔ سیتا اُس برہمن کو مہمان
سمجھکر تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آئی راون نے اُس کو مخاطب پاکر یون کہنا شروع کیا
کہ تجھے معلوم ہو کہ مین راون دیوون کا بادشاہ ہون تمام دیو جن و انسان میرے

تابع فرمان ہین میری صولت وعظمت تمام عالم پر مثل آفتاب روشن وہویدا ہے
مجھے افسوس ہے کہ تیری ایسی خاتون مقدس اور حسین ایک مرد فقیر آزاد رامچندر کے
ساتھ جنگلون جنگلون پھرے اور ہر طرح کی تکلیفین برداشت کرے میری خواہش ہے کہ تجھے
لنکا کو لیچلون اور اپنی جملہ خاتونان عصمت سرشت پر تجھے افسری دون مناسب ہے کہ تو
میرے ساتھ اپنی نسبت کو باعث افتخار اور موجب صد ہزار عظمت و احتشام تصور کر سیتا
یہ سنتے ہی سرد ہوگئی اور اندیشہ وخوف کی حالت مین عجیب پریشانی اُسکے چہرۂ
پرنور پر چھا گئی مجبوراً اُسکو سختی کے ساتھ جواب دینا پڑا کہ اے راون اس خیال محال
کو تو اپنے دل مین جگہہ نہ دے اور اس آرزوے خام سے قطع امید کر ورنہ تیری یہ حرکت بیجا
باعث تیرے استیصال کی ہوگی راون یہ تقریر مخالف سُنکر آگ بگولا ہو گیا اور فوراً سیتا
کو اُٹھا کر اور اپنی رتھ پر بٹھلا کر لیچلا سیتا روتی چلاتی نالہ ہاے جانگزا اور نوحہ ہاے
حسرت افزا کرتی چلی جاتی تھی جٹائی نام گدھ ایک بڑا قوی ہیکل جانور تھا یہ حالت
وہ سیتا کی دیکھکر راون پر حملہ آور ہوا دونون مین خوب جنگ وجدل ہوئی جٹائی
نے اپنی چونچ اور چنگل سے راون کو زخمی کیا بالآخر راون نے بضرب تیرہاے
جگردوز اُس جانور وفادار کو مار کر زمین پر گرا دیا اور سیتا کو پھر رتھ پر بٹھا کر لنکا کو پہونچا
اور ایک مقام لطیف اور جاے پُرفضا مین اُس خاتون عفت سرشت کو ٹھہرا کر

بہت سی خدمتی دیونیان مقرر کین آپ ہر روز صبح و شام اُسکی خدمت مین آتا اور کبھی غمخواری و دلداری کبھی تہدید و چشم نمائی سے اپنی طرف اُسکو مائل کرتا لیکن وہ خاتون عصمت مآب اُس کو سخت سخت جواب دیتی اور مفارقت دلدار مین اپنی حالت تباہ کرتی۔

بدوری کے بود دل را صبوری	کہ دشمن را مبادا از دوست دوری
مثل گر چوب و گر سنگ ست و فولاد	شود دو گاہ جدا کردن بفریاد

یہان تو سیتا کی یہ حالت تھی اُس طرف کا حال ناظرین کتاب ملاحظہ فرمائین کہ جس وقت رامچندر رہرن کو مار کر لوٹے اثنا راہ مین لچھمن سے ملاقات ہوئی تعجبانہ پوچھا کہ سیتا کو چھوڑ کر تم کیسے چلے آئے مجھے خوف ہے کہ اس سرزمین فتنہ خیز مین مبادا بحالت تنہائی سیتا کسی آفت مین نہ مبتلا ہوئی ہو لچھمن نے حالت واقعی اور اپنی بیگناہی و مجبوری اس معاملہ مین بیان کی سرّی رامچندر یہ سنکر فوراً جلد جلد مقام قیام کی طرف چلے وہان جا کر کیا دیکھتے ہین کہ معشوقۂ دلربا سے کاشانۂ دولت خالی ہے اور وہ گلشن عشرت افزا ایک ہو کا مقام ہو رہا ہے پتہ پتہ اُس جنگل کا اس خاتون عصمت مآب کے غم مین ماتم کرتا ہے اور ذرہ ذرہ اُس جگہ کا اِس مہر سپہر حسن و جمال کی مفارقت مین زمین پر تڑپ رہا ہے۔

امشب تو یار چشم و چراغ کہ بودہ		جانم بسوخت مرہم داغ کہ بودہ
ای باغ نو شگفتہ کجا رفتۂ چو ابر		ای سرو نو رسیدہ بباغ کہ بودہ

سری رامچندر کی حالت مفارقت جانان مین نہایت غیر تھی بار بار حالت بیہوشی طاری ہوتی جب ہوش آتا نالہ ہاے جانگزا و نوحہ ہاے غم افزا سے حالت اپنی تباہ کرتے اور ہر برگ و بار اور کوہ و بیابان کو اپنی حالت پریشان سے رُلاتے تھے آخر کار تجسس محبوبۂ دلربا مین آگے چلے تھوڑی دور چلکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک طرف زرہ اور تاج اور رتھ شکستہ راون کا پڑا ہے اور دوسری طرف زیور سیتاجی کا زمین پر گرا ہوا مثل آفتاب کے چمک رہا ہے اور جٹائی گدھ زخمی نیمجان خاک و خون مین پڑا ہوا رام کا نام لے رہا ہے جٹائی کی یہ حالت دیکھکر سری رامچندر نے حالات پوچھے اُسنے جملہ کیفیت بیان کی کہ سیتا کو راون لیئے جاتا تھا مین نے اُس سے لڑکر زرہ اُسکی پارہ پارہ کر ڈالی اور چار تاج چار سرون سے اُسکے اُتار لیئے اور سیتا کو بھی چھین لیا لیکن آخر اُس نے مجھے ہتھیارون سے زخمی کر کے نیمجان کر دیا اب میرا وقت آخر ہے زہے میرے بخت بلند کہ مرتے وقت آپ کی زیارت جمال سے مشرف ہو کر سفر آخرت اختیار کرتا ہون یہ کہکر جٹائی نے انتقال کیا سری رامچندر افسوس کے ساتھ اُسکی نعش کو جلا کر آگے چلے ہر کوہ و دشت

وبیابان مین تلاش جانان کرتے ہوے رکھ موکھ پہاڑ پر پہونچے اُس پہاڑ پر
سگریون بندرون کا بادشاہ رہتا تھا اور ہنونت نام بندر اُسکا مصاحب خاص تھا
جسکی فراست اور طاقت بی مثل وبے نظیر تھی سگریون نے ان دونون مہر وماہ
سپہر دولت کو آتے دیکھکر کہا کہ یہ حضرات جو تیر وکمان ہاتھ مین لیئے سامنے سے
آتے دکھلائی دیتے ہین انکے جمال وجلال سے مجھپر اسوقت خاص اثر پڑ رہا ہے
اور خوف وہیبت طاری ہے جاکر دریافت کرو کہ کون ہین اور کہان سے آتے ہین۔

جان من سوخت بپرسید کہ جانانہ کیست		یارب این شمع شب افروز کاشانہ کیست

ہنونت یہ سنکر چلا اور قریب پہونچکر دیکھا کہ انکے چہرہ ہاے پرنور سے نشان شاہی
عیان اور طرز گفتار وطریق رفتار سے علامات شاہنشاہی ہویدا ہین پہلے مراتب
زمین بوس ادا کیئے بعد اسکے دست بستہ عرض کی کہ اے یادگار شاہان نامدار واے
دُرۃ التاج سلاطین بلند اقتدار آپ براہ بندہ پروری اِس بندۂ کہتر کو آگاہ فرمائین کہ
آپ کس خاتم شاہی کے نگین ہین اور کس لیئے اس سرزمین کو آپ نے
اپنے قدوم مبارک سے مشرف فرمایا ہے۔

	ردرم ناخریدہ غلام توام		چہ نامے کہ مولاے نام توام	

لچھمن نے جواب دیا کہ ہم دونون راجہ دسرت بادشاہ اودھ کے نور نظر اور لخت

جگر ہین اور یہ سری رامچندر ہمارے بڑے بھائی اور خاص اوتار خالق ہین جن کے
نام لینے سے گناہ انسان کے دور ہوتے ہین زہے سرزمین اُس مملکت کی جہان
یہ قدوم جائین اور سبحان اللہ کیسے وہ لوگ خوش نصیب ہین کہ جو آپکی زیارت قدوم
سے فیوضات دوجہانی حاصل کرین ہنومنت یہ سنتے ہی قدمون پر گر پڑا اور بڑی عقیدت
کے ساتھ ستایش ونیایش کرنے لگا بالآخر یہ کہا کہ مین چاہتا ہون کہ درمیان حضور
والا اور ہمارے بادشاہ سگریون کے واسطۂ دوستی قائم ہوتا کہ ہم لوگون کو بھی اظہار
عقیدت اور فدویت کا موقع ملے اور آپکی خدمتگزاری سے ہم کو شرف دوجہانی
حاصل ہو سری رامچندر نے اس امر کو بخوشی منظور کیا ہنومنت نے جاکر جملہ حالات
سگریون سے عرض کیے اور ساتھ لیجاکر شرف ملازمت سے مشرف کرایا سگریون
ہزار جان سے بندۂ درم ناخریدہ ہوکر آپ کو اپنے مقام پر لایا اور اپنے
بخت سعید پر وجد کرنے لگا۔

ہمایون منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد
مبارک کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد

آخر سری رام چندر نے سگریون سے سب اپنے حالات آوارگی و صحرا نوردی
اور سیتا کی مفارقت بیان کرکے اُس کے ذاتی حالات دریافت فرمائے

سگریون نے عرض کی کہ مین اور بال دو بھائی حقیقی تھا بال تخت بادشاہی پر
متمکن ہوا اور مین نے اسکی وزارت کا کام اپنے ہاتھ مین لیا اتفاقاً ایک دیو کی لڑائی
مین بال روانہ ہوا اور عرصہ تک واپس نہ آیا جب اُسکے آنے کی امید باقی نرہی
تو وزرا سلطنت نے مجھے تخت نشین کیا چندروز کے بعد بال دشمن پر فتحیاب
ہوکر آیا اور مجھے تخت نشین پاکر تشنۂ خون ہوگیا ہرچند مین اپنی بے قصوری کا
اظہار اور اطاعت اور فدویت کو ثابت کرتا رہا لیکن اُسنے کچھ نہ سُنا آخر مین وہان
سے بھاگا اور یہان آکر مقیم ہوا بال نے نہ تنہا میرے مال و دولت پر تصرف کیا
بلکہ میری عورت کو بھی اپنے حرم سرا مین داخل کرلیا پس مین دست بستہ آپکے
حضور مین ملتجی ہون کہ مجھے اپنے لطف وکرم سے منزل مقصود پر پہونچایئے
اس عنایت اور مرحمت کے بدلے مین مَین مہارانی سیتا کو جس طرح ہوگا تلاش
کرکے حاضر خدمت والا کرونگا اور اس قدر اپنی علمیت اس معاملے مین بیان
کرتا ہون کہ مین ایک روز اِسی مقام پر تفریح کر رہا تھا دفعتاً دیکھا کہ سیتا کو راون
اپنی رتھ پر سوار کیئے لیئے جاتا ہے چنانچہ سیتا نے ایک اپنا مالا ے مروارید اور
مقنعۂ زعفرانی پھینک دیا وہ میرے پاس موجود ہے ملاحظہ فرمایئے یہ کہکر دونون
چیزین سری رامچندر کے پاس حاضر کین سری رامچندر نشانیان معشوقۂ دلربا کی

پاکر اسقدر زار زار روئے کہ تمام ساکنین کوہ کے دل بھر آئے اور
وہ بھی اس بیقراری اور بیتابی مین شریک ہوئے۔

خوش آنکہ تو باز آے و من پاے تو بوسم	در سجدہ فتم خاک قدمہاے تو بوسم
جائیکہ تو روزے نفسے جاے گرفتی	آنجا روم و گریہ کنان جائے تو بوسم

سگریون نے کلمات تشفی آمیز و سخنان فرحت انگیز سے اُس خدیو صوری
و معنوی کو آشناے تسکین کیا آخر دریاے مرحمت شاہی جوش مین آیا اور باتفاق
سگریون بال کی تادیب کی جانب توجہ عالی مصروف ہوئی سگریون نے جاکر
بال کو آواز دی کہ اے برادر نامہربان باہر نکلکر دیکھ کہ مین تیری جنگ کے لیئے
آپہونچا ہون اگر ہمت و جرأت ہے تو۔

ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے

بال غصہ مین ہوکر نکلا سری رامچندر نے چاہا کہ اپنے خدنگ بیخطا سے اُس خاطی کو
روانہ ملک عدم کرے لیکن چونکہ ہر دو برادر باہم متشابہ تھے لہذا سری رامچندر نے
تیر کو روک لیا اور بال نے ایک ایسا گھونسا سگریون کے مُنھ پر مارا کہ سگریون
بیکار و بیتاب ہوکر گر پڑا اور بال فوراً پھر پلٹ گیا سگریون نے بحالت بے اختیاری
سری رامچندر سے طعن آمیز باتین کرنا شروع کین کہ آپ نے مجھے دشمن کے ہاتھ مین

دیدیا اور میرے بچانے اور بال کے مارنے کی اندک فکر نہ کی رام چندر نے فورًا
ایک پھولون کا مالا تیار کرکے سگریون کی گردن مین ڈالدیا کہ بوقت جنگ سگریون
کی شناخت رہے اِسکے بعد سگریون نے پھر جاکر غار پر آواز دی جیسے ہی غار کے
اندر سے بال نکلا اور چاہتا تھا کہ سگریون پر حملہ کرے ناگاہ سری رامچندر نے اپنی
کمان سے ایسا تیر جگر دوز بال کے مارا کہ بال بے پر و بال ہوکر زمین پر گر پڑا اور کہنے
لگا کہ اے سری رام چندر آپ کا یہی انصاف عام مین مشہور ہے مجھ نے گناہ اور
بے خطا کو بے فائدہ آپ نے ہلاک کیا سری رامچندر نے فرمایا کہ تجھسے زیادہ خاطی
اور گنہگار عالم مین کون ہے کہ اپنے بھائی کی عورت کو اپنے تصرف مین لایا اور اپنے
برادر عزیز کے حقوق کو طاق پر رکھکر اُسکو آوارہ کوہ و صحرا کیا تیرے لیئے شکر کا مقام
ہے کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوکر تجھے نجات حاصل ہوئی اور تمام گناہون سے
پاک و صاف ہوگیا چنانچہ مسیح رامائن مین کہتے ہین۔

زخوف او برآشفت آن خردمند	کہ اے وحشی بہ آدم میدہی پند
زنِ کہتر برادر ہست دختر	ترا با او زنا کردن چہ درخور
چہ شد سرمست با این روسیاہی	زنی بیہودہ لافِ بیگناہی
بجنبِ این گنہ کشتم یقین دان	چنین کشتن بود بہتر ز احسان

ترا پاک از گنہ کردم پس از دیر		بشستم نامۂ تو زاب شمشیر
چنین مردن بہ از جانِ سلامت		بکن شکر و مترس ان از قیامت

بالی یہ سُنکر خوش ہوا اور سری رامچندر کا شکریہ ہزار ہزار زبان سے ادا کیا اور کہا کہ واقعی مجھ عاصی اور گنہگار کو آپ کے طفیل سے نجات ہو گئی ایسا دن بڑے بڑے زاہدون اور عابدون کو نصیب نہین ہوتا ہے اور مین اسوقت حالت نزع مین آپکے جمال و جلال کی زیارت کر رہا ہون اس گفتگو کے بعد وصایا کر کے راہی ملک بقا ہوا سری رامچندر نے سگریون کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور بالی کے فرزند انگد کو منصب ولیعہدی سگریون کا عطا فرمایا سگریون اس مرحمت شاہی سے باغ باغ ہو گیا اور شکریۂ انصاف و مرحمت بادشاہی ادا کرنے لگا۔

کہ گر ہر موے تن گردد زبانے		وزو رانم بہر یک داستانے
نیارم گو ہر شکرِ تو سُفتن		سر موئے ز احسانِ تو گفتن

اس درمیان مین فصل برسات آگئی ابر رحمت دیدہ ہاے عشّاق کی طرح اشکبار ہو کر ناسور ہاے کہن کو تازہ کرنے لگے اور دلہاے عشاق فراق دیدہ نے بستر بیتابی پر مثل سیماب تڑپنا شروع کیا۔

فصلِ بہار آمد و او در کنار نیست		دردا کہ خاطرم بہ شکیب و قرار نیست

این خاطر جنون زده در اختیار نیست		زاہد مرا بہ تیغ ملامت مکن فگار

یہ موسم خوشگوار سری رامچندر پر سخت مصیبت سے گذرا ہر دم مہاجرت جانان سے برق بیتابی خرمن دل پر گرتی تھی اور ہر ساعت خیال وصل گذشتہ سے ایک تصویر حسرت سامنے کھڑی رہتی تھی نہ دل کو چین نہ خاطر کو آرام ہر دم نالہ ہاے جگر سوز و نوحہ ہاے حسرت اندوز سے کام تھا۔

چگونہ شرح دہم با تو داستان فراق		زبان خامہ ندارد سر بیان فراق
قرین محنت و اندوہ و ہمقران فراق		رفیق خیل خیالیم و ہمر کاب شکیب
بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق		دریغ مدت عمرم کہ بر امید وصال
ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق		بسے نماند کہ کشتے عمر غرق شود

آخر ایک روز درد فراق کی حالت مین بیتاب ہو کر لچھمن سے فرمایا کہ سگریون سے جا کر کہو کہ ابتک تو نے کچھ اپنے ایفاے وعدہ کی طرف توجہ نہ کی اور ہماری حالت زار و فراق دلدار پر اصلاً اپنے خیال کو مصروف نہ کیا یہ تیرا اغماض بیوفائی و بدعہدی پر دلالت صریح کر رہا ہے اگر درحقیقت یہ امر صریحاً تجھسے واقع ہوا ہے تو ابھی خدنگ آتش فشان سے تیرا خرمن ہستی جلا کر خاکستر کرتا ہون لچھمن نے جا کر ابلاغ پیغام کیا سگریون نہایت مضمحل اور سراسیمہ ہو کر حضور مین حاضر ہوا اور دست بستہ

التماس کی کہ یہ بندۂ درگاہ فکر فراہمی افواج کر رہا تھا اور نیز انتظار اس امر کا بھی کرتا تھا کہ ایام برسات گذر جائین تاکہ حرکت موکب فیروزی اثر مین کچھ دقت اور صعوبت واقع نہو اب لشکر اور فوج تیار اور بندۂ جان نثار جان نثاری پر حاضر ہے ساعت سعید و اوان حمید پر دشمن سیہ رو کے استیصال کے لیئے نہضت فرمائیے۔

جہانت بکام و فلک یار باد	جہان آفرینت نگہدار باد

لیکن میری رائے ناقص اس پر مقتضی ہے کہ اول جاسوسون کو بھیجکر خبر منگواؤن کہ وہ شمع شب افروز عصمت کس شبستان مملکت مین جلوہ افروز ہے اور اُس سرو روان ریاض عفت کا کونسا بوستان فرحت افزا جاے قیام ہے۔

در اقلیم فرنگ و زنگ و بربر نہان پر سیم از کبکانِ کہسار	خبر پرسیم زان گم گشتہ اختر نشانِ ماہ روے کبک رفتار

سری رامچندر نے خوش ہو کر اُسکی راے کی تحسین کی اور اُسی دن چند بندر قوی ہیکل ادراک حال اور تجسس احوال کے لیئے مقرر ہوے چنانچہ یہ سب کوہ و بیابان دشت و صحرا مین تلاش کرتے پھرے لیکن کسی نے منزل مقصود کا پتہ نپایا اور ناکامی کے ساتھ واپس آکر زخم ہاے کہن کو تازہ کر دیا آخر ہنونت نے یہ کام اپنے دوش ہمت پر لیا اور نہایت مردانگی اور دردمندی کے ساتھ بجانب لنکا روانہ ہوا اور سمندر کو

پھاند کر لنکا مین پہونچا پہلے بھبھیکھن سے ملا وہان سے پتہ پا کر اُس باغ و مقام مین آیا جہان مہارانی سیتا گرفتار زنجیر بلا تھین وہان پر پہونچ کر دیکھتا ہے کہ سیتا کی حالت فراق سری رامچندر مین زار و نزار ہو گئی ہے نہ تن مین توان نہ بدن مین طاقت بستر غم پر پڑی ازار زار رو رہی ہے اپنی زندگی سے تنگ اختر خفتہ سے بر سر جنگ ہے۔

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو	یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

اُسی حالت مین راون بڑے جوش و خروش سے آ پہونچا اور قریب سیتا کے جا کر بیٹھا اور باظہار نیازمندی و دلبستگی استدعاے مواصلت کرنے لگا چنانچہ مسیح اصفہانی اس موقع پر رامایَن مین کہتے ہین۔

بعشقِ آن پریرو ماہ رخسار	نشستہ اہرمن آمد بگفتار
کہ دل دادم بعشقت اے پریروے	شدم بیچارہ از غم چارہ ام جوے
علاجِ درد بیدرمانِ من باش	بلطفِ آرزوے جانِ من باش
ترا چندین چہ در دل مہر رام ست	بہ بین آخر چو من شاہت غلام ست
ز دولت بہرہ گیر اندر جوانی	وبالِ خود مشو در زندگانی
ترا از جان گرفتم دلبرِ خویش	نہم بر پاے خود ہر دَہ سرِ خویش
ز مژگانِ تو تیرِ رام خوردم	بہ تیرِ غمزہ بسمل کن کہ مردم

شکارِ خویش کم سازند مُردار		حلالم کن کہ صیادان پرکار

سیتا نے ایک تنکے کو آڑ مین کر کے نہایت سختی کے ساتھ جواب دیا کہ اے تبہ کار بدکردار یہ تیرے خیالات خام اور یہ تیری ہوس ناتمام ہے انسان سے دیو کی کیا نسبت ہے مجھے اسی حال مین چھوڑ دے اور اسی قدر مظالم پر کفایت کر کہ اپنے وطن سے دور عزیزون سے مہجور گرفتار زنجیر بلا مبتلائے آفات بیم ورجا نیم جان اِس گوشے مین پڑی ہون -

	ہما با بوم چون دمساز گردد		پری با دیو چون ہمراز گردد	
	نہ گردد حور رضوان جفت ابلیس		اگرچہ دست یازد مکر و تلبیس	
	کہ بلقیس ست بانوی سلیمان		چہ یارا اہرمن را در شبستان	

راون یہ سُنکر مثلِ آتش برافروختہ ہوا اور اُٹھکر کہنے لگا کہ تجھکو دو ماہ کی اور مہلت دیتا ہون اگر ان ایام مین میرے آتش فراق کو آب مواصلت سے تو نے فرو کیا تو یہ تاج سلطنت تیرے قدوم پر نثار ہے ورنہ یہ شہنشاہ دشمن فگن سخت آزار اور سیاست پر ہر طرح سے تیرے واسطے آمادہ ہوگا یہ کہکر وہ برگشتہ بخت اپنے مقام بد انجام کو پلٹ گیا اِس طرف دیونیان مہارانی کو دق اور پریشان کرنے لگین تھوڑی دیر کے بعد جب وہ ہٹ ہٹ گیئن ہنونت نے موقع پاکر انگشتری

سری رامچندر کی درخت کے اوپر سے پھینک دی سیتا نے دوڑکر فوراً اُٹھالی دیکھا کہ دست جانان کی خاتم ہے اور نقش محبت اُسپر کندہ ہے یہ دیکھکر اُسکی اور بھی بیقراری بڑھی اور خیالات چند در چند نے اُسکی طبع نازک کو اور بھی مبتلاے رنج وغم کر دیا ہنونت نے جب سیتا کی ایسی حالت خراب دیکھی تو فوراً درخت سے اُتر کر نیچے آیا اور سامنے آکر سجدہ ادا کیا اور عرض کی کہ مین قاصد اور فرستادہ سری رامچندر ہون آپکی تلاش اور تجسس مین کوہ وبیابان باغ وبوستان پھرتا ہوا آپ کے قدم تک پہونچا ہون اور مطلع کرتا ہون کہ آپ کے ایام مصیبت اور زمان مفارقت قریب الانقضا ہین سری رامچندر لشکر جرار کے ساتھ عنقریب آتے ہین سیتا کی آتش بیقراری اس بات سے اور بھی بھڑک اُٹھی اور یاد صحبت جانان اور شدت درد ہجران سے بیتاب ہوکر زار زار رونے لگی۔

وعدہ وصل چون شود نزدیک		آتش شوق تیز تر گردد

ہنونت کلمات تسکین افزا سے تسلی بخش خاطر محزون ہوا اور عرض کی کہ مین نہایت گرسنہ ہون اگر اجازت دیجئے تو اِس باغ کے پھلون سے اپنا شکم سیر کرون سیتا نے کہا کہ اِسکے محافظ بڑے بڑے دیو خونخوار ہین اُن سے تیری جانبری مشکل ہوگی اُس وقت ہنونت نے اپنی اصلی صورت اور حالت قوت کو ظاہر کیا

اور اجازت لیکر باغ مین آیا پھل توڑنے اور کھانے لگا اور محافظون کو مار
مار کر زمین پر گرا دیا راون نے خبر پاکر شکر جرار مقابلے کو بھیجا ہنونت نے
مقابلہ و مجادلہ کر کے سب کو مع اُسکے فرزند کے قتل کیا آخر اندرجیت پسر کلان
راون مقابلہ پر آیا اُس نے بھی بہت کچھ زور آزمائی کے بعد شکست کھائی
تب مجبور ہو کر اُس نے کمند برمھا کی ہنونت پر چھوڑی اُس وقت ہنونت نے
بجہت تعظیم کمند برمھا اپنے آپ کو گرفتار کرا دیا راون اُسکی گرفتاری سے بہت
خوش ہوا اور حکم دیا کہ اُسکی دُم مین کپڑا باندھ کر آگ لگا دو چنانچہ ہزارون لاکھون
گز کپڑا جمع کر کے اُسکی دُم مین باندھا گیا اور تیل سے تر کر کے آگ لگا دی گئی
اُس وقت ہنونت نے زور کر کے دیوؤن کے پنجے سے اپنے آپ کو چھڑایا اور
کود کود کر مکانات اور محلات اور شہر کو جلانا شروع کیا چنانچہ دم بھر مین تمام لنکا
کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور وہان سے دریاے سمندر پر جا کر اور دُم اپنی بجھا کر
سیتا کے حضور مین رخصت کے لیئے آیا سیتا نے اُسکی جرات اور ہمت پر آفرین کی
اور جعد مشکین سے لعل گران بہا کھول کر سری رامچندر کے لیئے نشان محبت دیا
ہنونت سیتا سے رخصت ہو کر مثل پیک صبا بحضور سری رامچندر پہونچا اور مژدہ صحت
و سلامتی سیتا عرض کر کے تحفہ دلربا پیش کیا سری رامچندر نے اس ہدیہ دلکش کو لیکر

بوسہ دیا اور فراق جانان سے سخت بیقرار ہوکر زار زار رونے لگے مسیح اصفہانی

چو دید آن لعل را در گریہ افتاد	بیادِ لعل بوسش بوسہ ہا داد
گہش بر رخ گہے بر دیدہ سودے	بہر دم گریۂ دیگر نمودے
دو بیدل بود یک تن ز آشنائی	دو پارہ گشت از تیغِ جدائی
ز مژگان خونفشان شد بر سرِ لعل	کہ در غم تازہ شد زین اخگرِ لعل

اب دوسرے روز تیاری لنکا کے لیئے شروع ہوئی اور بروز دسہرہ نشان نہضت بلند ہوا لشکر جرار ریچھون اور بندرون کا مثل سیل دریا بڑے تزک اور احتشام سے روانہ ہوا اور نقارہ کوچ کا ہر طرف سے بجنے لگا مسیح اصفہانی

بعزم رزم در روزِ دسہرہ	روان شد آفتاب بشیر زہرہ
سپہ انگیختہ شیرِ قوی جنگ	ز میمون و خرسان شد جہان تنگ
فراوان نعرہ زن روئینہ تن شیر	ز دندان خنجر از ناخن چو شمشیر

بعد طے مراحل و منازل لشکر ظفر پیکر دریائے سمندر پر پہونچا سمندر نے بصورت برہمن حاضر ہوکر پل باندھنے کی اجازت دی چنانچہ ریچھون اور بندرون نے فی الفور بڑے بڑے پتھر پہاڑون سے اٹھا اٹھا کر پل باندھ دیا جو ابتک موجود اور سیت بندر امیشر کے نام سے زیارت گاہ خلائق ہے سری رامچندر لشکر جرار کے

ساتھ بڑے تزک اور احتشام سے داخل لنکا ہوئے اور انگد کو سفارت پر راون کے

پاس بھیجا جس نے وہان پہونچکر عمدہ طور سے ادائے سفارت کی اور بہت سمجھایا

کہ سیتا کو لیکر اگر حاضر درِ دولت فلک رفعت ہوگا تو ہمارا شہنشاہ جرم بخش عذر پذیر

تمھاری خطاؤن کو معاف کریگا لیکن اُس برگشتہ بخت کا کہان ایسا دماغ تھا

کہ ان مصلحتون پر غور کرتا یا اپنے انجام کار پر نظر ڈالتا اور مشیت ایزدی بھی کچھ

اور تھی کارکنان قضا و قدر کو اُسکا استیصال منظور تھا لہذا اُس کی عقل

اور ادراک کے آلے سب بیکار ہوگئے تھے چنانچہ اُس مغرور کے دل پر کچھ اسکا

اثر نہوا انگد وہان سے رخصت ہوا نہ تنہا اُس نے مردانگی اور جرأت کے

ساتھ یہ سفارت ادا کی بلکہ سرِ دربار بہمت خداداد اور شجاعت ذاتی سے راون

کے سر سے تاج اُتار لیا اور یہان آکر قدوم میمنت لزوم سری رامچندر پر رکھدیا

مقربان خدمت و منتسبان دولت اِس امر کو فال نیک تصور کرکے تسلیمات

مبارکباد بجالائے اور نقارۂ شادمانی کو بلند آوازہ کیا اُدھر راون نے اپنے

بھائیون کو جمع کرکے اس لڑائی کی بابت مین ہر ایک سے مشورہ لیا بھبھیکھن اُسکے

چھوٹے بھائی نے بہت کچھ نصائح دلپذیر کرکے کہا کہ ایک عورت کے لیئے

غیر مناسب ہے کہ اسباب وبال و نکال جمع کیئے جاوین اور خونریزی خلائق اور کشت و

خونِ عالم گوارا ے خاطر فرمایا جاوے مناسب حال یہ ہے کہ سیتا کو عزت و حرمت
کے ساتھ روانہ لشکر سری رامچندر کیجیئے اور باعتراف قصورات اُس شہنشاہ کونین
بادشاہ دارین سے صفائی کر کے سعادت ابدی حاصل فرمایئے مسیح اصفہانی۔

بھبھیکھن بود دانا ے خردمند — جوابش داد از دلسوزیِ چند
کہ شاہا از براے عشق یک زن — چہ گیری خون یک عالم بگردن
ترا چندین بتان اندر شبستان — چہ حرص ست این چہ حرص ای پیر نادان
کہ آوردی بدزدی دلبرِ رام — ندانستی کہ دارد دانہ اش دام
مرادے کان ترا حاصل نگردد — ہمان بہتر کہ گردِ دل نگردد
زہر او مدہ جان و جہان را — شناسا باش ہر سود و زیان را

راون یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور بہت سختی کے ساتھ بھبھیکھن سے پیش آیا بھبھیکھن اپنے
برادر نامہربان کی مہربانیون سے نا امید ہو کر فورًا اپنے چند مصاحبون اور وزیرون کے ساتھ
بحضور سری رامچندر حاضر ہوا اُس شہنشاہ دشمن فگن نے بڑے اعزاز و احترام سے اُس کا
خیر مقدم کیا اور اُسکی عقیدت اور فدویت سے شادان ہو کر زبان مبارک سے فرمایا کہ
ہم نے سلطنت لنکا تمکو ہمیشہ کے لیئے عطا فرمائی بھبھیکھن اس عنایت شاہانہ اور مرحمت
بادشاہانہ سے گران بار منت ہو کر ہر موے تن سے شکریہ ادا کرنے لگا اِسکے بعد راون
سے لڑائی شروع ہوئی اور سخت سخت معرکے پیش آئے اور جملہ اُسکے بھائی برادر فرزند اور عزیز

مع لشکر جرار قتل ہوئے بالآخر راون زندگانی سے ناامید جینے سے بیزار ہو کر شکستہ دلی
کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور حرکت مذبوحی کرنے لگا سری رامچندر نے اپنے خدنگ
آتش فشان سے راون کا سر قلم کر کے اُسکے وجود نامسعود سے تختہ زمین کو پاک کیا
صدائے فتح و نصرت ہر طرف سے بلند ہوئی نقارہ شادمانی اور کوس کامرانی
ہر طرف سے بجنے لگے دیوتاؤن نے آسمان سے پھول برسائے گندہربون
اور اچھرون نے گانے خوشی کے گائے بھبھیکھن نے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ
دشمن گداز و اے شہنشاہ دوست نواز شہر مینو سواد لنکا کی اب آپ سیر فرمائین اور اِس
دار السلطنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے گلشن جنت بنائین سری رامچندر نے ہنسکر
جواب دیا کہ قبل از فتح لنکا مین نے یہ مملکت تم کو بخشدی ہے اب اُس پر مجھے نگاہ ڈالنا حرام
ہے وہ ملک اور وہ دولت تم کو مبارک ہو مسیح اصفہانی۔

جواب این سخن رام گھر بار	تبسم کردہ دادہ با پرستار
کہ چشم ہمتم زین سیر سیر است	ترا بخشیدہ ام این قلعہ دیر ست
چو بخشیدم نہ اکنون زآن ام ست	نظر کردن برو دانم حرام ست
تعالی اللہ چہ خوش بود آن زمانہ	درو مردان جوانمرد و یگانہ
چہل فرسنگ بود آن شہر زرتاب	مرصع از جواہرہاے شب تاب

بدم بخشید وزان دیگرے کرد	دگرره برزبان نامش نیاورد
کنون کس رااگر بخشند یک خس	ستانند این خسان ہربار واپس

آخر بھبھیکھن کے اصرار سے لچھمن کو لنکا بھیجا حسب ایماے برادر والاقدر لچھمن نے بھبھیکھن کو
تخت سلطنت لنکا پر بٹھلا کر اپنے دست مبارک سے تاج اُسکے سر پر رکھا اور وہ ملک
زرخیز جسکو سخت محنتون اور کوششون سے فتح کیا تھا بلا تامل بھبھیکھن کو بخشدیا اِسکے
بعد سری رامچندر کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ آج چودھوان سال آخر ہے اگر مین اپنے
وعدہ پر اجودھیا نہ پہونچا تو یہ امر خلاف عہد واقع ہوگا دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ
مبادا بھرت میرے فراق مین ہلاک ہوجاوے اس خیال سے اُسی وقت بیوان پر
مع لچھمن وسیتا وہنونت وبھبھیکھن وغیرہ سوار ہوکر اجودھیا کی طرف علم نہضت بلند
کیا اور مثل برق وہم وخیال داخل سواد اجودھیا ہوے ہنونت نے جاکر بھرت کو اِس
مژدۂ جانفزا سے خبردی اُس برادر عقیدت شعار کے تن افسردہ مین روح تازہ
آگئی فرط نشاط وانبساط سے بیخود ہوگیا شترگھن کو ساتھ لیکر بڑے جوش وخروش کے
ساتھ استقبال کو چلا تمام اہل شہر اور اہل فوج چھوٹے بڑے ساتھ تھے عجب طرح کا
دلون پر جوش تھا کثرت حشم وہجوم خدم اور لشکر اور افواج سے گذر مور دشوار تھا
آخر زیارت جمال عدیم المثال سری رامچندر سے مشرف ہوکر قدمون پر سر رکھدیا

بھائی بھائی ایسے جوش و خروش سے ملے کہ دیکھنے والون کی آنکھون سے
دریاے اشک جاری ہو گئے سری رامچندر نے ایوانِ سلطنت مین جاکر پہلے
اپنی ماؤن کی قدمبوسی حاصل کی اور بساعت سعید اور اوانِ حمید تخت سلطنت
پر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ متمکن ہو کر اُس گلشنِ خزان رسیدہ کو بہار قدوم
سے سرسبز و شاداب کر دیا دل ہاے ناشاد شاد ہو گئے ہر ناکام اپنی مراد و مقصد سے
کامیاب ہوا عیش و عشرت کی بازار گرم ہوئی اور غنچہ ہاے خاطر غمزدگانِ روزگار ہواے
عیش و نشاط سے شگفتہ ہو گئے نسیم عشرت کے جھونکے ہر طرف سے چلتے تھے
مژدہ ہاے تازہ بتازہ غم ہاے دیرینہ کو دور کرتے تھے۔

گُل کرد نشاط بار دیگر	بگرفت جہان نگار دیگر
آسودہ جہان بدولتِ او	افروخت نظر بطلعتِ او
جنبید صبا بگلفشانی	برخاست زمین بآسمانی
عالم رہ و رسم تازہ دریافت	آفاق طراوتے دگر یافت

چند روز کے بعد مہارانی سیتا حاملہ ہوئین اس مسرت تازہ سے اور بھی حالت
مسرت خیز بڑھ گئی امیدون کا دریا موجزن ہونے لگا افسوس ہزار افسوس کہ
فلک ناتوان بین یہ عیش و عشرت اپنی چشم حسرت بین سے نہ دیکھ سکا اور ایسے

گلشن نشاط و انبساط سے ہزارون خار اُسکے سینے مین چبھنے لگے دفعتًا اُس نے پھر اپنی کروٹ بدلی اور اس مجلس سور و سرور کو یکایک درہم و برہم کردیا۔

دوران کہ بصد طلسم ساز یست	در پردۂ او ہزار باز یست
از پردۂ این طلسم خانہ	صد رنگ بر آورد زمانہ
این بادہ کہ روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد

روایت ہے کہ ایک وز سری رامچندر بستر عیش و راحت پر سرگرم آرام تھے مہارانی سیتا نے عین حالت نشاط و اختلاط مین اپنی خواہش ظاہر کی کہ میرے وضع حمل کے ایام اب نزدیک رہے ہین چاہتی ہون کہ قبل اسکے معابد متبرکہ و مقامات مقدسہ کی زیارت حاصل کرون اور چند روز رکھیشرون کی خدمت مین وقت گذرانون سری رامچندر نے اسکا جواب دوسرے وقت پر منحصر فرمایا چنانچہ دوسرے روز بوقت شب ایک خلوت خاص مین اپنے مصاحبان دمساز و ندیمان ہمراز سے دریافت کیا کہ عام لوگون کے خیالات میری نسبت کیا ہین اور سیتا کے معاملے مین خاص و عام کیا رائے زنی کرتے ہین مصاحبان بلند فطرت نے اسکے جواب مین عرض کی کہ تمامی رعایاے مملکت آپکے اِن کارنامہ ہاے شگرف سے شاد و خرم ہے اور سیتا کی عصمت و عفت اور آپکی داد و معدلت کا ہر صغیر و کبیر ثنا خوان

ہے اس جواب باصواب سے مزاج والا کی تسکین نہوئی اس درمیان مین
بعدہ افسر جاسوس نے اُٹھکر دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ فلک اقتدار و اے
شہنشاہ حشمت شعار کل شب کو گشت کے لیئے فدوی شہر مین جارہا تھا دفعتًا
ایک دھوبی کے گھر سے خانہ جنگی کی آواز کان مین پہونچی تفتیش حالات کے لیئے
فدوی اُس طرف متوجہ ہوا تو یہ امر دریافت ہوا کہ پچھلی رات کو اُس دھوبی کی عورت
اپنے خاوند سے ناراض ہوکر باپ کے گھر چلی گئی اسوقت اُسکا باپ لڑکی کو لیکر
آیا ہے اور داماد کو سمجھا رہا ہے کہ اسکی طرف سے ملال دور کرو اور آیندہ سے اسکے ساتھ مثل
شیر و شکر رہو اسکے جواب مین دھوبی اُسکا داماد کہہ رہا ہے کہ مجھے اس عورت کے
قبول کرنے مین انکار کلی ہے اس لیئے کہ بے اجازت میرے اس نے اپنا قدم گھر سے
باہر رکھا ہے مجھے کوئی ذریعہ اس بات کے یقین کرنے کا نہین ہے کہ یہ خاص تیرے
ہی گھر مین گئی ہے اور کسی آشنا کے گھر کے اندر اسنے قدم نہین رکھا میری حمیت
اس امر کی مقتضی نہین ہے کہ مین ایسی آوارہ کوچہ گرد عورت کو پھر اپنے گھر مین رکھون اور
نہ مین مثل راجہ رامچندر کے دولت غیرت اور حمیت سے جدا ہوگیا ہون کہ اُس نے
چھ مہینے کے بعد اپنی رانی کو راون کے گھر سے لاکر بلا تکلف اپنے شبستان دولت مین
داخل کرلیا درحقیقت راجہ رامچندر کے لیئے عورتون کی قحط سالی ہے لیکن میرے واسطے

عورتون کا ہرگز ہرگز قحط نہین ہے اب مجھے اس عورت کا نام لینے سے بھی عار ہے

زن آن بہ کہ در پردہ پنہان بود	کہ بے پردہ آہنگ افغان بود
چہ خوش گفت جمشید بارای زن	کہ در پردہ یا گور بہ جاے زن
زنے کو نماید بہ بیگانہ روے	ندارد شکوہ خود و شرم شوے
اگر زن خود از سنگ و آہن بود	چو زن نام دارد ہمان زن بود

یہ قصہ سنتے ہی سری رامچندر بکثرت ندامت و خجالت سے آب آب ہوگئے
فوراً جلسۂ صحبت کو برخاست کرکے خلوت مین اپنے برادران کو طلب کیا اور
بعد اظہار واقعات شنیدہ لچھمن جی سے فرمایا کہ اسی وقت سیتا کو بلطائف الحیل
اخراج کرکے میری نظرون سے دور کردو۔

ببر اندر بیابانش ازین جا	رہا کن در دد و دامش بصحرا
غزال مشک را کن طعمۂ شیر	کہ از دیدار او گشتم بجان سیر

ہر چند سب بھائیون نے دلائل و براہین سے سیتا جی کی بے قصوری ہر ہر طرح پایۂ اثبات
کو پہونچائی لیکن جوش غیرت و حمیت نے احکام مصدورہ مین تغیر ہونے نہ دیا ہر چند آپ کے
ضمیر ہمہ دان پر سب حالات مثل آفتاب روشن و ہویدا تھے اور سیتا کی عصمت و عفت
کو اپنی چشم جہان بین سے آپ بخوبی ملاحظہ کر رہے تھے لیکن چونکہ عالم ظاہر کی رعایت

منظور خاطر تھی اور ہدایت خلق کے لیئے آپ نے اوتار لیا تھا لہذا رفع بدنامی اور زبان بندی خلائق کے واسطے باوجود شرف ہمہ دانی اپنی ذات مقدس پر یہ کوہ غم والم اُٹھالیا اور ایسی محبوبۂ دلنواز اور مطلوبۂ عصمت شعار کو اپنے کاشانہ دولت سے دفعتًا جدا کر دینے کا حکم ناطق دیدیا لچھمن کو کیا چارہ تھا بجز اسکے کہ تعمیل فرمان کرے اُسی وقت زیارت معابد کا حیلہ کر کے اُس پردہ نشین سرادق اقبال کو اپنے ساتھ ایک بیابان بلاخیز اور صحراے وحشت انگیز مین لایا اور اوسمقام پر حالات واقعی اظہار کر کے اپنی بے قصوری کی معافی چاہی سیتا یہ بات سنتے ہی اُسی جگہ پر سرد ہو گئی اور اپنی بدقسمتی کی قائل ہو کر بمقتضاے بشریت مصروف نالہ و بکا ہوئی لچھمن اُسی حالت غم واندوہ مین اُس گل اندام کو بیابان وحشت افزا مین چھوڑ کر باخاطر خستہ و دل شکستہ روانۂ وطن ہوا اور خدمت برادر معظم مین پہونچکر حالات مشروحی عرض کیئے اِس جہاندار بلند اقتدار کی بھی حالت شدت غم واندوہ سے سخت خراب ہوئی اور برق غم والم نے آپ کے خرمن صبر و شکیب کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

وہ کہ بازم فلک انداخت بغوغای دگر	من بجاے دگر افتادم و دل جای دگر
اگر انیست پریشانیِ ذرات وجود	کاش ہر ذرہ شود خاک بصحرای دگر

اب اُس طرف کا واقعہ ناظرین کتاب بغور سنین اور خیال فرمائین کہ جس خاتون مقدس نے

تمام عمر کاشانۂ عشرت و شبستان دولت مین ناز و کامرانی کے ساتھ بسر کی ہو اور جسنے اپنا قدم بجز فرش گل کے کبھی زمین پر نہ رکھا ہو وہی خاتون آج گردش فلک کجرفتار سے بے یار و مددگار ایسے دشت خونخوار اور صحراے دشوار گذار سراپا خار خار مین پیادہ پا پھر رہی ہے اور اُسکے نالہ ہاے جانگزا و نعرہ ہاے ہوش ربا سے مسبحان ملاء اعلی کے دل لخت لخت ہو رہے ہین۔

در چرخ ببین و گرم و سرد ش	صد بوالعجبی بہر نورد ش
از راز جہان جریدہ بکشاے	وز ہر بن موے دیدہ بکشاے
بنیاے خط زمانہ مے باش	حیران نگار خانہ مے باش

قدرت خدا دیکھیے کہ اُسی مقام کے قریب بالمیک عابد کا مقام سکونت تھا صداے گریہ و زاری اُسکے کان مین پڑی فوراً اپنے گوشۂ عبادت سے اُٹھکر وہان آیا جہان سیتا سرگرم نالہ و بکا تھی اُسکی حالت زار دیکھکر افسوس کے ساتھ اُسکو اپنے مسکن پر لایا اور عزت کے ساتھ عمدہ مقام مین جگہ دی اور جس قدر اُسکے مریدون کی عورات سلیقہ شعار تھین اُسکی خدمت مین مقرر کرکے ہر طرح کے ابواب فراغت اور آسایش اُسپر مفتوح کیئے اس درمیان مین وقت وضع حمل سیتا جی کا قریب آیا اور ساعت سعید و زمان حمید مین دو فرزند توام اُس سے پیدا ہوئے جن کا نام لو اور کُس رکھا گیا

ہر دو فرزند ارجمند ظل عاطفت بالمیک مین پرورش پانے لگے تھوڑے زمانہ مین ہر علوم
وفنون مین یگانۂ روزگار ہوگئے بالمیک نے اپنی تصنیف کردہ رامائن اُن کو پڑھائی
جسکو بہت ہی آواز خوش اور لہجۂ دلکش سے دونون پڑھنے لگے اِس درمیان مین راجہ رامچندر نے
جگ اسمید شروع کی بالمیک عابد اِن دونون شاہزادون کو لیکر اجودھیا کو آیا سری
رامچندر نے عابد کو بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ لیا اور قصۂ رامائن اِن دونون اپنے
نور نظر اور لخت جگر کی زبانی سنکر فرط سرور سے بیخود ہوگئے اور فوراً قیافہ سے پہچان
لیا کہ یہ دونون مہر و ماہ اُسی کے کاشانۂ دولت کے چراغ اور اُسی کی چشم رمد رسیدہ
کے نور نظر ہین چنانچہ جوش محبت سے فوراً دونون کو آغوش عاطفت مین اُٹھا لیا اور
فرط انبساط سے باغ باغ ہوگئے اور تھوڑی دیر کے بعد عابد کو علیحدہ لیجا کر سیتا جی
کے حالات دریافت کیئے بالمیک نے اُس وقت اپنی زبان مبارک سے اُس
کی پوری کیفیت بیان کردی جب آپ کو معلوم ہوا کہ سیتا جی بقید حیات اور کاشانۂ
بالمیک مین استقامت پذیر ہین فوراً آتش شوق ملتہب ہوئی اور دریاے محبت
پُرجوش ہوگیا بڑے اصرار اور کوشش سے بذریعۂ بالمیک اُس خاتون عصمت سرشت کو
طلب فرما کر دیدار جمال محبوب و نظارۂ حسن مطلوب سے کاشانۂ خاطر کو منور کیا۔

ہزار شکر کہ دیدم بکام خویشت باز		ترا بکام خود و با تو خویش را دمساز

چہ فتنہ بود کہ ہنگامۂ قضا انگیخت	کہ گرد نرگس چشمت سیہ بسرمۂ ناز
ملامتے کہ بروی من آمد از غم عشق	ز اشک پرس حکایت کہ من نیم غماز
روندگان حقیقت رہ بلا سپرند	رفیق عشق چہ غم دارد از نشیب و فراز

اُدھر سیتا فراق کشیدہ لذت غم و الم چشیدہ اُس چشمۂ آب حیات پر پہونچکر لطف حیات ابدی حاصل کرنے لگی دونون جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے کو ملے اور اُس صحبت بے اغیار اور اس عشرت دلنواز سے غم ہاے دیرینہ بھول گئے۔

آن ہر دو غریق بحر حرمان	وان ہر دو قتیل تیغ ہجران
کردند بیکدگر نگہ تیز	گشتند بزخمہا نمک ریز
از نشۂ شوق مست گشتند	فارغ زغم جہان نشستند

آخر اُس خلوت سرا مین دفتر شکوہ و شکایت کے کھلے سیتا اپنی حالت زار رو رو کر کہنے لگی۔

کہ رامارم شدی چون از دل آرام	تو اسم بے مسمائے مگر رام
بمن گفتی وفا کمتر کند زن	چہ جاے گفتن ست ای کمتر از زن

اُسکے جواب مین سری رامچندر جی نے فرمایا کہ تمھارے ان حالات غم اندوز سے میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے اور سخت اپنے دل کو ملامت کر رہا ہون کہ تیری ایسی خاتون

عصمت سرشت کے ساتھ کیون مجھے ایسی بدگمانی واقع ہوئی

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ دولتم	مشتاق بندگی و دعا گوے دولتم
ہرچند غرق بحر گناہم زشش جہت	نا آشناے غرق شدم زاہل رحمتم

لیکن یہ امر تم پر مخفی نہین ہے کہ مردون کے وجود مین عنصر بدگمانی روز ازل سے شامل ہو گیا ہے جس سے ہمیشہ انکے طبائع مین طبقہ نسا کی جانب سے بدگمانی رہتی ہے چنانچہ اب بھی باوجود ان تمام باتون کے میرا صفحۂ خاطر حرف بدگمانی سے صاف نہین ہے بالآخراب میرا خیال اس جانب رجوع ہے کہ یہ دو سر فرزند تمھارے بطن سے کس طرح پیدا ہوا یہ سنتے ہی سیتا دریاے غیرت مین سرتاسر غرق ہو گئی اور کچھ غم اور کچھ ہنسی کے ساتھ یون جواب دیا کہ جو جو شہادتین غیبی میری عصمت اور عفت کی بابت آپکے حضور مین پیش ہوئین افسوس کہ انکا اصلا اثر آپکے مزاج عالی پر نہوا اور اسوقت تک وہی بدگمانی اور وہی نامہربانی میرے حال پر آپکی جانب سے مرعی ہے۔

چہ گوید با چنین بہتان کس اندر	فلک شد پارہ چون دوز در فوگر

پس سواے اسکے مجھے چارہ کچھ نہین ہے کہ دعا کرون کہ تختۂ زمین پھٹ جاے اور مین اُسکے اندر سما جاؤن یہ کہکر دست دعا بلند کیا اجابت گویا حاضر ہی تھی فورًا تختۂ زمین شق ہو گیا اور سیتا جی اندر اُسکے سما گیئن۔

گریبان زمین شد ناگہان چاک	درآمد ہمچو جان در قالب خاک

پری زادے پری پیکر پری وار	زپیش دیدہ غائب شد بیکبار
مگر شخص زمین لب تشنہ می مُرد	کہ آب زندگانے را فرو برد

اِس واقعہ سے سری رامچندر پر سخت حیرت وحسرت طاری ہوئی زلف مشکین اُس غیرتِ حور کی جو باہر رہگئی تھی ہاتھ مین پکڑلی اورچاہا کہ اُس غریق دریاے اجل کو باہر کھینچ لے یا اپنے خدنگ آتش فشان سے تختۂ زمین کو جلا کر خاکستر کردے بالمیک نے فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ آپ دانائے راز ہوکر خلاف بات کرتے ہین مشیت ایزدی اسی کی مقتضی تھی کہ جو واقع ہوا۔

تو می دانی نہ این جرم زمین بود	قضائے آسمانی این چنین بود

یہ سنکر سری رامچندر نے فوراً زلف محبوبہ ہاتھ سے چھوڑدی اور امر قضا وقدر کو تسلیم کرلیا گیارہ ہزار سال تک آپنے سلطنت بڑی عظمت وشوکت کے ساتھ کی تمام روے زمین اور بحروبر پر آپ کا حکم جاری تھا اور خلق خدا گلشن عیش وعشرت مین شگفتہ خاطری کے ساتھ زندگانی کرتی تھی۔

ز اقبالش جہان را عید نوروز	بہ بزم و رزم چون خورشید فیروز
کشیدہ تیغ تیز از خنجرِ مہر	عقیم از فتنہ گشتہ مادرِ دہر

جسوقت آپکا زمانۂ ارتحال قریب پہونچا ایک وزکال یعنی ملک الموت آپ کی ملاقات کو تشریف لائے سری رامچندر نے خلوت کر کے حسب ایماے کال لچھمن جی کو حکم دیا کہ کوئی شخص بغیر اجازت نہ آنے پائے اور درصورت خلاف تم واجب القتل ہوگے تھوڑے

عرصے تک کال سری رامچندر سے بات چیت کرتا رہا ہنوز گفتگو ختم نہوئی تھی کہ درباشا رکھیشر دفعتاً
آ گئے اور چاہا کہ داخل خدمت راجہ رامچندر ہوں لچھمن نے ممانعت کی درباشا نے کہا کہ اگر تم مجھے
جانے سے روکتے ہو تو ابھی ایسا تیر دعا چھوڑتا ہوں کہ تمھارا کُل خاندان ہلاک ہو جاوے لچھمن نے
خوف بددعا سے فی الفور اجازت اندر جانے کی دیدی درباشا نے اندر جاکر سری رامچندر سے
ملاقات کی آخر کال نے راجہ رامچندر سے کہا کہ لچھمن اِس عدول حکمی پر واجب القتل ہو گیا ہے
لہذا آپ کو اپنا عہد پورا کرنا چاہیے رامچندر کو کب یہ امر گوارا تھا کہ اپنے ایسے برادر وفادار
کا دائمی فراق گوارا کرتے بشسشٹ جی سے آئین استصواب فرمایا کہ مجھکو ایسے موقع پر کیا
کرنا چاہیئے بشسشٹ جی نے کہا کہ اخراج اور قتل کرنا دونوں مساوی ہیں یہ سنتے ہی لچھمن
اپنے برادر معظم کے قدم چھوکر رخصت ہوئے اور دریاے سرجو پر جاکر غائب ہو گئے سری رامچندر
بھی تاب فراقِ برادر نہ لاکر فوراً امر سلطنت سے دست بردار ہو کر مع دیگر اپنے برادران کے روانۂ
سُرگ لوک ہوئے تمامی شہر اجودھیا کے باشندگان نے اس سفر آخرت میں راجہ رامچندر کا
ساتھ دیا اور تخت سلطنت پر لو فرزند بزرگ راجہ رامچندر بیٹھکر کار رواے عالم ہوا چند
پشتوں تک اس خاندان میں دولت و سلطنت کا فروغ رہا پھر آخر زمانہ نے کروٹ بدلی
دوسروں کے ہاتھ میں عنانِ سلطنت آئی اُنھوں نے بھی اس چند روزہ دولت سے کامیاب
ہو کر پھر اُسی طور سے اِس منزلِ بے بقا سے رحلت فرمائی - اہل دانش آگاہ ہیں

کہ دولتِ دنیا اور تمام اسباب عالم محض بے بقا اور بے ثبات ہین شوکت سنجری دولت قارونی کی حباب سے زیادہ وقعت نہین ہے اُنھین سلاطین بلند اقتدار و بادشاہان والاتبار کا نام نامی اب تک صفحۂ روزگار پر باقی ہے جنہون نے اپنے وقت لطیف اور عمر عزیز کو کارہاے خلائق مین صرف فرمایا اور اپنے عدل و داد و رحم و کرم سے تختۂ عالم پر یادگار معقول چھوڑا۔

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کند دلے
زنہار بد مکن کہ نکردست عاقلے

بارے نظر بحال عزیزان رفتہ کن
تا مجملے وجود بہ بینی مفصلے

آن پنجۂ کمان کش و انگشت خوشنویس
ہر بند او فتادہ بجاے مفصلے

درویش و بادشاہ ندیدم کہ کردہ اند
بیرون ازین دو لقمۂ روزی تناولے

زان گنجہاے نعمت و خروارہای مال
با خویشتن بگور نبردند خردلے

از مال و جاہ و منصب دنیا و بخت و تخت
بہتر ز نام نیک نکردند حاصلے

بعد از ہزار سال کہ نوشیروان گذشت
گویند ازو ہنوز کہ بودست عادلے

دل در جہان مبند کہ با کس وفا نکرد
ہرگز نبود دور زمانے بے تبدلے



اِس خاندان عالی شان کی ترقیات روز افزون کی بنیاد ۱۲۱۶ فصلی مطابق ۱۸۰۹ عیسوی مین پڑی اور رفتہ رفتہ نیر اقبال ہر ممبر خاندان کا ایسا چمکا کہ جس سے ابتک ملک اودھ مین اُسکا اقتدار اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے۔ مصرعہ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را

روایت ہے

کہ سداسکھ پاٹھک قوم برہمن سنگلدیپی رئیس بھوج پور ضلع شاہ آباد مین سکونت رکھتے تھے اور بذریعۂ فرمان شاہ دہلی زمینداری موضع منجھواری مع ۸۹ مواضعات کے قابض و متصرف اور خطاب چودھرائی سے معزز و ممتاز تھے اور نہایت جمعیت

وفارغ البالی اور کامرانی کے ساتھ ایام زندگانی بسر کرتے تھے اس درمیان مین
نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اور صاحبان انگریز بہادر سے جنگ ہاے صعب واقع
ہوئین اور اس رزم وپیکار وہنگامہ ہاے گیرودار مین خطۂ بھوجپور پامال سُم ستوران
بادرفتار ہوا چنانچہ باشندگان اُس خطۂ آفت رسیدہ کے کیا امیر کیا غریب وہان سے
منتقل ہوکر اپنے مامن وملجا مین چلے گئے ازانجملہ پاٹھک موصوف نے بمصداق مضمون مصرعہ

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

موضع نرہرپور ضلع اعظم گڈھ مین قیام کیا پھر وہان سے پاٹھک موصوف کے بیٹے
گوپال رام نے چوری سکندرپور پرگنہ اموڈھا ضلع بستی مین سکونت اختیار کی اِنکے
بیٹے پورندر رام علوم سنسکرت مین عالم اجل اور فاضل اکمل تھے دور دور تک شہرہ
انکے فضل وکمال کا پہونچا ہوا تھا اور اِنکا اقبال آیندہ کے لیئے کچھ اور بشارتین
دے رہا تھا تھوڑے دنون کے بعد موضع پلیا پرگنہ پچھم راٹ ضلع فیض آباد مین
منتقل ہوے ظاہرا یہان کی سکونت کا خاص سبب یہ تھا کہ انکی سُسرال
بھی اِسی موضع مین تھی کارکنان قضا وقدر نے اِس زمین کو مبارکباد دی کہ
ذرہ ذرہ یہان کا اِسکے فیض قدم سے آفتاب ہوگا۔ رحمت الٰہی نے بشارت
سنائی کہ گوشہ گوشہ اِس سواد کا اِسکی آبیاری اقبال سے گلشن ہمیشہ بہار بنے گا



RAJA BAKHTAWAR SINGH.

ہنوز کچھ بھی زمانہ قیام نہ گذرا تھا کہ حق تعالی نے اُسکے باغ حیات کو پانچ سرو قدان گل اندام سے

رونق دوبالا بخشی اقبال یاور نے بختاور سنگھ ۔ شیودین سنگھ ۔ درشن سنگھ ۔ اچھا سنگھ

دیبی پرشاد سنگھ نام رکھا جو ہر ایک اپنی جگہ پر ہلال شب اول کی طرح ترقیات روز افزون

حاصل کر کے ماہ تمام بنگیا اور اپنی روشنی اقبال سے ہر خاص و عام کو فیض کامل پہونچایا ۔

بختاور سنگھ نے اول ملازمت فوجی سرکار کمپنی بہادر کی اختیار کی اور رسالداری کے

عہدے پر پہونچے اسی عرصے مین نواب یمین الدولہ مبارز الملک سعادت علیخان بہادر

جنت آرامگاہ نواب گورنر جنرل کشور ہند کی ملازمت کو کانپور تشریف لے گئے

اور بختاور سنگھ کو نواب گورنر جنرل کے ساتھ دیکھا یہ نہایت شکیل اور قوی ہیکل جوان تھے

عالی جناب نواب کے دل مین انکی وجاہت نے گھر کر لیا اور یہانتک توجہات عالی

انکے حال پر مبذول فرمائی کہ حضور گورنر جنرل سے انکی ملازمت اپنی ریاست مین

منتقل کرالی ۔ جس وقت یہ حاضر دربار شاہی ہوئے التفات شاہانہ سے عہدۂ رسالداری پر

معزز و ممتاز کیے گئے اور مصاحبت اور خدمت داروغگی جیب خاص کا بھی خلعت سرفرازی عطا ہوا

پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ ہر کام مین انھین پر اعتماد تھا اور انکی جدائی گوارا نفرمائی جاتی تھی مصرعہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

بعد چندے پیمانۂ عمر نواب سعادت علیخان بہادر کا لبریز ہوا جملہ فرزندان سے

شمس الدولہ فرزند دوم کارپرداز مہمات سلطنت تھے۔ بڑے بیٹے غازی الدین حیدر بڑے مرزا کے نام سے پکارے جاتے تھے عیش و عشرت انکی گھٹی مین پڑی تھی مگر

شمس الدولہ بہادر اپنی حسن لیاقت سے منظور نظر پدر نامدار تھے لہذا انصرام اجرای کار مملکت انھین کے ہاتھون سے ہوتا تھا چنانچہ میری ریاست مین اسوقت تک اکثر فرامین اسی مرشدزادے کے مُہر و دستخط سے موجود ہین ازانجملہ اس موقع پر نقل اُس فرمان کی داخل کرتا ہون جو بابت عطاے اراضی باغ میرے مورث اعلیٰ راے جیسکھ رام دیوان سلطنت اودھ کے لیئے مرشدزادۂ ممدوح نے بنام رکن الدولہ الماس علی خان جاری فرمایا تھا اور یہ فرمان اصل ابتک میرے پاس ہے۔

نقل فرمان مُہر شمس الدولہ نجم الملک احمد علی خان بہادر صولت جنگ ۱۲۱۳ سنہ ہجری

شہامت و عوالیقدر رکن الدولہ نصیر الملک محمد الماس علیخان بہادر فتح جنگ محفوظ باشد درینولا راے جیسکھ رام براے نشانیدن باغ موازی پنجاہ بگھہ پختہ اراضی در سواد قصبہ سندیلہ طرف مہتوانہ عرضی مع فرد جمع مبلغ دو صد روپیہ بحضور پُرنور گذرانیدہ چنانچہ عرضی مذکور مزین بدستخط خاص شد شرح اینکہ شمس الدولہ سند نویسد لہذا حسب الحکم حضور پُرنور نگارش میرود کہ قطعات اراضی بقبضۂ مسطور طرف مذکور از ابتداے فصل خریف ۱۲۱۵ سنہ فصلی بتصرف و تعلق مشار الیہ واگذارند ثانی الحال زرجمع آن مجرا و محسوب خواہد شد۔

مرقوم ہفتدہم جمادی الثانی ۱۲۲۳ سنہ ہجری۔

اس مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نواب جنت آرامگاہ شمس الدولہ کی لیاقت اور کارپردازی سے صاف منشاء خاطر یہی تھا کہ بعد اُنکے یہی جانشین ہون لیکن یاوری اقبال و جان نثاری راجہ بختاور سنگھ بہادر سے امر سلطنت مرزا غازی الدین حیدر کے نصیب ہوا۔

نوٹ

مزاج مین جرأت خداداد تھی جب عوام کی نظر باسباب ظاہر وارث تخت وتاج
مالک باج وخراج ہونے کے واسطے شمس الدولہ پر پڑتی تھی تب اُن کی نگاہ
خونخوار شمشیر آبدار پر دیکھی جاتی تھی اور اکثر زبان سے یہی نکل گیا ہے کہ میرے سوا
کسکو دست قدرت ہے کہ سر ریر سلطنت پر قدم رکھے اس ہمت مردانہ کی سند
اِس روایت معتبر سے بھی ملتی ہے۔

کہ ایک مرتبہ نواب جنت آرامگاہ نے اپنے سب فرزندان کو واسطے
تعمیر عمارت کے روپیہ عطا فرمایا سب نے عمارتین اپنی اپنی ضرورت کے
موافق بنالین لیکن انھون نے دوسرے کامون مین اپنا روپیہ
صرف کرڈالا جب یہ خبر جنت آرامگاہ کو پہونچی اِن کو طلب کرکے دریافت
کیا کہ تمھارے بھائیون نے تو اپنی اپنی عمارتین تیار کرلین تم نے
کیون اب تک توقف کیا بڑے مرزا نے عرض کی کہ جو عمارت حضور
تعمیر فرمارہے ہین وہی میرے لیئے کافی ہے اس جواب باصواب سے
نواب خاموش ہوگئے اور سمجھ گئے کہ کاتب تقدیر نے فرمان
تخت نشینی اسی دلاور کے نام لکھا ہے مصرعہ

	سالی کہ نکوست از بہارش پیداست	

چنانچہ وہی معاملہ پیش آیا کہ جس وقت جنت آرامگاہ نے وفات پائی
اُسی وقت بحکم صاحب رزیڈنٹ بہادر سب دروازہ ہاے ایوانات شاہی مسدود
ہوگئے شمس الدولہ بہادر اپنی فکر مین مصروف تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کا
بھی خیال شاید بلحاظ کارپردازی انھین کی جانب تھا اور درحقیقت یہ نوجوان
بار فرمانروائی اُٹھانے کی قابلیت بھی رکھتا تھا مگر مشیت ایزدی کچھ اور تھی
راجہ بختاور سنگھ کا دل قدرتی طور پر بڑے مرزا کی جانب مائل تھا بایام شاہزادگی
اکثر اُسکے ساتھ خزانہ جیب خاص شاہی سے مدد کرتا تھا اُس وقت بھی
اسی خیر خواہانہ خیال نے وارث تخت وتاج بنانے کے واسطے یہی
جوش دلادیا اور یہ خیال بیجا نہ تھا بلکہ جسکو ہر حق پسند طبیعت پسند
کرسکتی تھی اُس سے ذرا بھی متجاوز نتھا فوراً جاکر اس واقعہ جانکاہ سے
بڑے مرزا کو مطلع کیا اور کہا کہ یہی وقت کشش اور کوشش کا ہے
بندہ جان نثاری کے لیئے تیار اور حاضر ہے اُٹھیے دیر نکیجئے۔

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست		کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند

خود بدولت فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے تلوار اور راجہ دو رفیق مرنے اور مارنے
والے ساتھ تھے ہر طرف کے دروازے بند پائے ہمت نے کمند ڈال دی

مع راجہ بختاور سنگھ ایک دیوار پر چڑھ کر اندر قصر شاہی کے کود پڑے
اور اُس مقام پر جا پہونچے جہان نعش جنت آرامگاہ کی رکھی تھی تلوار
خونخوار نے ایک ہاتھ چلکر پہرے والے کے سر سے اپنی نذر لے لی اور
یہ بالین پدر پر آکر ایک طرف بیٹھے خود رو رہے تھے مگر دوسری جانب ان کا
اقبال ہنس رہا تھا رزیڈنٹ بہادر یہ خبر پاکر غور مین پڑ گئے اور مجلس مشورت
آراستہ کی بعضے اشخاص شمس الدولہ کی قابلیت کو ترجیح دیتے تھے اور اکثر
استحقاق کو مقدم کرتے تھے ہنوز کوئی امر طے ہونے نہین پایا تھا کہ
رزیڈنٹ صاحب بہادر نعش جنت آرامگاہ پر مع ڈاکٹر بجہت تصدیق وفات
تشریف لائے ہونہار بادشاہ نے فوراً صاحب رزیڈنٹ بہادر کا ہاتھ پکڑ لیا
جس سے غالباً درخواست دستگیری نکلتی تھی اور ایسی کچھ تقریر ادا فرمائی کہ خیالات
معزی الیہ کے برطرف ہو گئے اور قبائے شاہی اِسی کے قامت زیبا پر راست
دیکھی جو کلمہ زبان معجز بیان سے نکلا وہ یہ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ مطمئن رہین
آپ ہی مسند نشین ہونگے اور یہ حکم فرماکر حکم تیاری سامان مسند نشینی فوراً دیدیا او
بافزونی خطاب رفعت الدولہ بہادر مسند نشین سلطنت اودھ فرمایا اِس فرمانروائے
قدرشناس نے اپنے خادم باوفا راجہ بختاور سنگھ کی جان نثاری اور اگلی بچھلی

وفاداری پر لحاظ فرماکر اُس دربار دُربار مین خطاب راجگی سے مخاطب فرمایا
اور خدمت مصاحبت اور منصب داروغگی تحویل جیب خاص کا خلعت گران بہا
عطا فرماکر محسود اماثل و اقران کیا آیندہ مختلف خدمات مالی و ملکی اِن کے سپرد
ہونے لگین جن کو خوش اسلوبی سے راجہ موصوف نے سرانجام دیا اُن کے لیئے
نہ صرف مراحم خسروانہ شاہ ہین بلکہ رعایا کی آسایش و آرام اور ہر طرح کا امن و
امان مُلک بھی گواہ صادق ہے جب حضور نواب معزی الیہ نے سرکار کمپنی بہادر
سے خطاب بادشاہی حاصل کیا اور مسند وزارت سے اُٹھکر تخت سلطنت پر جلوس
فرمایا اُس وقت اِنکی بھی ترقی عزت اور دولت کے ساتھ ساتھ تھی چنانچہ بہت
بڑا خلعت اِس دربار مین راجہ صاحب بہادر کو عطا ہوا اور اِس خلعت کے وقت
جو خاص عنایت شاہی مبذول حال راجہ محتشم الیہ ہوئی وہ یہ ہے کہ تلوار
خاص جو حضرت بادشاہ اُس وقت لگاے ہوے تھے اُسکو اپنی کمر سے کھولکر
راجہ معزی الیہ کو عطا فرمائی یہ تلوار وہ ہے کہ جو عباس صفوی بادشاہ ایران نے
شہنشاہ دہلی کو بھیجی تھی اور احمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب صفدر جنگ کو عطا
فرمائی تھی چنانچہ یہ تلوار اب تک مہاراجہ بہادر حال اجودھیا کے سلحہ خانہ مین
موجود ہے اور یہ عبارت اُسپر کندہ ہے۔

بندۂ شاہ ولایت عباس

اسی طور پر ایک روز حضرت بادشاہ زمن ہاتھی پر سوار شراب کے نشہ مین چور
چلے جاتے تھے راجہ مغری الیہ بھی ہمراہ تھے ایک پل کشتی پر گذرنا چاہا - راجہ
بختاور سنگھ نے اُس پُل کو غیر مضبوط خیال کر کے حضرت بادشاہ سے دست بستہ
عرض کی کہ یہ پل مخدوش ہے اس طرف سے حضور عطف عنان فرمائین لیکن
بادشاہ نے کسی طور سے اِس امر کو نہ سماعت فرمایا اُسی وقت خادم باوفا نے دوڑکر
جان نثارانہ بادشاہ کو ہاتھی سے اُتار لیا اور فیلبان سے کہا کہ تم ہاتھی پُل پر
لیجاؤ جیسے ہی ہاتھی پُل پر پہونچا اُسکے بوجھ سے پُل شکست ہو گیا اس وفاداری
اور خیر اندیشی سے بادشاہ نے خوش ہو کر وہ تلوار عطا فرمائی کہ جو نواب صفدر جنگ
کو بروقت خلعت وزارت شاہ دہلی سے ملی تھی چنانچہ اب تک وہ بھی
اِس خاندان مین موجود ہے -
اب یہان تک تقرب حاصل ہوا کہ جو جو ضرورتین نازک اور اہم سلطنت کو پیش
آتی تھین اُنکے واسطے انھین پر بھروسہ کیا جاتا تھا - بہو بیگم صاحبہ والدۂ ماجدہ نواب
آصف الدولہ بہادر کی جائداد جو کروڑون روپیہ سے زیادہ تھی اور اُسکے لئے خود نواب
آصف الدولہ اور پھر نواب سعادت علی خان بہادر و غازی الدین حیدر

لڑتے جھگڑتے چلے آتے تھے اور اُس عاقلۂ روزگار کی تدابیر اور حکمت
عملیون سے اِن کو کامیابی حاصل نہوتی تھی اِس عہد مین جب اُس مکرمہ
محتشمہ نے وفات پائی جملہ اسٹاف شاہی سے ضبطی جائداد کے واسطے یہی
منتخب ہوے اور بماتحتی شاہزادۂ نصیرالدین حیدر کے روانۂ فیض آباد کیے
گئے یہ وہ موقع تھا کہ جس جگہ دیانت خود اپنی حالت کو متزلزل پاتی تھی
مشکل تھا کہ کوئی شخص ایمان کو غیر معمولی دولت سے بھی بہتر سمجھے مگر یہی ذات تھی
کہ اِس سخت امتحان کو بھی قابل تعریف پاس کر لیا جسوقت حضرت نصیرالدین حیدر
سریرآرائے سلطنت ہوے ایک روز گجرتھ کی سواری پر تزک اور احتشام شاہی کے
ساتھ جارہے تھے راجہ صاحب معزی الیہ اپنے لوازم منصبی کی رو سے شمشیر برہنہ
لیے ساتھ تھے دفعتًا ایک نمکحرام سیہ رو بدانجام بادشاہ پر حملہ کر کے رتھ پر
پہونچ گیا راجہ معزی الیہ نے فورًا گھوڑا اُڑا کر ایک وار تلوار سے سر اُسکا قلم
کر دیا اِس خدمت شایستہ کے جلدو مین بادشاہ قدرشناس نے تلوار
نادرشاہی راجہ معزی الیہ کو اپنی کمر سے کھول کر عطا فرمائی اِس تلوار کی نسبت
یہ روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بادشاہ ایران کو خواب مین
دکھلایا کہ ہم تمکو ایک تلوار دیتے ہین جس سے تم دشمنون پر فتحیاب ہوگے

جیسے ہی نادرشاہ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو یہ تلوار اپنے پلنگ پر موجود پائی چنانچہ اُسکو فوراً کمر مین لگالیا اور ہمیشہ اِسی تلوار کو باندھتا اور اُس کی تعظیم کرتا رہا بعد وفات نادرشاہ جب احمد شاہ ابدالی تخت نشین ہوکر ملک ہندوستان مین آیا اور مرہٹون سے لڑائی شروع ہوئی شاہ نے شجاع الدولہ کو طلب کیا نواب معزی الیہ نے بباعث اتحاد و مراسم مرہٹہ اپنا جانا اس لڑائی مین غیر مصلحت تصور کیا اور نیز یہ خیال تھا کہ چونکہ ایک وقت مین میرے باپ صفدر جنگ نے اِسی بادشاہ کو بمقام سرہند شکست دی ہے لہذا مجکو اِس سے مطمئن نہونا چاہیئے چنانچہ حاضری سے بعذرات چند درچند انکار کیا آخر نواب نجیب الدولہ کو شاہ نے بھیجا اُس وقت شجاع الدولہ مجبور ہوکر روانہ لشکر شاہی ہوے احمد شاہ ابدالی نے ولیعہد سلطنت اور امراء مملکت کو بھیجکر استقبال کیا اور جس وقت حضور مین پہونچے بخطاب فرزندی مخاطب فرمایا اور یہ تلوار نادری جو اُسوقت شاہ کی کمر مین تھی کھول کر فوراً نواب معزی الیہ کو عطا فرمائی چنانچہ وہ تلوار اس وقت تک مہاراجہ بہادر حال کی ریاست مین موجود ہے اور اُس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

اسد اللہ عمل اصفہانی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ساقیِ کوثر مومنی یا حیدرِ دلدل سوار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ

تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِی النَّوَائِبِ

كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِی بِنُبُوَّتِكَ

یَا مُحَمَّدُ بِوِلَایَتِكَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ

سرِ دشمن بزیرِ ذوالفقار ست

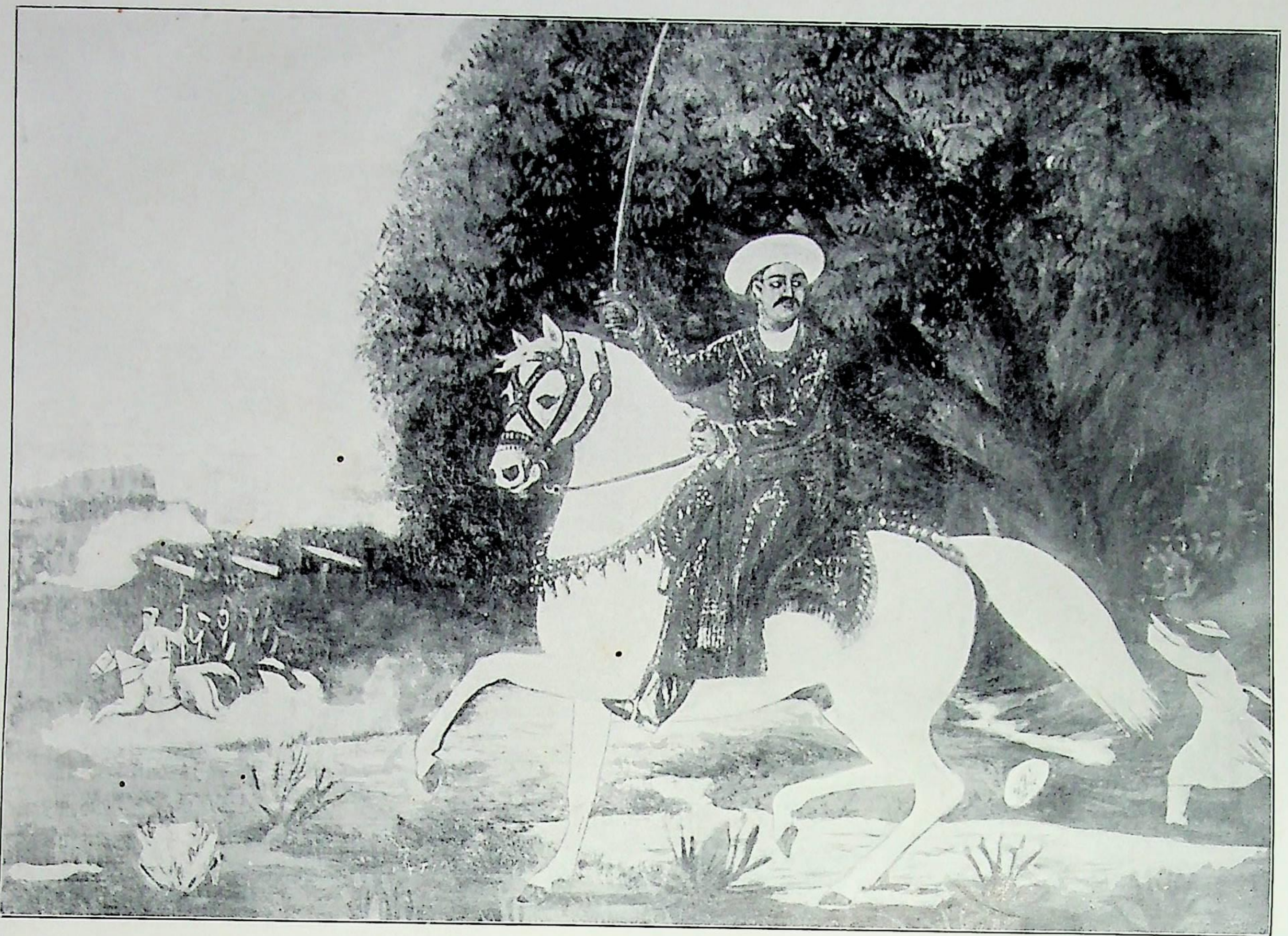
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بوقتِ بیکسی اللہ یار ست

اللہ محمّد علی فاطمہ حسن حسین علی محمّد جعفر موسیٰ علی
محمّد علی حسن محمّد

کمر بند خاص شد شمشیر نادر تاجدار		از عنایاتِ علی مرتضےٰ دلدل سوار

اِسی موافق عہد مین اُنکے چھوٹے بھائی راجہ درشن سنگھ کو عہدۂ کمیدانی عطا
ہوا تھا پھر تھوڑے دنون کے بعد خدمت والاے نظامت بہرائچ سے مع
خطاب راجگی و علم و نقارہ کے یہ سرفراز ہوے اِن ایام حکومت مین اکثر راجگان



RAJA DARSHAN SINGH SALTANAT BAHADUR

ورؤسا عظام مثل راجہ مرار مئو و راجہ منور خان راجہ ناناپارہ و راجہ پیاگپور
و راجہ بھنگا سے معرکہ ہاے سخت سخت پیش آئے مگر ہر جگہ پر کامیابی نے پورا
پورا ساتھ دیا جس جانب اسکا مرکب جہان نورد قدم رکھتا تھا فتح و نصرت دو واسطہ
استقبال کرتی تھی ہمت اور شجاعت اُنکی دونون رکابون کو تھامے ہوئے
چلتی تھی اس تحریر مین اندک مبالغہ کو مداخلت نہین ہے تمامی صفحات تواریخ اُردو
انگریزی ان واقعات کی شہادت کافی دیتے ہین اور میرا اشہب خامہ اُنھین
شہسواران عرصۂ سخن کے قدم بقدم جا رہا ہے ایک مرتبہ بلدیو بخش تعلقدار سررہ
کے تدارک کے لیئے شاہ گنج سے شبا شب بلا قیام و مقام مع افواج جرار سررہ
پہونچ گیئے اور پانچ روز لڑائی کے بعد گڈھی کو خالی کرا کے نشان فتح بلند کیا
ناظرین کتاب راجہ بہادر کی شہسواری اور بہادری کو اس موقع پر ملاحظہ کرین
کہ کس قدر مسافت بعیدہ کو ایک دم سے طے کر کے کامیابی اور کامرانی حاصل کی
آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی - ایس - والی ریاست
بلرام پور - و تلسی پور وغیرہ جنکے اوصاف و محامد تحریر و تقریر سے باہر ہین
اُس وقت راجہ بلرام پور کے لقب سے ملقب اور اپنی ریاست موروثی
بلرام پور مین مسند نشین تھے معاملہ باقی داری پر فیمابین مہاراجہ صاحب موصوف

اور اِس بہادر راجہ کے معرکہ آرائی ہوگئی آخر بعد جنگ و جدال مہاراجہ دگبجے سنگھ
صاحب بجانب مملکت نیپال عنان تاب ہوے بہادر راجہ اپنے جوش مین
سرحد نیپال کے اندر تک تعاقب کرتا چلا گیا چونکہ ازروے معاہدۂ ریاستین
یہ امر داخل مداخلت بیجا تھا لهذا سرکار نیپال سے اِسکی بابت بہت شکایت
ہوئی لارڈ النبرا گورنر جنرل کشور ہند نے اِس بارے مین حضرت بادشاہ اودھ کو
تدارک قصور کی طرف متوجہ کیا چنانچہ راجہ بہادر اِس جرم پر چندے قید اور پھر
خارج البلد ہوے اور ریاست مہدو نہ ضبطی مین آئی - **شعر** -

بخت و اژون کا گلہ کرتی ہے کیا اے بلبل		تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

مگر خدمات سابقہ شفیع تھے اور یہ قصور بھی اُسکے افعال کی سفید چادر پر دھبہ
ڈالنے والا قصور نہ تھا لهذا چند ہی روز کے بعد بذریعۂ فرمان شاہی پھر طلب ہوکر
بدستور ریاست منضبطہ پر قابض اور اختیارات کل ممالک محروسہ پر ممتاز ہو گیا
سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ نے اپنے سفرنامہ ۱۸۴۹ء مین راجہ درشن سنگھ کی
نسبت جو کچھ تحریر فرمایا ہے خلاصہ اُسکا اِس موقع پر لکھتا ہون -

خلاصہ از سفرنامہ سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ از صفحہ ۵۸ لغایت ۶۶

درشن سنگھ بڑا صاحب قدرت و اقتدار تھا بلحاظ قوت فوجی و درباری اُس نے

اُن ریاستون سے کہ جو اُسکے ماتحت تھین بڑے بڑے زمینداروں کو لوٹا اور
کسی کو سر نہ اُٹھانے دیا اور کاشتکارون اور چھوٹے زمینداروں کی محافظت کی
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ کسی ضلع کے تعلقدار بوجہ نالائقی ناظمون کے سرکش
ہو گئے ہین تو اُس ضلع کی حکومت درشن سنگھ کو ملی اِس لیئے کہ یہی ایسا
شخص تھا جو لوٹ مار بھی کرتا اور انتظام بھی درست رکھتا ۱۸۳۶ء مین جب
اضلاع گونڈہ و بہرائچ اِسکے پاس تھے تو اِسنے کچھ ضرر رسانی کسی کی نہین کی
چھوٹے زمیندارون سے جس قدر مل سکا لیا بڑون کے لیئے وقت کا منتظر
رہا ۱۸۴۲ء مین پھر یہ اضلاع اُسکے تعلق ہوئے اس عرصے مین تعلقدارون کی
طاقت بہت بڑھ گئی تھی اُسکو یہ حکم ملا کہ واجبی اور غیر واجبی بقایا جس سختی سے
وصول ہو سکے وصول کرو چنانچہ یہ بڑی خوشی سے چلا بلرامپور کا نوجوان
راجہ تہپال سنگھ راجہ بانسی کے ملنے کو گیا تھا کہ درشن سنگھ اُسکے مکان پر
پہونچ گیا مالک کی عدم موجودگی مین کسی نے مقابلے کی جرأت نہ کی اور اپنا
مال و متاع چھوڑ کر گڑھی خالی کر دی اور قریب کے ایک دریائی جزیرے مین
اُتر گئے مگر درشن سنگھ نے اِس جماعت کو دیکھکر بندوقون اور توپون کو آگ
بتا دی دو سو آدمی مارے گئے دو لاکھ کا مال ہاتھ لگا بیچارہ راجہ نہایت مصیبت

مین مبتلا ہو گیا اُسکے دوست متابر سنگھ وزیر نیپال نے کچھ روپیہ قرض
اور ایک باغ رہنے کو دیا جس مین راجہ بلرام پور نے خندق ہر چہار طرف
تیار کرائی اور مع اپنے خاندانی و ہمراہیون کے چھپرون کے نیچے رہنے لگے
درشن سنگھ نے موقع پاکر گروہ دلاوران کے ساتھ شام کے وقت دھاوہ کر دیا
اور ایک ہی حملہ مین باغ لے لیا راجہ تو بھاگ گیا مگر تیس آدمی مارے گئے اور
باقی زخمی ہوے راجہ کے مال کو اور نیز مہراج گنج کو خوب لوٹا راجہ نیپال نے اِس
مداخلت بیجا کی شکایت کی اور اپنے نقصان کے خواستگار ہوے لارڈ النبرا صاحب
بہادر گورنر جنرل نے بادشاہ کو سزاے جرم پر نسبت راجہ درشن سنگھ کے متوجہ
کیا نقصان کی تحقیقات کے لئیے پنچ مقرر ہوے نوسو پندرہ روپیہ بادشاہ کو
نقصان دینا پڑا راجہ نیپال نے سرحد پر فوج جمع کر کے دھمکی دی گورنر جنرل بھی
مقابلہ پر تیار تھے۔ راجہ درشن سنگھ خوف سے عملداری انگریزی مین بھاگ
گیا راجہ بختاور سنگھ نے درشن سنگھ کو حاضر کیا درشن سنگھ نے عرض کی کہ راجہ
بلرام پور پر رقم کثیر باقی تھی اور مجھے فوراً اُسکے وصول کرنے کا حکم ملا تھا۔
لہذا ایسا قصور سرزد ہوا حاضر ہون جو سزا منظور ہو دیجاوے یا جو معاوضہ تجویز
ہو لیا جاوے بادشاہ باوجود بہت خوبیون کے بہت کنجوس تھے اور چاہتے

تھے کہ ہر مہینہ خزانہ مین کچھ نہ کچھ توفیر جمع ہو اس وقت مین بادشاہ کی
خواہش ہوئی کہ ایسے دولتمند خاندان سے روپیہ لینا چاہیئے۔ حسینی خانم
مصاحب خانم۔ سکینہ خانم۔ بیگیات نے بادشاہ کو آمادہ کیا کہ نہ صرف
روپیہ نقد لیوین بلکہ اُسکا علاقہ بھی ضبط کرلین تاکہ ہم اپنے رشتہ دارون کو
تقسیم کرین منور الدولہ وزیر برادرزادۂ حکیم مہدی کی یہ خواہش ہوئی کہ بعد
ادائے زر مطلوبہ بادشاہ و بیگیات درشن سنگھ کو پھر عہدۂ سابقہ پر مامور
کرنا چاہیئے کیونکہ اودھ مین یہی ایک شخص ایسا ہے کہ جو سرکش اور زبردست
تعلقدارون کو زیر کرسکتا ہے اگر صرف ایک تعلقدار کے تدارک کے عوض
مین سزا پا گیا تو کل تعلقدارون پر سے رعب اُٹھ جائیگا اس لیئے اُس نے
بادشاہ سے کہا کہ پچیس لاکھ روپیہ لیکر علاقہ درشن سنگھ کا چھوڑ دیجیئے اور پھر
اُسکو مقرر فرمایئے بادشاہ نے تو منظور کرلیا مگر بیگیون نے نمانا اور پچاس
لاکھ روپیہ کے واسطے کہا کہ لیئے جاوین درشن سنگھ کے بھائیون نے کہا
کہ ہم غریب آدمی ہین صرف اُنیس لاکھ روپیہ دے سکتے ہین وزیر نے پھر بادشاہ
سے کہا کہ اُنیس لاکھ روپیہ لیا جاوے منجملہ اُسکے دو لاکھ بیگمات کو دیا جاوے
مابقی خزانہ مین جمع ہو وزیر نے دیوان سے کہا کہ پچیس سال کی واصلباقی

اِن کی اور اِن کے بھائیون کی بنا کر دکھلاؤ چنانچہ دیوان نے حساب دیا حساب کے روسے درشن سنگھ کے ذمے ایک لاکھ بتیس ہزار اور بختاور سنگھ کے ذمے پندرہ لاکھ باقی نکالے بادشاہ نے بیگمات کے اصرار سے درشن سنگھ کو جلاوطن کرنا اور کل علاقہ ضبط کر لینا چاہا - رزیڈنٹ نے درمیان مین پڑکر بادشاہ سے کہا کہ درشن سنگھ سے رحیمانہ برتاؤ کرنا چاہیئے بادشاہ کشمکش مین پڑے اِدھر بیگمون کا درشن سنگھ کی بربادی کی طرف اصرار اور اُدھر رزیڈنٹ کا اُسکے ساتھ رحیمانہ برتاؤ کرنے کی ہدایت آخر ریاست ضبط ہوکر حسینی خانم کے باپ حسین علی کے سپرد ہوئی کہ جب تک درشن سنگھ ایک لاکھ بتیس ہزار و بختاور سنگھ پندرہ لاکھ ندین تب تک علاقہ اسی انتظام مین رہے شاہ گنج کے قلعہ کی فوج مع توپخانہ ومیگزین درشن سنگھ سے خالی کرالی گئی اور فوج شاہی بھیجی گئی درشن سنگھ نے ۱۷ - مارچ ۱۸۴۴ء کو ملک چھوڑ دیا چلتے وقت رزیڈنٹ سے کہا کہ باوجودیکہ کُل مطالبہ مین نے بیباق کر دیا اور کُل الزامون کا کفارہ دیا اُسپر بھی خارج البلد کیا جاتا ہون حسین علی نے وعدہ کیا کہ جسقدر درشن سنگھ دیتا تھا اُس سے ایک لاکھ سالانہ زائد مین دون گا بعد چندے حسین علی کو معلوم ہوا کہ اب مین وعدہ پورا نہین کر سکتا کیونکہ زمیندار کاشتکار کبھی باور

نہین کرتے کہ بادشاہ کو درشن سنگھ ایسے آدمی کی پھر ضرورت نہوگی اور جائداد
ضبط شدہ پھر اُسکو واپس نہ دیجائیگی یا اگر ہم حسین علی کو لگان دیدینگے تو
درشن سنگھ اسکو کب جائز تصور کریگا اِسواسطے سب نے ایک زبان ہو کر کہدیا
کہ ہم بقایا لگان مین ایک حبہ تم کو نہ دینگے اگر ظلم کروگے ہم استعفا دینگے
اور ناظمون نے اور ٹھیکہ دارون نے صاف صاف کہدیا کہ ہم مین تاب و
طاقت نہین ہے کہ ہم تعلقدارون پر کچھ سختی کرسکین درشن سنگھ کے چلے
جانے سے دھاک جاتی رہی اِس وجہ سے سرکاری روپیہ وصول ہونا غیر ممکن ہے
یہ سنکر وزیر کے چھکّے چھوٹ گئے اب یہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو عہدہُ
وزارت سے مستعفی ہو یا بادشاہ کو درشن سنگھ کے بلانے پر راضی کرے چنانچہ
بادشاہ سے یہ ماجرا بیان کیا بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی کہ جب روپیہ وصول
ہوگا تو تنخواہین ملازمین کی کہان سے ادا ہونگی نہ ر توفیر کی تھیلیان کھولنا
پڑینگی اِس لیئے وزیر کی سفارش منظور ہوئی مئی ۱۸۴۲ع کو گورکھپور سے درشن سنگھ
بلائے گئے ۱۰- ماہ مئی کو وزیر نے بادشاہ کے روبرو درشن سنگھ کو پیش کیا
اور ۳۰- ماہ مذکور کو بادشاہ نے خلعت و خطاب عطا کرکے کل قلمرو کا انسپکٹر جنرل
مقرر کیا اور حسب ذیل اختیارات دیئے مالگذاری کا بندوبست اضافے کے

ساتھ کرو۔جنگل کٹواکر نوتوڑ کرو۔سرکش تعلقدارون کو پکڑو۔انکی گڑھی مسمار کردو۔
اُن سے توپین لیکر سلح خانۂ شاہی مین داخل کرو۔شاہراہون کو محفوظ کرو۔
بدمعاشون کو سزادو۔ظلم وتعدی سے جولوگ مفرور ہوگئے ہین اُنکو بلاؤ۔
اگروہ آنے سے انکار کرین توسزادو۔جوعلاقے بلاتحقیقات مناسب حضور
تحصیل ہوگئے ہین اُنکی مالی حالت دریافت کرو۔اور جوناںکار ومعافیان
عاملون نے دی ہین اُسکی فہرست ہمارے اور وزیر کے ملاحظہ اور غور کے
لیئے پیش کرو۔سال ہاے گذشتہ کی بقایا قابلِ وصول وصول کرو۔منجملہ مقررہ
سپاہیون اور افسرون کے جن کی تنخواہین دی جاتی ہین اُنکی تحقیقات کرو
کہ اُن مین کون مرگئے اور کون غیر حاضر ہین اور کون معذور ہین۔کل خرابیون کو
دفع کرو۔ہم اور وزیر جیسا چاہتے ہین ویسا سلطنت کو بناؤ۔
درشن سنگھ نے عرض کی کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے اُسمین سرموفرق نہوگا۔
پھر اپنے علاقے کو واگذاشت کرکے اور مصاحبون کو تحفہ وغیرہ سے راضی کرکے
روانہ ہوا کہ اِس خدمت عظیم کو طبیعت کے مطابق خوب ادا کرے مگر چندہی
دنون کے بعد بیمار پڑکر ۲۰۔اگست ۱۸۴۴ء کو مرگیا ایک بڑا بھائی مسمے ا
بختاور سنگھ چھوڑا ہنگام دورہ ہماری رسدرسانی کا انتظام اسی کے سپرد ہے

درشن سنگھ کے تین لڑکے ہین - راما دین - رگھبر سنگھ - مان سنگھ - آپس مین
ارضی منقولہ و غیر منقولہ کے بابت لڑ جھگڑ رہے ہین - وزیر بہت نیک نیت
آدمی تھا اپنے چچا حکیم مہدی کی کل دولت اسی نے پائی تھی اس لیئے روپیہ
پیسے کی کچھ پرواہ نہ تھی طبیعت آرام طلبی پر بہت مائل تھی اور افیون زیادہ کھاتا تھا
اسکا منشا ضرور یہ تھا کہ انتظام سلطنت مین اصلاح ہو مگر کچھ خرچ نہو اور نہ مجھکو
تکلیف اُٹھانا پڑے جب اُسنے دیکھا کہ ایسا آدمی لائق ملگیا ہے جو انتظامی
کل کے ہر پرزے کو درست رکھ سکتا ہے تو کُل اختیارات اُس کو دیدیئے فقط
اِس موقع پر اسکے قبل کے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہون کہ شیو دین سنگھ
تعلقدار سورج پور نے دربار شاہی سے بغاوت اختیار کی اکثر امیران شاہی
اُسکے استیصال اور تدارک کے لیے مقرر ہوے لیکن کامیاب نہوئے آخر یہ خدمت
راجہ درشن سنگھ بہادر کے سپرد ہوئی اِس دلاور صف شکن نے سنہ ۱۸۳۰ء مذکور الصدر
کے ماہ اکتوبر مین تلوار سے کام لیکر باغی مذکور کو گرفتار کرلیا اور حضور شاہی مین
روانہ کردیا یہ خدمت ایسی نہ تھی جسکے جلدو مین دربار جنبش مین نہ آجاتا چنانچہ
فوراً راجہ بہادر کو خطاب سلطنت بہادر کا عطا کیا گیا -
مین نے اپنے پُرانے ملازمین سے سُنا ہے کہ جب خیرآباد کی نظامت بھی

راجہ درشن سنگھ کو عطا ہوئی اور اُنکی آمد آمد کا غلغلہ بلند ہوا تو جنگی گردنین بہت کم
موقع پر جھکتی تھین اُن سرکشان علاقے کے دلون پر سخت انتشار طاری تھا
اور یہ ہیبت پڑی تھی کہ ہر ایک اپنے لیئے مامن و ملجا ڈھونڈھتا تھا چنانچہ
جس وقت لشکر ظفر پیکر مقام کلیان مل پرگنہ سندیلہ مین داخل ہوا ایک ہی رات
مین تمام چکلہ کی جمع تشخیص کردی گئی اور کسی کو بجز منظوری کے لب عذر کھولنے کی
جرأت نہ ہوئی اِس موقع پر واجبیت اور غیر واجبیت سے کچھ بحث نہین ہے بلکہ تاثیر
حکومت اور قابلیت ربط و ضبط دکھلائی گئی ہے کہ کس درجے تک بڑھی ہوئی تھی۔
میرے جدّ نامدار راجہ گوردھن لال سے مراسم سابقہ تھے چنانچہ داخل ہوتے ہی
جو جو امورات ریاست درپیش تھے اُنکو نہایت واجبیت کے ساتھ حسب دلخواہ
سرانجام فرما دیا ایک پروانہ جو درباب اجرائے نانکار ایک علاقے کے اپنے
نائب کے نام جاری کیا تھا اور اُسکو مین اس وقت اپنی ریاست کے دفتر مین
موجود پاتا ہون نقل اُسکی داخل کتاب ہذا کرتا ہون۔

منشی صاحب شفیق مہربان سید خلیل احمد صاحب سلمہ العالی

دریافت شد کہ مبلغ یکہزار و پانصد روپیہ در وجہ نانکار بنام راجہ گوردھن لال صاحب
از جمع و خرچ پرگنہ سندیلہ مقرر است و ہمیشہ یافتہ اند لہذا نگارش میرود کہ مبلغ

وجہ مذکورہ در سال حال ۱۲۴۳ فصلی ہم بموجب عملدرآمد گذشتہ وپیوستہ
بمعزالیہ رسانیدہ دہند وقبض الوصول ستانند بموجب پروانہ ہذا وقبض راجہ
موصوف در جمع وخرچ آن علاقہ مجرا ومحسوب خواہد شد۔

بہادر ۱۲۴۶ راجہ درشن سنگھ

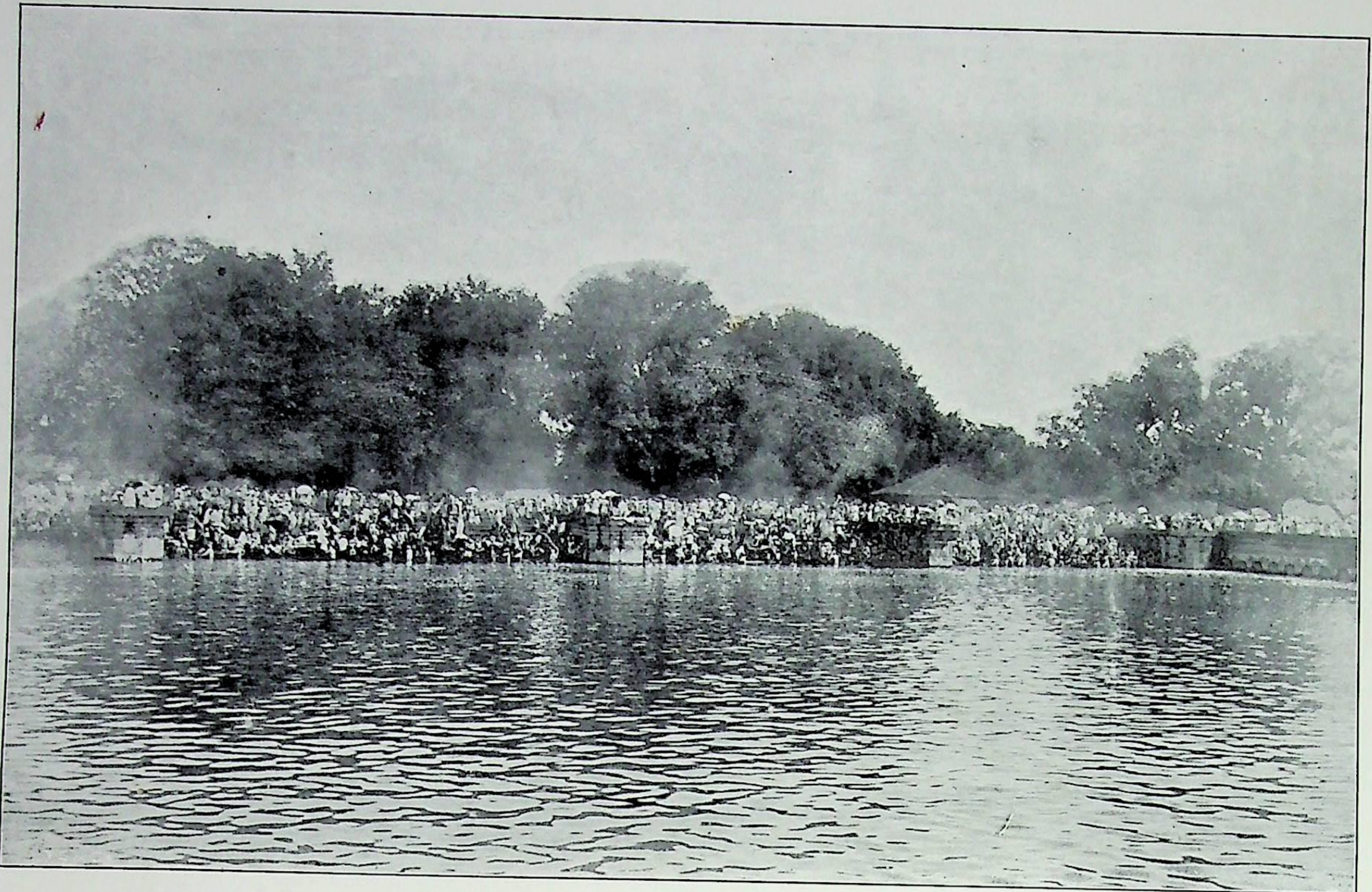
مرقوم چہارم ربیع الثانی ۱۲۵۲ ہجری

راجہ صاحب ممدوح کی اول رانی سے تین فرزند ارجمند۔ ۱ راجہ ما دہین۔ ۲ راجہ کھبر سنگھ
۳ راجہ ہنومان سنگھ تھے دوسری رانی کو جو وفات راجہ تک موجود تھی کوئی اولاد نہین
حاصل ہوئی بالآخر جب سفر آخرت درپیش آگیا اور آمد لشکر ممات کے پھرہرے
اُڑنے لگے تو اس وقت سری اجودھیا کی جانب کوچ کیا اور بمشکل تمام وہان
پہونچکر اور شرف زیارت سرجو جی سے مشرف ہو کر بیکنٹھ باش ہوگئے یہ واقعہ
سمبت ۱۹۰۱ ساون سدی ستمی مین پیش آیا۔

چہ تو شاہ روے زمین شوے چہ گدا ے گوشہ نشین شوی	
	نشوی رہا ز کفِ اجل چہ چنان شوی چہ چنین شوی

جو جو واقعات بعد انکی وفات کے درمیان انکی اولاد کے واقع ہوئے اُسکے
بیان کا موقع آگے چلکر ملیگا اُنکے آخری ذکر مین اب مجھکو ضرور یہ لکھنا باقی ہے
کہ ایسے سردار کے اُٹھ جانے سے سنا گیا ہے کہ تمام اجودھیا مین اوداسی پھیل گئی

اور ایک مرتبہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کی آنکھون کے سامنے تاریک ابر غمنا کی کا چھا گیا
اگر لائق جانشین کی امیدین آیندہ کے واسطے آس دلانے والی پیش نظر نہ ہوتین
تو شاید وہ غم مدتون تک قائم رہتا جہان باشندگانِ اجودھیا کو اُسکی ذات سے
فوائد پہونچے وہان زمین اجودھیا کو بھی عمارت نادر سے بہت رونق حاصل ہوئی
ازانجملہ شیوالہ شیوجی پتھر سرخ کا نہایت وسیع اور رفیع تیار ہوا جو پانچ شیوالہ
سے مشتمل ہے اس ایک عمارت کی لاگت ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہے اور خوشی کا
مقام ہے کہ اِس وقت تک اُسی رونق کے ساتھ قائم ہے بلکہ بوجہ لائق جانشین
انریبل مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے رونق دوبالا پاکر تماشاگاہِ سیاحانِ عالم
ہورہا ہے اسکے مصارف روزمرہ کے واسطے اسوقت تک علاقہ موجود ہے اور
علاوہ مصارف شیوالہ کے بہت اشخاص کی اُس سے پرورش ہوتی ہے
علاوہ اِسکے عمارت قلعہ شاہ گنج و عمارت سورج کنڈ و بازار درشن نگرو
بھرتھ کنڈ واقع فیض آباد و املاک بنارس بھی آپ ہی کی تعمیر کردہ ہے۔



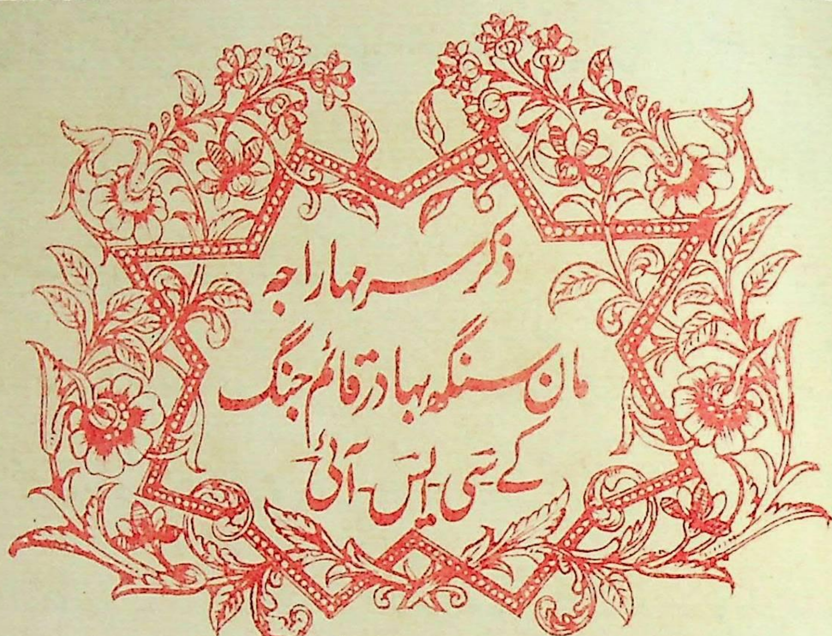
SURAJ KUND.



NANDI GRAM
OR
BHARATHKUNDA.



MAHARAJA SIR MAN SINGH BAHADUR
KAIM JANG, K. C. S. I.



مبارک نام سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے-سی-ایس-آئی کا
ابھی تک صفحۂ بالا مین دیکھا گیا ہوگا۔ مگر مین ناظرین کی توجہ اِس طرف مصروف کرونگا
کہ اولاد راجہ درشن سنگھ مین جو سردار کہ راجہ ہنومان سنگھ کے نام سے استعمال کیا گیا ہے
اُسی کا نام نامی اَب مہاراجہ مان سنگھ ہے اگرچہ عمر کے حساب سے یہ اپنے بھائیون مین
چھوٹے تھے مگر جملہ صفات انسانی مین خدا نے ان کو سب سے بڑا کیا تھا۔
جسوقت واقعۂ ناگزیر انتقال راجہ درشن سنگھ بہادر پیش آیا اور غم والم کی بدلی
چارطرف ریاست مین چھائی ہوئی تھی اکثر تدبیرات کے راستے بھی اس تاریکی مین
چھپ گئے تھے اُسوقت دشمنان قدیم باران نے محل کی طرح سے اُٹھ کھڑے
ہوے تھے اور چاہتے تھے کہ ریاست پر قبضہ کرلین۔ ان مین بھورے خان تعلقدار

دیوگانوٴن وہ شخص تھاجس نے سب سے پہلے پیشقدمی کی اُسکا اضطراب نامردی
اور بدتہذیبی کے الزام سے کبھی نہین بچ سکتا اُس نے راجہ مرحوم کے ختتام
مراسم موت کا بھی انتظار نہ کیا۔
مہاراجہ سے بڑے دو بھائی اور موجود تھے مگر وہ کیا کر سکتے تھے

نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند		نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند

بہادر مہاراجہ جو ابھی تک ہنومان سنگھ ہے اور جسکے قامت زیبا پر قبائے
بہادری روز ازل سے خیاط قضا نے ٹھیک تیار کردی تھی خاموش نہ رہ سکا
اور اپنی پُرجوش تقریر مین اپنے برادران سے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ سب صاحبون سے
جس مین جرأت وہمت ہو اس سیلاب کے روکنے کو تیار ہو یا مجھکو اجازت دیجاوے

تا بامراد بر سر گردون نہیم پاے		یا مردوار در رہِ ہمت دہیم سر

مگر سب نے اظہار عجز کیا اُس وقت اِس بہادر ازلی کے ہر رگ وپے مین بہادری کا
خون تیزی کے ساتھ دوڑنے لگا شمشیر آبدار جو آگے رکھی ہوئی تھی اُسکو ٹیک کر
اُٹھ کھڑا ہوا وہ سمان متاثر اور قابل دید کہا جاسکتا ہے۔

قبضہ مین ہلالِ شبِ اول نظر آیا		مٹھی مین برستا ہوا بادل نظر آیا

اِس ریاست مین نج کے سپاہی دَوڑھون کے نام سے مشہور تھے آقا کا ساتھ

دینا مرنا اور مارنا یہ اِن کا معمولی کھیل تھا یہ بھی راجہ کے ساتھ جمعیتِ اعدا پر ٹوٹ پڑے
اِدھر اقبال یاور اُدھر تلوار بحرِ جنگ مین مثل ماہی شناور بھورے خان کیا
تاب رکھتا تھا کہ پاے ثبات قائم رکھ سکے چند ہی ساعت مین جو دیکھا گیا؟
یہ تھا کہ فوج راجہ پیچھے اور غنیم آگے ہے اب لڑائی ختم ہو چکی تھی اور اگر کچھ باقی تھی
تو تلوار کی دھار اور دشمن کی پیٹھ تھی پنڈت شیودین ساکن سندیلہ جو راجہ بہادر کے
معزز ملازمین مین تھے مجھسے اس معرکہ کے حالات بچشم دیدہ اِسی تفصیل کے ساتھ
جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہون بیان کرتے تھے اور بیان کرتے وقت نہایت پُرجوش
ہو جاتے تھے الغرض اس کارنمایان کی خبر تھوڑی دیر مین تار برقی کی طرح بہت
دور تک پہونچ گئی اب جملہ دشمنون کی راہین اور پھیلنے والے آشوبون کے دروازے
بند ہو گئے۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو بھی اطلاع ہوئی اِن بہادری اور جوانمردی سے
خوش ہو کر اور نیز بخیال دوربینی یہ بھی غور کر کے کہ یہ بہادر قدم بقدم اپنے باپ
کے ہے اور سلطنت کے کام کر سکتا ہے۔ دریاباد۔ رُدولی کی چکلہ داری کا
خلعت راجہ کو عطا کر دیا اور بعد چندے نظامت سلطان پور بھی عطا فرما کر
ہمجنسون مین سربلند کیا اسی زمانہ مین سنگھ جی تعلقدار سورج پور نے مثل اپنے
باپ کے سرکار شاہی سے بغاوت اختیار کی کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

زادۂ ظالم ستمگر مے شود		تیغ چون بشکست خنجر مے شود

اُسکے مظالم بھی بدرجہا بڑھ گئے تھے ایک مرتبہ تین سو بیگناہ قیدیون کو جلا دینے کے واسطے تجویز درپیش کردی تھی۔

یہ خبر مسموع بارگاہ سلطانی ہوکر فرمان قضا توامان پیشگاہ خلافت سے بنام اِس بہادر راجہ کے واسطے گرفتاری اُس ناعاقبت اندیش کے جاری ہوا۔ اُس وقت اِسنے مثل برق وباد قلعہ مخالف کا محاصرہ کرلیا اور بعد کامل رزم وپیکار کے باغی کو گرفتار کرکے روانہ درِ دولت بادشاہی کیا اِس جلدو مین حضرت بادشاہ نے بمزید قدردانی خطاب راجہ بہادر کا عطا فرمایا وبجاے ہنومان سنگھ کے مان سنگھ نام رکھا اب ہنومان سنگھ راجہ مان سنگھ بہادر مشہور ہوئے۔

۱۸۴۷ء کا سال اُس سے بھی زیادہ راجہ بہادر کے واسطے مفید ثابت ہوتا ہے اِس سال مین ہرپال سنگھ گرگ بنسی سرکار شاہی سے باغی ہوگیا راجہ بہادر کے نام حکم شاہی واسطے گرفتاری کے صادر ہوا راجہ حملہ آور ہوکر سر اُسکا کاٹ لایا اب یہ بات کہ کس طریقے سے یہ مہم سر ہوئی اِس مین مختلف روایتین ہین مگر ہر آئینہ دربار شاہی کو یہ خدمت پسند ہوئی اور بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر اپنے دست مبارک سے فرمان خوشنودی ارقام فرمایا جس مین یہ شعر بھی درج تھا۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند		بر دست و بازوی تو هزار آفرین کنند

خطاب قائم جنگ بھی اسی معرکے کے معاوضہ مین عطا فرمایا گیا
اِسی زمانے مین جگنا تھ ڈاکو کی بھی ڈاکہ زنی کا گُل کھلا اور اُسکا ظلم پچھلے
ظالمون کے بھی ظلم سے بڑھ گیا اس نے سیکڑون عورات کے سینے کٹوا ڈالے
ہزارہا دوشیزگان باعصمت نادیدہ شوہر اون سے چھین کر بدمعاشون کے
سپرد کر دین ۔ ہر اقطاع ملک مین یہ سیلاب کی طرح پھیل جاتا اور بے کچھ کیئے نہ آتا
تھا اسکی گرفتاری کے واسطے عرصہ سے بنام ناظمان ممالک احکام جاری تھے
مگر یہ نیکنامی کسی کی تقدیر مین نہ تھی ۱۸۵۵ع حسب صدور فرمانِ شاہی باراِس
خدمت اہم کا راجہ بہادر قائم جنگ نے اپنے اوپر اُٹھالیا اور قضا کی طرح بے خبر
اُس کے سر پر پہونچ گئے اور زندہ گرفتار کر کے حاضرِ درِ دولت کیا اِس
کارنمایان نے رعایا کے درد رسیدہ دلون کے ساتھ جو کام کیا ہے وہ بہار نے
گلشنِ خزان دیدہ کے ساتھ نہ کیا ہوگا دلون کی خوشی صداے احسنت
و آفرین بن گئی اور بلند ہو ہو کر آسمان سے باتین کرنے لگی عرصہ
تک زبانون پر اِس بہادری کا افسانہ رہا اور خلق خدا کو چین سے
سونے کا موقع ملا ۔

عوام کی زبان پر یہ خبر ہے کہ جس وقت راجہ اس باغی کو لے کر دربار مین جا رہا تھا تمام لکھنؤ دونون کو دیکھنے کے اشتیاق مین اوبل پڑا تھا راستے اور گلیان مردون سے بھر گئی تھین کوٹھے اور چھتین زیورات سے جڑاؤ ہو گئی تھین یہ زمانہ بعض وقت زمانہ اکبری کا دھوکھا دے جاتا تھا اگر وہان راجہ مان سنگھ جے پوری اور اُسکے باپ راجہ بھگوان داس نے تخت دہلی کو نیزون اونچا کر کے تمام دنیا کے پیش نظر کر دیا تھا تو ادھر تیغ لکھنؤ کی باڑھ راجہ مان سنگھ اجودھیا پوری اور اُسکے باپ راجہ درشن سنگھ نے سرکشان سلطنت کو پیغام قضا ثابت کر رکھی تھی اگر اکبری مہربانیان اُس خاندان پر برادرانہ دکھلائی دیتی تھین تو ادھر بھی شاہی عنایتین پدرانہ ثابت ہوتی تھین چنانچہ بجلدوے اِس کارنمایان کے حضرت سلطان عالم بادشاہ اودھ نے خطاب (سرکوب سرکشان) عطا کیا اور خلعت گران بہا سے مع کلغی کے (جو اس وقت تک کسی ناظم کو مرحمت نہین ہوئی تھی) معزز اور سربلند فرمایا۔

روایت ہے کہ جب راجہ بہادر قائم جنگ نے بھنگا کا محاصرہ کیا تو راجہ بھنگا نے ایک کبت لکھکر بھیجا جسکا جواب آپ نے کبت ہی مین دیکر اپنے محاصرہ کو اُٹھا لیا اور صلح کے ساتھ یہ معرکہ ختم ہوا۔

کبت از راجہ بھنگا

बिनु मकरन्द वृन्द कुसुम समूहन के कौलों दिन बीतिहै मलिन्द के कलीनते

बिनु चारु चेटक चिलक चारु चंद्रिका की कौलौं हौ सराखिहै चकोर चिन गीनते

युवराज कौलौं बिनु ब्रजराज भरत प्यारे कौन जिय राखिहैं या मदन मलीन ते।

मुकुन कलित मान सर बिनु आली अब कौलौं काल काटिहैं मराल पोत दीन ते

جواب از راجہ درشن سنگھ راجہ بہادر

आजु ते कोटि हज़ार बरीस लौं रीति यही नित ही चलि आई

लाहु लह्यो तिनहीं जग में जिन्ह कीन्ही कछू न कछू सेवकाई

ए नृपहंस बिचार बिचारु रहौ किन आपने लाज लजाई।

आपही दूरि बसे तो कहा कहौ मान सरोवर की कृपनाई॥

افسوس ہے کہ اِسی کامیابی اور کامرانی کے زمانے مین راجہ نجتاور سنگھ نے سفر آخرت اختیار کیا اور مشیت ایزدی نے راجہ مان سنگھ کو تنہا کردیا مرحوم راجہ بڑا سخی دوست پرور تھا ہمیشہ اس کا باب فیض کھلا رہتا تھا اہل وطن اور اہل ریاست کی ایام مصیبت مین ہمیشہ دستگیری کرتا اِسی طور سے ارکان

سلطنت کے ساتھ بھی (جب کبھی وہ لوگ عتاب شاہی کی بلاؤن مین گرفتار
ہوجاتے تھے) اعانت اور امداد سے پیش آتا تھا جس وقت بعہد حضرت بادشاہ
سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر نواب[۱] معتمد الدولہ بہادر معزول ہوئے اُنکے ساتھ ہی
نواب روشن الدولہ بھی جو عہدۂ نائب وزارت و خدمت مصاحبت حضرت بادشاہ سے

[۱] معتمد الدولہ وزیر بڑا ذی اختیار وزیر تھا جس نے عہد سلطنت شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ مین بڑے اقتدار کے ساتھ وزارت کی اور بہت کچھ دولت وثروت بہم پہونچائی بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین جو کم از عمارت بادشاہی نہ تھین اُسکے ادنےٰ ادنےٰ متوسلین اور مصاحبین نے وہ پایہ حاصل کیا جو بڑے بڑے امرا کو حاصل نہین ہوسکتا بادشاہ تمامتر اُسکی راے پر چلتے تھے سب کاروبار سلطنت اسی وزیر پر چھوڑ دیا تھا برخوردار کے لفظ سے پکارتے تھے اس سے زیادہ کیا عزت ہوسکتی ہے چنانچہ نقل ایک فرمان کی اس موقع پر داخل کرتا ہون جو میرے جد نامدار راجہ گوردھن لال ناظم خیرآباد کے نام پیشگاہ خلافت سے جاری ہوا تھا اُسکے مضمون سے ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ حضرت بادشاہ کس الفاظ و القاب سے اُس وزیر کا نام استعمال فرماتے تھے۔

راجہ گوردھن لال تحصیلدار خیرآباد وغیرہ بداند

بمسامع بپایۂ اصغاے باریابان بارگاہ سلطانی رسیدہ کہ مردم فوج بے اجازت بخانہ ہاے خود و ہر جاے دیگر کہ خواستہ باشند میروند و باز تنخواہ خود ہا بالتمام میگیرند چون وراے غیر حاضری بکار سرکار دولتمدار ہیچ بےنسقی فوج ازین زیادہ ترنیست کہ مردم سپاہی پابند اجازت نبودہ بخودسری ہرگاہ خواستہ باشند بروند لہذا فرمان قدر توامان از پیشگاہ جلال شرف زوال یافت کہ او بعد دہ روز کہ بہر ماہ سہ باید باشد جائزۂ فوج متعینۂ محالات مفوضۂ خود بمواجہۂ متصدی کچہری نور بخش متعلقۂ شہامت و عوالی مرتبت حشمت و معالی منزلت خان برخوردار نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ و متصدی کچہری بخشیگری گرفتہ باشد و ہر کہ از مردم فوج خواہ سوار و پیادہ خواہ سرگروہ آنہا در ہر جائزہ غیر حاضر باشد کیفیت آن بالعبد خود و متصدیان مذکورین نوشتہ فرستادہ باشد و تنخواہ غیر حاضری را تا صدور حکم قضا شیم معطل دارد و باکس ندہد درین باب قدغن بلیغ دانستہ حسب المسطور بعمل آرد۔ مرقوم ہفتم شہر شعبان سنہ ۱۲۳۶ھ

ممتاز تھے پایۂ موقوفی مین آئے اُسوقت انکی حالت خانہ نشینی سے سخت تباہ ہوئی
راجہ مرحوم نے پانسو روپیہ ماہواری اُنکے رفع ضروریات کے لیئے مقرر کیئے اور اُسوقت
تک برابر پہونچاتے رہے جب تک کہ وہ بیاوری طالع بیدار بعد معزولی نواب
منتظم[1] الدولہ بہادر عہدۂ وزارت سلطنت پر سرفراز نہین ہوئے۔

اب مرحوم کے حالات مین مجھے یہ دکھلانا باقی ہے کہ شخصی سلطنتون مین انقلاب
کا ہمیشہ دخل رہتا ہے بہت کم دیکھا گیا ہوگا کہ ایک ہی دور ہمیشہ ایک شخص
کے بکام رہا ہو مگر اس نیک نیت راجہ کا طریق معاشرت حسن خدمات ادای
فرائض منصبی نمک حلالی خیر خواہی وفاداری کے وہ تاثیرات تھے کہ عہد
نواب جنت آرامگاہ سعادت علی خان بہادر سے تا عہد ابو المنصور ناصر الدین
سکندر جاہ واجد علی شاہ روز افزون اُسکو ترقی رہی بعہد ابو المظفر معین الدین

---

[1] منتظم الدولہ بہادر اس سلطنت اودھ مین بڑا وزیر با تدبیر گزرا ہے جس نے تمام
اُمورات برہم شدۂ سلطنت کو منتظم کردیا اور سرکار کمپنی بہادر کو بھی مشکور رکھا اور بہت
بڑا خطاب بادشاہ سے حاصل کیا اسوقت میری ریاست مین بہت سے پروانجات
آپ کے موجود ہین منجملہ اُس کے ایک پروانہ کی نقل کرتا ہون جس سے آپ کا
خطاب ذالقاب ظاہر ہوگا۔

نقل پروانۂ مہری

رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت مدار المہام عمدۃ الامرا وزیر الممالک
منتظم الدولہ ناظم الملک مہدی علی خان بہادر سہدار جنگ یار وفادار سپہ سالار

فدوی خاص سلیمان جاہ بادشاہ غازی افوض امری الی اللہ - ۱۲۴۶ھ

گرامی مرتبت حکیم واجد علی خان محفوظ باشند۔ مبلغ دوازدہ ہزار و سہ صد و ہفتاد و نہ روپیہ یک آنہ پاؤکم بابت جمع دیہات نانکاری و نانکار نقدی وغیرہ اسمی راجہ گوردھن لال از قدیم منہائی جمع و مجرائی محال سندیلہ است و از بند تفصیل شقہ ہذا اوضح است کہ این زر داخل جمع قبولیت ایشان ہست لہذا بتاکید مزید قلمی میشود کہ مبالغ نانکار و جمع دیہات نانکاری وغیرہ بابت ۱۲۴۳ فصلی بموجب تفصیل بند ملفوفہ جلد و شتاب ارسال دارند توقف و تاخیر بعمل نیارند زیادہ چہ نگارش رود۔

مرقوم دوم شہر محرم الحرام ۱۲۴۶ھ -

[illegible]

موضع گدورا وغیرہ دیہات ذیل کہ بوجہ نانکار باسم راجہ گوردھن لال از قدیم منہائی و اصلباقی سندیلہ در قبضۂ اوشان ماندہ است۔	مجرائی نقدی منہائی از جمع استمراری تعلقہ سروین ٹرا گانون پرگنہ سندیلہ باسم راجہ گوردھن لال
گدورا داٹوا بری باسم راجہ گوردھن لال مواضعان	نرملپور باسم مہتاب رائے
جمع [illegible]	[illegible]
مجرائی تعلق محال باسم راجہ گوردھن لال۔	مجرائی دفتر معلی۔
[illegible]	[illegible]
معافی محصول آبکاری موضع مظفرپور تعلقہ سندیلہ	

بحالت تحریر ہذا نواب باقر علی خان بہادر و نواب جعفر علیخان بہادر آپکے عمدہ یادگار و جانشین ہین بعنایت خدا خاندان وزرائے سلطنت اودھ مین یہی خاندان ہے کہ جو ابتک باعتبار دولت و ثروت قائم و برقرار ہے اور آپ دونو صاحبونکی اولاد نہایت خوش لیاقت اور تعلیم یافتہ ہے کہ جو آیندہ ترقیات روز افزون کے لیئے اس خاندان کو بشارت دیتی ہے

حالات حکیم واجد علی خان

نوشیروان عادل محمد علی بادشاہ اودھ آپکا خطاب راجگی نسلاً بعد نسلاً بروے

فرمان ۱۳- ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ سنہ ہجری قرار دیا گیا اور اُسی فرمان کے ذریعے

سے آپ کی ریاست راج قرار پائی چنانچہ نقل اُس فرمان کی یہ ہے-

راجہ بختاور سنگھ بداند

ازآنجا کہ حُسن عقیدت کارگذاری وحق قدامت وجان نثاری او ہموارہ ملحوظ

خاطر ما بدولت واقبال بودہ است بوفور مراحم خاقانی تعلقۂ مہدونہ زمینداری

زرخریدش را ملقب بلقب راج قرار دادہ آوردہ وجانشینانش را براے دوام

بخطاب راجگی سرفراز فرمودیم وجملہ حقوق وحاصلاتش راکہ سیر- وسائر- وجاگیر

ونانکار- ومحاصل جملہ رقوم مثل آبکاری وخرمہرۂ راہداری وابواب فوجداری

عبارت ازان ست مع للعہ/۳۲ لعہ (مک حلقہ مزرعہ) مواضع معافی لاخراج عطیات شاہان ماسبق

نسلاً بعد نسلاً باوعطا ساختہ مرتبہ ودرجۂ اورا از جمیع روسا وراجگان این سلطنت

اول وافضل قرار دادہ نفاذ حکم میگردد کہ حسب رسم ورواج روسا وراجگان

ہندوستان از ہمسران واقران سربلندی یافتہ برحقوقات راج ومعافیات

لاخراج مندرجۂ ضمن فرمان والاشان بلاادائے یکحبہ مطالبۂ سرکاری بے مزاحمت

ومساہمت احدی قابض ومتصرف بودہ ہموارہ بدعاے دولت ابدمدت سلطنت

مشغول و موظف باشندمرقوم ہیزدہم شہر ربیع الاول ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱ جلوس والا

جاری نمایند ملاحظہ شد

نانکار نقدی	معافیات دیہات جاگیر			
ساڑھے ۱۰۰ للعہ ۱۰۵ بر	للعہ ۸ لعہ ۵ چک یک مزرعہ			
	پلیا م	بہار پور موضعات	سرسو پورہ یک مزرعہ	برسولی م
	دوسارا م	جکر سین پور	چکھدی موضعات	دھمان م
	کبک پور موضع	سلوتی ہردو للعہ	ہنڈولے چوبے ۵ چک	
سیر فیصد دہ بیگہ لاخراج	سائر			
	کہمات شاہ گنج رائے گنج	درشن نگر	خرمہرہ راہداری	
ابواب دیوانی مثل نذر و بھینٹ ولعہ دہدونہ وغیرہ	ابواب فوجداری مثل جرمانہ وغیرہ			

علاوہ تیغ زنی اور تیغ رانی کے خدمات مالی مین جس قدر سلطنت کو ان پر بھروسہ تھا
یا جس قدر اُسکی انجام دہی کے لائق وہ سمجھے جاتے تھے اُسکا اندازہ اِس سے

ہو سکتا ہے کہ جب سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ نے ۱۸۴۹ء مین دورہ ملک اودھ فرمایا ہے - تب اِس نازک اور قابل انتشار کے وقت مین جو سلطنت اودھ کے واسطے تھا یہی متکفل اور متحمل اِس بار عظیم کے سمجھے گئے کہ منجانب سرکار اودھ ہمراہی مین بھیجے جاوین اور اُنکی مدد کے لیئے نواب شوکت الدّولہ محمد خان سفیر شاہی بھیجے گئے میری عمر اُس وقت تخمیناً چار سال کی تھی اُس وقت کی باتون کا مجھے اب اتنا ہی خیال ہے کہ جس طرح کوئی شخص خواب دیکھکر بیدار ہونے پر کچھ بھول جاتا ہے اور کچھ یاد رکھتا ہے اور جو کچھ یاد رہتا ہے اُسکے کہنے مین اُسکا دل تو جرأت کرتا ہے مگر شبہہ پھر اُسکو کہنے سے روک لیتا ہے مگر وہ تھوڑی یاد جو والد نامدار راجہ دھنپت رائے مرحوم و مغفور کے نج کے اذکار سے وقتاً فوقتاً مستحضر ہو گئی ہے اُسکے اعتماد پر مین کہہ سکتا ہون کہ جس وقت لشکر رزیڈنٹی داخل سندیلہ ہوا تو اُس وقت راجہ موصوف میرے مکان پر باتفاق نواب شوکت الدولہ محمد خان سفیر شاہی تشریف لائے تھے وہ سامان اِس ریاست کی آراستگی کا کچھ کچھ ابتک آنکھون کے سامنے جھلک دے جاتا ہے جو ایسے معزز مہمان کی قدر و منزلت کے لائق مرتب اور مخصوص ہوا تھا راجہ بہادر کی یہ تشریف آوری محض اس اصول پر مبنی نتھی کہ ایک رئیس مقامی کی ملاقات لازمی ہے بلکہ -

	بندۂ بارگاہ سلطانیم		من و تو بندہ خواجہ تاشانیم

کا معاملہ تھا

راے جبیکھ رام میرے مورث اعلیٰ کے نام نامی سے کوئی رئیس خاندانی اودھ کا یا کوئی مورخ ناواقف نہین ہوسکتا عہد نواب آصف الدولہ سے تا عہد نواب سعادت علی خان وہ عہدۂ والاے دیوانی پر سرفراز تھے جب زمانہ نواب آخر الذکر مین اُنکا قلم معجز رقم دائرہ سلطنت کا پرکار بن رہا تھا اسی زمانہ مین راجہ بہادر بھی مقرب بارگاہ سلطانی ہوئے اِس حالت مین جو تعلقات ایسے دو باثر اور معزز اشخاص مین پیدا اور قائم ہوسکتے ہین اُنکا تقاضا کبھی یہ نہین ہوسکتا تھا کہ آیندہ ایک دوسرے کی اولاد کو بھول جائے یا اُسکو اپنا جز لاینفک نہ سمجھے اور اُسکے گھر کو اپنا گھر نہ جانے۔

مین خوش ہون کہ مجھے بحیثیت ایک مورخ کے یہ کہنے کا موقع حاصل ہے کہ مین نے خود اُس شخص کو دیکھا ہے جسکے حالات مین لکھ رہا ہون گو سایہ کی حیثیت سے اور زیادہ مین کچھ اُسکا صاف حلیہ نہین بیان کرسکتا اب اِس موقع پر مجھے یہ بھی بیان کردینا ضرور ہے کہ جس طرح سے خدمت سلاطین اودھ مین انتہاے تقرب راجہ بختاور سنگھ نے حاصل کیا اسی طور سے ریاست بھی پیدا

کر کے اُسکا دائرہ وسیع کر دیا جسکا ذکر موقع موقع پر آچکا ہے علاوہ اس کے
عمدہ عمدہ عمارتین آپ نے اپنے عہد دولت مین بنوائین از انجملہ
لکھنؤ مین نہایت عمدہ آپ کی املاک اِس وقت موجود ہے جسکو از بیل
سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر کے ۔سی۔آئی۔ای۔ نے
ترمیم فرما کر تازہ رونق بخشی ہے اور بوقت تشریف آوری لکھنؤ اُسی
عمارت مین قیام فرماتے ہین ۔ یہ عمارت بڑی وسیع اور خوبصورت اور
فرحت افزا ہے ۔ اجودھیا مین بھی سرگدوار پر سندر دھرم سالہ تعمیر
فرمایا ہے جو اب تک اُسی رونق کے ساتھ ہے ۔ ہردوار مین بھی آپکا
گھاٹ اور دھرم سالہ تعمیر کردہ موجود ہے ۔ بٹھور اور متھرا جی مین
بھی آپ کی بہت وسیع املاک ہے ۔

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت		رفت منزل بدیگرے پرداخت

اُنکی وفات ایک معمولی وفات نتھی بلکہ ایسے شخص کے اُٹھ جانے سے سلطنت کو
سخت نقصان پہونچا اور خود بدولت بادشاہ نے بھی اپنی زبان مبارک سے اظہار
تاسف وملال فرمایا راجہ موصوف کے کوئی اولاد نہ تھی بذریعہ وصیت نامۂ ذیل
راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کو اپنا جانشین کیا ۔

ترجمہ وصیت نامہ راجہ بختاور سنگھ بہادر

ہر کس و ناکس صغیر و کبیر جانتا ہے کہ مین نے اپنی ذاتی حسن کارگذاری سے
اپنے بادشاہ کی مہربانی حاصل کی جس مین کہ مجھے خطاب راجگی اور دیگر مراتبات
عالی عطا کیئے اور مہدونہ کا راج قائم کیا جو کہ ابتک میرے قبض و دخل مین
چلا آتا ہے اور علاوہ برین اور ریاست پر جو کہ مین نے خریدی ہین یا بطور رہن
میرے قبضہ مین ہین اور انکا انتظام میرے بھائی راجہ درشن سنگھ۔ اچھا سنگھ
و دیبی پرشاد اور نیز میرے بھتیجے اپنے نام سے کرتے ہین قابض و دخیل
ہون زمانۂ حال مین مین اس عمر ضعیفی مین بجرم نہ ادا کرنے مالگذاری کے قید
ہوا باوجودیکہ میرے بھائی اچھا سنگھ و دیگر خاندان میرے پاس موجود تھے لیکن
صرف راجہ مان سنگھ نے ہی مجھکو مثل فرزند کے مدد دی اور لاکھون روپیہ
خرچ کر کے مجھکو اُن تکلیفات سے رہائی دلائی چونکہ انسان کی یادگاری
اولاد نرینہ سے ہی رہتی ہے اور میرے کوئی لڑکا نہین ہے لہذا ہر شخص پر واضح
ہو کہ مین نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے راجہ مان سنگھ کو اپنا وارث
مثل اپنے فرزند کے مقرر کیا اور اُنکو خدمات سرکاری اور اپنی جائداد منقولہ

وغیر منقولہ جو میرے نام اور قبضہ سے مشہور ہے یا جو کہ دیگر صاحبان خاندان کے
نام و قبضہ سے میری پیدا کی ہے سپرد کی اور اُن کا نام دفتر شاہی مین بجاے
اپنے درج کرا دیا کسی بھائی یا بھتیجے یا اہل خاندان کو اِس ریاست مین راجہ مان سنگھ
سے کوئی دعویٰ کسی امر کا نہین ہے اور یہ میرے وارث ہین لیکن مجھ پر
اور نیز مہاراجہ مان سنگھ بہادر پر پرورش خاندان حال و استقبال فرض ہے
لہذا ذیل مین تفصیل گذارہ درج ہے کہ مطابق اُسکے اُن لوگون کو دیا جاے تا کہ
وہ اپنی ضروریات سے فارغ البال رہین اور نیز صاحبان خاندان پر فرض ہے
کہ راجہ مان سنگھ کو مثل میرے لڑکے کے سمجھین اور اُنکی مرضی سے کسی امر مین
ہرگز اختلاف نکرین درصورت اختلاف راجہ مان سنگھ کو اختیار ہے کہ اُن کا
گذارہ بند کر دین بنظر ظاہر کرنے اپنی خواہشون کے ہم نے یہ ہبہ نامہ تحریر کیا۔

رانی راجہ بختاور سنگھ	راجہ رام ادھین سنگھ	راجہ رگھوبر دیال	راجہ اچھارام مع طفلان	ہردرشن سنگھ مع برادران و طفلان
مار	سار	حار	حار اچھارام: سار طفلان: مار	سار
ہرنرائن سنگھ	شیوالہ درشن سنگھ	ٹھاکردوارہ سڑک	راج گھاٹ	سورج کنڈ
مار	سا	ســـہ	عـــہ	عـــہ

مرقوم ۱۲- ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری

اب مین پھر اپنی اصلی جگہ پر آتا ہون کہ یہ واقعہ ۱۸۵۵ء کا ہے اور ۱۸۵۶ء مین
سلطنت اودھ منتزع ہو کر بقبضۂ سرکار کمپنی آئی اُس وقت راجہ مان سنگھ پر
بابت مالگذاری شاہی پچاس ہزار روپیہ کی باقی برآمد ہوئی سرکار کمپنی
نے بندوبست سرسری مین علاقہ ضبط کیا یہ کلکتہ چلے گئے اور آغاز غدر کے
بعد وہان سے واپس ہوئے ۱۵ مئی ۱۸۵۶ء تاریخ آغاز غدر ہے خود فوج
سرکاری اپنے آقاے نعمت انگریز بہادر سے باغی ہوگئی یہ وقت اِس جماعۂ
باخرد کے لیئے بہت نازک اور انصاف وحق پسند طبیعتون کے واسطے
نے انتہا قابل افسوس تھا سرداران انگلشیہ کی اُس وقت یہ راے ہوئی کہ
راجہ مان سنگھ بمصلحت انسداد فسادات آیندہ حراست مین کرلیئے جاوین
لیکن یہ راے اُس وقت بے وقعت ثابت ہوگئی جب اُس پر آشوب ہنگام
اور مقام مین سواے راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے اور کوئی دوست
سرکاری نہین دکھلائی دیتا تھا اب راجہ بہادر قائم جنگ قید سے چھوڑ دیئے
گئے اور جو جو خدمات خیر خواہی بابت حفاظت صاحبان انگریز بہادرِان سے
وقوع مین آئین وہ بہت ہی قابل تعظیم ہین اور سرکار انگریزی مین اُنکی پوری
پوری قدر بھی کی گئی راجہ نے باغیون کا کچھ خوف نکرکے بلکہ اِس اندیشے پر

خیرخواہی سرکار انگریزی کو مقدم رکھکے زائد از پچاس مرد اور عورت اہل یورپ کو اپنے قلعہ شاہ گنج مین پناہ دی اور براہ دریا بذریعہ کشتی اُن کو اُس مقام تک پہونچا دیا جہان اِس گروہ کو اِس وقت جانا چاہیئے تھا علاوہ اِسکے اور اور امور خیرخواہی جہانتک اِس وفادار راجہ کے خیال مین گذرے وہ سب وقتاً فوقتاً راجہ عمل مین لاتا گیا چنانچہ اِسکی بابت جس قدر چٹھیات و خطوط حکام والامقام کے بنام راجہ بہادر بہم پہونچے اُنکے نقول اس موقع پر داخل کتاب کرتا ہون جس سے علاوہ حالات خیرخواہی غدر کے متاسف حالات کاتبان تحریر کے ناظرین پر ظاہر ہون گے مسٹر بی کارنگی صاحب بہادر اپنی تاریخ فیض آباد کے صفحہ ۹۹ سطر ۵ مین تحریر کرتے ہین کہ کپتان ریڈ صاحب بہادر نے مہاراجہ کی کارروائی کی نسبت یون تحریر کیا ہے۔

کہ بغیر امداد راجہ مان سنگھ کے بالکل غیر ممکن ہوتا کہ اس قدر عورتین بحفاظت جا سکتین اور اُن کی اس حسن کارگذاری کا ہمکو مشکور ہونا چاہیئے مین ہمیشہ خلاف تھا کہ راجہ مان سنگھ قید کیئے جائین کیونکہ یہی ایک شخص تھے جو ہمارے خزانے کی مدد سے فیض آباد کو بچا سکتے تھے سر جان لارنس گورنر جنرل ہند نے دربار عام لکھنؤ سنہ ۱۸۶۷ء مین اِسی واقعہ کی بابت اپنی زبان

فیض ترجمان سے بجانب مہاراجہ مخاطب ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ آپ اس بات کے
مستحق ہین کہ ہم آپکا شکریہ ادا کرین اور آپ کی عزت کرین کیونکہ اوائل غدر مین
آپنے قلعہ فیض آباد مین پچاس سے زیادہ انگریزون کو پناہ دی اکثر اُن مین سے
عورتین اور بچّے تھے اور بتائید خدا آپ نے اُنکی جانین بچائین۔

سارٹیفکیٹ

(مسٹر مل اور دیگر اہل یورپ جن کو مہاراجہ صاحب نے قلعہ مین پناہ دی)

تصدیق کی جاتی ہے کہ بسبب امداد راجہ مان سنگھ کے میرے اور میرے تین
بچّون اور نیز بٹن سرجنٹ کی بی بیون کی مع اُنکے خاندان کے حفاظت ہوئی
اور واقعی ہم لوگون کی جان بچی جب فیض آباد مین بلوہ ہوا میرے شوہر میجر مل
متعلقہ ارٹیلری نے حسب خیال اپنے میرے اور نیز میرے بچّون کی حفاظت
کا بہت انتظام کیا مگر بوجہ چند بدنظمی و خارجی حالات جو معلوم نہین ہین ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ بغیر میرے بھاگ جانے پر مجبور ہوا گو وہ میرے بلانے کو حکم دے گیا تھا
چونکہ مین اور میرے لڑکے ۷۔ جون کو ایک شخص کی حفاظت مین تھے جس نے
وعدہ کیا تھا کہ مطابق ضرورت کے خبرگیری کریگا۔ مگر بعد قابل اعتبار کے ثابت
نہوا چہارشنبہ ۹۔ تاریخ تک ہم کو کشتی نہین ملی اور جو ملی بھی تو وہ دوسرے

لوگون کی وجہ سے گپتار گھاٹ سے شاید ایک میل بھی ہم لوگ نہ گئے ہونگے کہ
۶۔ رجمنٹ اودھ اریگولران فن ٹری کے سپاہیون کے حکم سے کشتی روکی گئی اور
اُن لوگون نے دھمکی دی کہ کاش تم لوگ فوراً کشتی خالی نہ کردوگے تو تم
لوگ مارے جاؤگے ہم نے کشتی خالی کردی مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ اگر تم لوگ
وہان ٹھروگے تو قتل کیئے جاؤگے اور کاش دوسری کشتی کروگے تو وہی نتیجہ
ہوگا بہرکیف مین نے تری کی راہ سے قسمت آزمائی کی اور ایک چھوٹی ڈونگی
کرایہ کیا چندہ کرایہ لـ دینا پڑا دوسرے کنارے پر پہونچے وہان بھی جس
شخص سے ملاقات ہوتی تھی قتل کی دھمکی دیتا تھا کیونکہ دہلی کے بادشاہ نے
اِسی قسم کا حکم دے رکھا تھا ہم لوگ کنارے پر اُتار دیئے گئے کل اسباب وہان
چھوڑ دینا پڑا دو ہفتے تک ہم اپنے لڑکون کے ساتھ ایک گانوُن سے دوسرے
گانوُن پھرتے رہے گانوُن والون کی فیاضی سے زندگی بسر کرتے رہے اسی
حالت مین راجہ مان سنگھ کو اِن واقعات کی خبر پہونچی اُنھون نے بہت
ہی فیاضی کے ساتھ ہم لوگون کو اپنی حفاظت مین لیا نہایت درجہ مہربان
حال اور متوجہ رہے جو کچھ ہماری ضرورت تھی مثل کھانا اور کپڑے کے مہیّا
کرتے رہے اور اب جب استدعا مسٹر بٹربن بمحافظت مسٹر اسبرن ہم لوگون کو

گورکھپور بھیجنے والے ہین - مین صدق دلی کے ساتھ امید کرتی ہون اور بھروسہ رکھتی ہون کہ گورنمنٹ راجہ کی پوری خاطرداری کریگی اس وجہ سے کہ اُن کی مہربانی یکسان جملہ یورپین کے ساتھ رہی کاش راجہ مان سنگھ ہم لوگون کی حفاظت نکرتے تو ہم لوگ سب نیست و نابود ہوگئے ہوتے ہم لوگ اُن کی بے پایان امداد کے تہ دل سے مشکور رہین -

دستخط
مسٹر مل میجر جان ہلی ارسدی کی بی بی اودھ ۷ - جولائی ۱۸۵۷ء

سارٹیفکٹ

اودھ کے آخری دنون کی لڑائیون مین راجہ مان سنگھ میرے ساتھ تھے جونا پاس مین جب غنیم پر چڑھائی ہوئی اور اُن کی دو توپ چھٹ گئی تو اُس وقت وہ حاضر تھے راجہ نے معمولی تحمل کے ساتھ برتاو کیا ہر وقت ہم کو نہایت معقول اطلاعین دیتے رہے -

دستخط
جی ہوپ گرنٹ میجر جنرل کمانڈنگ اودھ فورس اودھ ۳۰ مئی ۱۸۵۹ء

سارٹیفکٹ

مین خوشی کے ساتھ راجہ مان سنگھ کو سارٹیفکٹ دیتا ہون جو اودھ مین نہایت ذی اختیار تعلقدار رہین اور جنکی تواریخ بہت عیان ہین -

سارٹیفکٹ

میرے پیارے راجہ - مین جو کچھ آپکے واسطے کرنا چاہتا ہون آپکے ملازمون سے کہدیا ہے مین افسوس کرتا ہون کہ سال گذشتہ مین مین یہان نہین تھا ورنہ مین آپکے علاقے کو ضبط ہونے سے روکتا بہرکیف اچھے دن آنے والے ہین اگر آپ اب بھی گورنمنٹ کے اچھے خدمات انجام دیوین تو یہ آپ کے شہرہ کا باعث ہوگا اور بہ نسبت سابق کے بھی آپ کی اچھی حالت ہوگی اِس بات کے سمجھنے کے لیئے آپ خود ہی دانشمند اور دور اندیش ہین کہ حال کے فسادات جلد طے نہین ہون گے جبکہ بدون کی سزا ہوگی اور اچھون کے خدمات کا صلہ دیا جائیگا -

آپکا دوست ہنری ایم لارنس لکھنؤ ۱۷ - جون ۱۸۵۷ء

سارٹیفکٹ

عزیز راجہ مان سنگھ - یہان تک برٹش گورنمنٹ کا کام جو آسانی سے کیا ہے وہ اچھا ہے اور زیادہ کیجیئے اور اپنے لیئے وہ معزز انعام حاصل کیجیئے جسکی امید دلائی گئی ہے -

مارٹین گبنس فنانشیل کمشنر لکھنؤ ۲ - جون ۱۸۵۷ء

سارٹیفکیٹ

جن لوگون کے دستخط ذیل مین ثبت ہین راجہ مان سنگھ کی حفاظت سے
علیحدہ ہونے والے ہین لہذا موصوف الیہ کے اُن خدمات لائقہ کی
نسبت جو کچھ اُنکے خیالات عمدہ ہین اُنکو ضبط تحریر مین لانے کی خواہش
کرتے ہین جبکہ فیض آباد مین فوج کے مقابلے کا خطرہ تھا تو وہ مستعد ہوے
اور جملہ بی بیون اور بچّون کو اپنے قلعۂ شاہ گنج مین پناہ دی اُنکی یہ استدعا
خوشی کے ساتھ سبھون نے منظور کی ۸ عورتین ۱۲ بچّے اِس جماعت کے (علاوہ
تین دوشیزون کے) وہان روانہ کیئے گئے جب کچھ دنون بعد فتنہ وفساد برپا
ہوا تو ان لوگون کو اپنے شوہرون سے ملاقات کرائی گئی اور راجہ مان سنگھ
نے تری کی راہ کے ذریعے سے تمام جماعت کو داناپور بھیجنے کا انتظام کیا
ہر چند جملہ جماعت کے روپیہ اور قیمتی چیزون کا نقصان راستہ مین ہوا مگر یہ بسبب
خارجی اتفاق کے ہوا جو راجہ کے وہم وگمان سے باہر تھا با این ہمہ جتنی امید
کی گئی تھی سفر قابل اطمینان ہوا اول شدید تکالیف اور ترددات سے وہ لوگ محفوظ
رہے جو دیگر پناہ گیرون کے نصیب مین ہوا بدون دینے امداد راجہ کے یہ امر
بالکل غیر ممکن تھا کہ اتنی کثیر تعداد ۲۹ آدمیون کی مہیا ہوتی بلاشبہہ خدا کے فضل

وکرم سے ہم لوگ بحفاظت تمام یہان پہونچنے کے لیئے اُنکے احسانمند ہین۔

دستخط

جے۔ رِیڈ کپتان — اے۔ پی۔ آر کپتان — ایف۔ اے۔ وی۔

تھربرن کپتان

جان ڈرس کپتان — ای۔ او۔ براڈفورڈ ڈاکٹر اسسٹنٹ کمشنر

نقل خط جارج اٹبرن صاحب سب ڈپوٹی مقام بستی

راجہ صاحب مشفق مہربان توجہ فرماے نیازمندان سلمہ۔

بعد تبلیغ مراتب سلام ونیاز مشہود ضمیر عطوفت پذیر نمودہ می آید مہربانی نامہ موصول گشتہ سرور دلہا بخشید چہار میم صاحبان وہشت بابا باین وعنایات سامی در اینجا بخیریت تمام رسیدند اوصاف اخلاق واشفاق آن عنایت گستر بسیار وبیشمار بیان ساختند او تعالی آن مشفق دوست پرور را تا حشر سلامت داراد کہ ازان تقویت وطمانیت خاطر نیازمندان متصور وامروز کہ ۱۳۔ جولائی ست ہمہ میم صاحبان مع بابا خود ہا روانہ گورکھپور شدند بار احسان ہاے سامی بدرجہ ایست کہ بہ تحریر وتقریر درآید مایان ازین منت ہا تا بہ زیست بیاد اش یکی ازان نمی توانم سبکدوش شوم زیادہ بجز نیاز چہ نیازنامہ جارج اٹبرن صاحب ڈپوٹی

مقام بستی مورخہ ۱۳۔ جولائی ۱۸۵۷ء

حکمنامہ چیف کمشنر بہادر مورخہ ٦- جولائی ۱۸۵۷ع

باسم گرامی قدر راجہ مان سنگھ بہادر تعلقدار ضلع فیض آباد- ہم بسماعت اس بات کے
کہ آپنے صاحبان انگریز وہیم لوگ کو جو بسبب فساد پلٹن مقیم فیض آباد اُس طرف
پہونچے آپ نے اپنے قلعہ شاہ گنج مین پناہ دی ہم اِس کارگزاری سے بہت
خوش ہوے اور تمھاری خیرخواہی اِس سرکار انگریزی مین ثابت ہوئی لہذا
آپ کو لکھا جاتا ہے کہ حفاظت اور خاطرداری میم لوگ اور صاحب لوگ موجودہ
قلعہ مذکور اور جو آیندہ تک پہونچین کرو اور اِس کام مین کمال تندہی کرو کہ موجب
خوشنودی انگریز کا ہو اور تمھاری تعریف بہ پیشگاہ نواب گورنر جنرل بہادر مملکت ہند
مین کیجاوے اور جو تمھاری طرف سے کوشش مناسب اِس ہنگام مین عمل مین آویگی
اور تمھاری سعی سے انتظام ضلع فیض آباد مین ہوگا اور خبر صحیح اور درست متواتر ہر روزہ
بابت ہنگامہ اور ارادہ مفسدون کے ہمکو ملے گی تو اِس خیرخواہی کے عوض تمکو جاگیر نسلاً
بعد نسلاً معاف ہوگی اور جو نقد دو لاکھ سال کی ہوگی- چاہیے کہ بخاطر جمع تمام انتظام و مدد
سرکار انگریزی مین قصور نکرو اور اِس حکم کو بطور سند کے جانو- مرقوم ٦- جولائی ۱۸۵۷ع
مکرر حکم یہ ہے کہ علاوہ اِس جاگیر کے اطلاع دیجاتی ہے کہ جو کچھ زیادہ پرورش بمقابلہ
علاقہ آپکی ممکن ہوگی وہ سرکار کو منظور ہے- تحریر تاریخ صدر سنہ صدر

نقل خط مسٹر چارلس ونیگ فیلڈ صاحب ۱۷- دسمبر ۱۸۵۸ع

راجہ صاحب مشفق مہربان دوستان راجہ مان سنگھ بہادر سلمہ

بعد سلام اشتیاق ملاقات آنکہ نوازشنامہ آپکا مورخہ ۱۰- اگست ۱۸۵۷ع کل کی تاریخ مین پہونچ گیا چٹھی بنام گولڈنی صاحب کی سیم کا روانہ کیا اور ہم کو کدھی توقع نتھا کہ صاحب بچے گا کس واسطے اگر صاحب بچ گئے ہوتے تو ضرور آج تک دانا پور یا دوسرے ضلع مین ظاہر ہوتے اور وہ جو جنرل صاحب جسکو ملاح لوگ بیان کرتے ہین کہ دانا پور مین پہونچ گیا ہے سو وہ نظامت کی پلٹن کا کرنیل تھا اور کل ہمارے پاس ازطرف صاحب سکرٹری ملک ہند پاس گورنر جنرل بہادر مقام کلکتہ واسطے پہونچانے مضمون آپکے پاس آیا لکھا جاتا ہے کہ جتنے مطلب اُس پہلی چٹھی مین جو ہم نے نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کونسل آپکے پاس بھیجا تھا وہی مضمون پھر لکھا جاتا ہے یعنی شکرگزاری ازطرف گورنر جنرل بہادر اس باب مین کہ آپنے باغی فوج سے صاحبان و سیم لوگون کو بچایا اور جو آپنے کشتی واسطے اُترنے فوج گورکھا کے اور دیگر انتظام رسد وغیرہ کیا اور انتظام مین کوشش وصرف کیا اور یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ اب پچاس ہزار روپیہ واسطے اخراجات کار سرکار آپ کو دیا جاویگا اور یہ آپ اطمینان رکھین کہ جو کچھ خیر خواہی کیا ہے گورنمنٹ

کو بخوبی یاد رہیگا اور ہم مع تمام گورکھا کے بطرف بنارس و الہ آباد روانہ ہوتے ہین
آپ ہم کو اطلاع دیوین کہ بالفعل آپ کو پچاس ہزار روپیہ دیا جاتا ہے کس طور سے
آپکے پاس پہونچے گا اور ہم اس وقت اپنے گارد کے ساتھ پہونچ نہین سکتے
ہین اگر آپکا کوئی مہاجن بمقام اعظم گڑھ یا بنارس موجود ہو اور اُس کے پاس جمع
ہونے سے آپکو روپیہ ملجاوے تو جلد اطلاع دیجیئے اور جس وقت پیشکار و ہرکارہ
آوے ہرپال گنج کے مقام پر آوے اور گورکھپور ہرکارہ نہ آوے اور اس بات
مین آپکی خیرخواہی ہمیشہ ہے اور سرکار مین ہوسکتی ہے کہ آپ ہم کو ہر روز اطلاع
دیتے رہیئے کہ مفسد لوگ خصوصًا مادھو پرشاد اور بلوار اور محمد حسین کہ از بس
مفسد ہے کیا تدبیر کرتے ہین اور ہمارے پاس چھہ پلٹن گورکھہ کی ہین اگر یہ مفسد
لوگ سامنے آوینگے خوب تماشا ہوگا　　　　تاریخ ۱۵- اگست ۱۸۵۷ء

خط نواب گورنر جنرل بہادر بدستخط ادھولس صاحب سکریٹر

راجہ صاحب مہربان دوستان سلامت

بعد شرح شوق مشہود خاطر مہربانی مظاہر میدارد کہ درینولا ادراک این معنی کہ آن
مہربان از رہگذر خلوص ارادت انقیاد و وثوق عقیدت انقیاد باین سرکار باوقار
جادہ پیمائے خیرسگالی و وفاشعاری گردیدہ بسیم صاحبان را مع طفلان شان از دست ظلم

باغیان در گڑھی خود محفوظ داشتہ بجراست تمام روانہ این طرف کردہ اند موجب مسرت و انبساط بی پایان گشت و نیز موجود داشتن کشتی ہا بر روی آب گھاگرہ کہ جہت عبور فوج گورکھا بہ فراہم ساختن کشتی ہا آن مہربان مہیا شدہ بود باعث زیادہ نزہت و کثرت بہجت شد ہمانا بظہور چنین عقیدت خیرسگالی ہا کہ الحال ظہور رسید کلمات شکر و تحسین بر زبان دوست جاگزین گشت و یقین خاطر آن مہربان باشد کہ ہر انچہ از خیرخواہی و جانفشانی ہا نسبت بندوبست باعظمت در آیندہ صورت ظہور خواہد گرفت از خاطر عاطر اہالی این سرکار ذی اقتدار ہرگز محو و منسی نخواہد شد و نتیج نتائج حسنہ و ثمرات محسنہ برای آن مہربان خواہد گردید رجا کہ دوستی خواہ را خواہان خیر و عافیت خود تصور نمودہ پیوستہ بارقام آن مسرور و شادمان مییاختہ باشند زیادہ چہ طراز د مورخہ ۵- اگست ۱۸۵۷ء

حکمنامہ مرسلہ صاحب چیف کمشنر بہادر مورخہ ۳۰- جون ۱۸۵۷ء

بنام راجہ مان سنگھ صاحب بہادر مہدونہ آنکہ -

دو قطعہ عرائض آپکے پہونچے حال معلوم ہوا مضمون اُن عرائض اور بھی اطلاع خارجی سے جو پیشتر سے ہم کو ہوئی ہے کہ آپسے امور خیرخواہی کچھ تھوڑے نہین بلکہ بہت سے بہ نسبت سرکار انگریزی کے ظہور مین آئے کہ بہت غدر مین سرکار کو بچایا اور اُسکے سبب سے آپ ہر آئینہ مستحق پرورش ہین آپنے جو اپنی گڑھی مین صاحب انگریز بہادر

اور میم صاحبان کو جگہ دی اور بعد اُسکے اُنکو حسب درخواست اُنکی روانہ دانا پور کشتی پر

کیا اور خبر اُن کی مہراج گنج تک لیتے رہے اور یہ امر بہت قابل تعریف آپسے سرزد ہوا

افسوس ہے کہ وہ کشتیان جب بر کرنیل کولڈنی صاحب خلاف صلاح آپ کی روانہ ہوئے

اُن کو بیگم گنج مین نقصان پہونچا لیکن اُس مین بھی خیر اندیشی آپ کی پیدا ہے۔

اور بمقدمہ پھوٹ اور تفرقہ ڈالنے درمیان تلنگان وسپاہیان دنگئی و باغی کے

کچھ نتیجہ اُسکا مفہوم بھی ہوتا ہے کہ بعض اُن مین فیض آباد مین مقیم ہین اور بعضے وہان

سے کوچ کر گئے و بنظر پرورش پیشتر ہمارے محکمہ سے بغرض عطاے جاگیر دو لاکھ

روپیہ نسلاً بعد نسلاً بشرط سعی و کوشش خیر اندیشی سرکار و رفع فساد مین تمھارے نام

روانہ ہوا ہے بمقام اس پرورش کے امید ہے کہ زیادہ تر کارگزاری آپ کی جو قابل

ایسی نوازشات کے ہو آپ سے وقوع مین آوے اور جو درخواست مدد اور دینے

تنخواہ بعض سپاہیان کو آپ نے کی ہے سو واضح ہو کہ یہ تدبیر ابھی مصلحت

نہین ہے اور انتظار آپکے تدبیرات کا ہے جو فیض آباد مین سُن پڑیگی چاہیے کہ بذریعہ

اپنے کارندہ کے حالات وہان سے اطلاع دیتے رہو اور اگر کچھ زیادہ خاطر جمعی

مد نظر ہو تو خود لکھنؤ مین ہمارے پاس حاضر ہو کہ ہم زبانی آپ کی دلجمعی کر دینگے

اور چاہیئے کہ لکھنؤ سے اپنے علاقے تک ڈاک بٹھلا دیجیئے اور جو کچھ روپیہ انتظام

ڈاک مین صرف ہوگا وہ خرچ ذمۂ سرکار ہے اور چونکہ اکثر پلٹنون کے پاس روپیہ

بے انتہا ہے مثلاً پلٹن اختری کے پاس جو دریاباد مین ہے تین لاکھ روپیہ ہے

توظاہر ہے کہ اگر آپ ساتھ شیر بہادر کمیار اور راجہ چھترپت سنگھ تعلقدار رہرامہ اور جس

تعلقدار سے موافقت ہو متفق ہوکر ارادہ کرین تو اُن دغابازون سے خزانے کا

چھین لینا بہت آسان ہے اور جس قدر روپیہ اُن لوگون سے چھینینگے وہ سب

آپ کو معاف سرکار ہو جائیگا فقط　　　　مرقوم ۳۱ - جون ۱۸۵۷ع

مکرر آنکہ اگر صاحبان لوگ بیچ جونپور کے ہووین تو وہان تک ڈاک اپنی بٹھال کر

خبر روز روز کی ہمارے پاس بذریعۂ بانکے بہاری کارندہ اپنے کے بھیجا کیجیے

اور جو وہان صاحب لوگ نہون تو بنارس تک ڈاک بٹھال دیجیے اور خبر ہمارے

پاس بھیجا کیجیے اور الہ آباد مین بھی ڈاک بٹھال دیجیے کہ وہان کی بھی خبر ہمکو

معلوم ہو اور صاحب لوگ الہ آباد اور بنارس مین ہون تو ایک آپ بھی

اپنا خط لکھ بھیجیے فقط تحریر صدر سنہ صدر

نقل خط برنٹن صاحب مجسٹریٹ گورکھپور

راجہ صاحب مشفق مہربان دوستان کرمفرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالی

بعد شوق ملاقات واضح خاطر باد خط آپکا مع ایک میم اور تین بابا لوگ کل ہمارے

پاس پہونچا چونکہ آپ نے میم اور بابا لوگ کو بحفاظت و کوشش اکثر بھیجا یہ کام اپنے
بہت اچھا کیا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ہم شکرگذار ہوئے امید ہے کہ اور میم اور بابا
لوگ جو بقبضۂ باغیان گرفتار ہین اگر اسی طرح اُنکو بھی کوشش و پیروی فرما کر یہان
بھجوا دینگے تو بہت ہی شکرگذار ہون گے اور اینجانب نے بحضور امیر کبیر گورنر جنرل
بہادر بذریعہ صاحب کمشنر بہادر اِس حال کا اور آپکی کوشش کا اطلاع کر دیا یقین
ہے کہ میم صاحبہ باقی ماندون کو بھی اگر آپ اِسی طرح بھجوا دینگے تو آپکے واسطے
بہت بہتر ہوگا۔ تحریر چہارم ماہ فروری ۱۸۵۸ء

آغاز غدر مین حکام انگریزی مقیم ضلع گورکھپور کو اُنھون نے خیرخواہانہ مشورہ دیا کہ
لکھنؤ کے واسطے براہ گھاگرہ و فیض آباد فوج سرکاری پہونچائی جاے اور اِس
بات پر تحریر اور تقریر سے بہت کچھ زور دیتے رہے لیکن جب اسپر عمل نہین کیا گیا
تو اُنکو دوسری حالت اختیار کرنا پڑی کہ لکھنؤ مین جاکر باغیون کے شریک ہو گئے
جس کے واسطے اُنھون نے پہلے ہی صاحبان یورپین سے شرط کر دی تھی۔

بیلی گارد کے محاصرہ سے اُنکو بہ مصلحت وقت ایک بڑا مورچہ لینا پڑا مگر یہ اُنھین کا
کام تھا کہ ایک طرف تو موجودہ فرائض انجام دیتے تھے دوسری جانب حکام
انگریزی سے خط و کتابت رکھکر دل سے فتح و نصرت سرکاری کے خواہشمند تھے۔

مسٹر بی کارنیگی صاحب اپنی تاریخ فیض آباد مین اِسی موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ
مہاراجہ صاحب اگر دل سے باغیون کے شریک ہوتے تو ہمکو اور بھی تکلیف
اور مصیبت ہوتی اِس بات کا یقین ایک اور بات سے بھی ہوتا ہے کہ جسوقت
لکھنؤ فتح ہوا مہاراجہ مان سنگھ اپنے قلعۂ شاہ گنج کو واپس گئے اور وہان باغیون
نے اُن کو اُسوقت تک محصور رکھا جب تک سر ہوپ گرنیٹ نے جاکر اُنکی
امداد نہ کی ۔ جب پور اتسلط ہوگیا تو حکام ذوی الاحترام انگریزی نے انکی خیرخواہیون کو
تسلیم فرمایا اور انکو خطاب مہاراجگی عطا کیا انکی موروثی ریاست جو ضبط ہوگئی تھی
وہ واپس دی اور مزید بران راجہ گونڈہ کا ضبط شدہ علاقہ بھی ان کو عطا کیا ۔

سند

سند عطاء زمینداری و خطاب مہاراجگی و بہادری بنام مہاراجہ مان سنگھ بہادر بخشیدہ
جناب نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

دستخط انگریزی — مُہر گورنر جنرل بہادر ملک ہند

ازانجا کہ در ایام بلوہ از جانب مہاراجہ مان سنگھ بہادر مراتب حسن خدمت و خیرخواہی
نسبت سرکار دولتمدار انگریز بہادر بپایۂ ثبوت رسیدہ نظر بران این جانب یعنی
نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند از رہگذر کمال مرحم

و اشفاق حقوق ملکیت علاقہ شمبر پور وغیرہ بتعداد ماللعہ ٥ موضع واقع ضلع گونڈہ بایشان

و ورثۂ ایشان مفوض و مرحمت فرمودم مشروط اینکہ ایشان و ورثۂ ایشان باداے خراجگی

نسبت بعلاقۂ مذکور کہ از طرف سرکار ممدوح وقتاً فوقتاً مقرر و متعین کردہ شود پرداختہ باشند

و نیز در جملہ اوقات سبحیہ رضیۂ ثابت قدم و راسخ دم بودہ بتقدیم حسن خدمت و خیر خواہی نسبت

سرکار فلک اقتدار انگریز بہادر پردازند و نیز بمزید عنایات خطاب مہاراجگی و بہادری مع خلعت

فاخرہ قیمتی ہفت ہزار روپیہ بایشان عنایت و مرحمت گشتہ باید کہ این عطیہ عطمی را

ذریعۂ افتخار و اعزاز من الامثال و الاقران خود پنداشتہ ہمیشہ مصروف بخیر خواہے

سرکار ابد قرار باشند فقط المرقوم ۲۱- اکتوبر ۱۸۵۹ء

العبد

اظہار حسین نائب میر منشی محکمۂ گورنری مقابلہ شد

سند عطیۂ چارلیس وینگفیلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودھ بابت علاقہ

مہدونہ ضلع فیض آباد وغیرہ ضلع دریاباد و تلسی پور ضلع گونڈہ و برولی ضلع لکھنؤ

بنام مہاراجہ مان سنگھ بہادر ۲۵- اکتوبر ۱۸۵۹ء

العبد

مہر چیف کمشنر ملک اودھ مادھو پرشاد منشی چیف کمشنری

سب لوگون پر واضح ہو کہ چون از روے اشتہار مارچ ۱۸۵۸ء عیسوی از پیشگاہ

ہز اکسلنسی رایٹ انریبل ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ممالک ہند کے جملہ حقوق

مالکانہ نسبت ارضی ملک اودھ باستثناے ارضی چند جگہ خاص کے ضبط ہو کر دخل مین
سرکار باوقار انگریزی کے آئے اور سرکار ممدوح کو حسب راے اپنی کے اختیار انتقال کا
حاصل ہوا اس لیے ہم چارلیس ولیس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودھ بموجب
اختیارات دئے ہوے ہز اکسیلنسی گورنر جنرل بہادر ہند باجلاس کونسل کے بذریعہ سند کے
کل ملکیت حقیت دخل علاقہ مہدونہ وغیرہ ضلع فیض آباد داسارد وغیرہ ضلع دریاباد
وتلسی پور وغیرہ ضلع گونڈہ وبرولی ضلع لکھنؤ یعنی دیہات مندرجہ فہرست جو کہ
تمھاری لکھی ہوئی قبولیت مین داخل ہین اور اُن دیہات کی صدر مالگذاری حال تقدر

ضلع فیض آباد		ضلع لکھنؤ	
[illegible]		[illegible]	
مال	سیواے مع سڑک چوکیداری	مال	سیواے
یک لک [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] سڑک [illegible] [illegible]

ضلع دریاباد		ضلع گونڈہ	
[illegible]		[illegible]	
مال	سیواے	مال	[illegible]
[illegible]	[illegible] سڑک چوکیداری [illegible] [illegible]	[illegible]	سڑک چوکیداری [illegible] [illegible]

تم کو عنایت وعطا فرماتے ہین اِس لیئے یہ سند تم کو مرحمت ہوئی تاکہ یہ بات
سب لوگون کو جو اُس سے کچھ سروکار رکھتے ہین معلوم ہو کہ علاقہ مذکور
تم کو وتمھارے وارثون کو واسطے دوام کے عنایت کیا گیا ان شرطون پر
کہ جس قدر مالگذاری وقتاً فوقتاً منظور کی جائیگی وہ دینی پڑیگی اور بموجب شرائط
قبولیت لکھی ہوئی تمھاری کے سب ہتھیار دیدینا اور سب گڑھی کو توڑکر منہدم کرنا
اور کسی طرح کا جرم نہونے پاوے اور اُسکی اطلاع کرتے رہنا اور جب تم کو کسی خدمت
کے انجام کے لیئے کہا جاوے اُسکو بجالانا اور ہمیشہ نیک نیتی اور خیرخواہی اور
جانفشانی اور متابعت سرکار دولتمدار انگریز بہادر کی ظاہر کرتے رہو اور شرائط مندرجہ
قبولیت مین سے ایک شرط کو بجا نہ لانا مبطل اُس حقیت کا جو کہ اب تمھین اور تمھارے
وارثون کو عنایت ہوئی متصور ہوگا یہ بھی ایک شرط اس سند کی ہے کہ تم حتی المقدور
اپنے علاقے کی افزونی زراعت مین کوشش کروگے اور جو سب لوگ تمھارے
تحت مین دخیل کار ملکیت کے ہین اُنکا اپنے اپنے حقوق دخیلی سابق پر قبض ودخل
بحال وبرقرار رہیگا اور جب تک شرائط مذکورۂ بالا کو تم اور تمھارے وارث لوگ
نیک نیتی سے ملحوظ رکھوگے تب تک سرکار دولت مدار انگریز بہادر تم کو اور
تمھارے وارثون کو علاقہ یا علاقجات مذکورۂ بالا پر بطور مالک برقرار رکھینگے

بمنظوری اِن باتون کے مین نے اپنی مُہر و دستخط ثبت کیئے۔

مرقوم ۲۵ - ماہ اکتوبر ۱۸۵۸ء عیسوی

مطبوعۂ منشی نول کشور

العبد

پنڈت دیبی پرشاد وصلباقی نویس صدر ضلع فیض آباد

مہاراجہ صاحب بہادر نے انجمن تعلقداران کے قائم کرنے مین اظہار اپنی اُس فراست و
دانائی کا کیا ہے جسکی بو دس سال پیشتر تک کسی کے دماغ مین نہ پہونچی تھی اور
اب اُسکو دیگر صوبہ جات کے لوگ سمجھکر دنگ ہوکر رہ جاتے ہین اِسکی بنیاد
بھی اُس مضبوطی سے ڈالدی ہے کہ اُسکو ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔

ماتحت داران کے معاملات مین جس ہوشیاری سے حقوق تعلقداری
اور پختہ داری دونون کی محافظت وقت تیاری ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۶ء کے اُسکی
ذات سے عمل مین آئی ہے اُسکی بابت مین اِس مراسلت کا حوالہ دینا اور نقل کردینا
کافی سمجھتا ہون جو درمیان سر اسٹریچی صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ اور انریبل
ولیم میور صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند صیغۂ خارجہ مین ہوئی ہے۔ اور جو رسالہ
تعلقداری سٹلمنٹ اودھ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۲۷ مین درج ہے (از صفحہ ۱۵ - کتاب مذکور)

مجھے امید ہے کہ جو تجاویز تعلقداران اودھ نے حقوق قبضہ داری پر پیش
کیئے ہین گورنمنٹ کی راے مین وہ لائق تعریف ہونگے میرے نزدیک یہی

قول اسپر بھی صادق آتا ہے کہ اُنھون نے اُس انتظام کو بلا عذر قبول کر لیا
جو بندوبست ماتحتی کی نسبت تجویز کیا گیا ہے میرے نزدیک ان تمام کاروائیون
مین تعلقدارون نے ایسی صلح پسندی اور دریا دلی ظاہر کی ہے کہ گورنمنٹ کی
شکرگزاری کے مستحق ہین بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ اُنکا سرگروہ اور مشیر مہاراجہ
مان سنگھ جیسا فہمیدہ اور سنجیدہ شخص ہے (از صفحہ ۷۷ ۲ کتاب مذکورۂ بالا) مجکو
امید ہے کہ حضور کی راے مین ان تجاویز سے تعلقداران اودھ علی الخصوص مہاراجہ
مان سنگھ جنکی کوشش ہاے بلیغ سے یہ عمدہ نتائج پیدا ہوئے ہین سزاوار
تحسین و آفرین ہونگے -

جب بندوبست پختہ کا زمانہ آنے والا تھا اُس وقت ہر ایک ریاست مین
گذارہ داران نے سرِشورش اُٹھایا مین کہہ سکتا ہون کہ یہ زمانہ ہر ریاست دار کے
واسطے نازک اور بھاری خرچ سے خالی نہ تھا اِس بارے مین گورنمنٹ جو
تعلقداران سے خط وکتابت کر رہی تھی اُس مین بھی مہاراجہ مان سنگھ سب کے
پیشوا تھے اِسکا بھی خاتمہ بخیر مہاراجہ ہی کی قابلیت اور دماغ کی بدولت ہوا
گورنمنٹ نے ایک میعاد دی تھی اور طے کیا تھا کہ اگر انجمن سے فیصلہ جات
شرکایان اِس میعاد کے اندر باہمی طور پر ہو جاوینگے تو گورنمنٹ کوئی مداخلت

نہ کریگی چنانچہ اس برگزیدہ انفس و آفاق نے اُس اصول منصفانہ اور انتظام حکیمانہ
سے اِس سخت مشکل خدمت کو انجام دیا کہ دونون فریق راضی رہے اور زیرباری
سے بچے اور گورنمنٹ کی بھی رضامندی اور خوشی کا ثبوت اس سے بہتر کیا
ہوسکتا ہے کہ اِسکے معاوضہ مین آپ کو خطاب کے۔سی۔ایس۔آئی۔
اعلیٰ طبقہ ستارۂ ہند کا عطا کیا اور سر جان لارنس ویسرائے ہند نے تمغہ دیتے وقت
یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ حضور ملکۂ معظمۂ انگلستان قیصرۂ ہند نے آپکے خدمات
متعلق حکومت صوبۂ اودھ سُنکر یہ مناسب تصور فرمایا کہ آپ کو خطاب کے۔
سی۔ایس۔آئی۔طبقہ اعلاے ستارۂ ہند کا عطا کرین

میرا یہ کہنا بیجا نہوگا کہ جملہ تعلقداران اودھ پر اُسکے احسانات بیکران ہین اور اُسنے
اپنی صحت تک اس طبقہ کی بہبودی کی راہون مین نثار کردی اور مجھکو خود بہت
زیادہ اتفاق یکجائی بمقام لکھنؤ پڑا ہے اسواسطے یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ تمام قیمتی
وقت اُنکا تعلقدار بھائیون کے کام مین صرف ہوتا تھا۔مین اُس وقت بھی موجود
اور شریک صحبت تھا جب مہاراجہ بیمار ہوکر اجودھیاجی کو جارہے تھے اور ہم لوگ
اُنکو رخصت کررہے تھے اُس وقت کی بھی مستقل مزاجی قابل تعریف ہے کہ اِدھر
شدت بیماری کثرتِ ضعف اجازت لب ہلانے کی اِن کو نہ دیتا تھا اُدھر انجام

اور اہتمام کار انجمن کا بندوبست اور ہدایت کرتے جاتے تھے یہ آخر سفر مہاراجہ
کا لکھنؤ سے اور آخری جدائی ہم لوگون سے تھی اور اِس چندہی روز کے
بعد بتاریخ ۱۱- اکتوبر ۱۸۹۸ء جناب ممدوح نے بمقام سری اجودھیا انتقال فرمایا۔
اِس واقعۂ جانکاہ کا اثر صرف طبقۂ تعلقداران مین محدود نہین رہا بلکہ انگلش
سوسایٹی مین بھی غم کیا گیا۔ پی کارنیگی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع
فیض آباد اِس موقع پر صفحات (۱۰۰) و (۱۰۱) تاریخ فیض آباد مین
حسب ذیل لکھتے ہین۔
کہ مصنف کتاب ہذا سے آٹھ سال تک مہاراجہ سے دوستی رہی اِس
عرصے مین اُسکو بہت عمدہ موقع اُن کی لیاقت کے دیکھنے کے ملے اور
یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی اِس عقل اور ذہن کا بہت کم
دکھلائی دیتا ہے۔ خاموش اور بیخوف ہونے کی وجہ سے مہاراجہ کو
یوریپین سوسایٹی مین شہرت نہوئی۔ اور خاصکر بوجہ اِسکے کہ مہاراجہ صاحب
کی دیسی سلطنت سے زیادہ تعلق رہنے کے باعث مہاراجہ کے بہت سے
ہندوستانی دشمن ہو گئے تھے۔ تاہم اِن کی وفات سے دونون اہل
یورپ اور ہندوستانیون کو سخت افسوس ہوا اور ان مین سے اکثرون کے

دل مین یہ سوال آتا ہے کہ بھلا ایسا شخص پھر بھی پیدا ہوگا۔

مصنف کو مہاراجہ صاحب کی اکثر خواہشون سے جو وہ تعلقدارون کے
واسطے ظاہر کیا کرتے تھے اختلاف رہا کیا اور اُن کو خود بھی بعض اوقات
یہ خیال پیدا ہوا کرتا تھا کہ یہ خواہشات بھی اور بہت زیادہ ہین۔ مگر جب
کبھی اُنھون نے اِن خواہشات کا اظہار کیا تو کسی دوست یا ملاقاتی کیواسطے
اور اپنے فائدے کی غرض سے کبھی اپنی زبان سے اُنھون نے کچھ نہین کہا
بعض لوگون کا قول ہے وہ بے رحم۔ لالچی۔ اور سخت تھے مگر ایسا کچھ اُنھون نے
اپنی ریاست کے مالکان ریاست کے واسطے کیا کہ اعلیٰ افسران گورنمنٹ
ہمیشہ خوش رہے اور مصنف نے خود مہاراجہ صاحب کو اس معاملہ مین ایسا
اچھا پایا کہ اکثر مرتبہ اُنھون نے مجھے کامل اختیار دیدیا کہ مین جو کچھ فی صدی
مناسب سمجھون قدیم مالکان کو اِن کی ریاست مین معاف کردون خواہ وہ
شخص قانوناً مستحق ہو یا نہو فقط

الغرض اس واقعۂ جانکاہ کے ظاہر ہونے پر طبقۂ تعلقداران سے ہر شخص غریق
دریاے غم والم ہوگیا اور ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آج ہماری کشتی بے ناخدا ہوگئی
اُسکے قصہ ہاے اخلاقی اور افسانہ ہاے ہمدردی یاد ہو ہو کر ہر دل کی بیتابی کو

بڑھاتے تھے اور ایک عجیب و غریب اس غم و اندوہ کا اثر دلوں پر پڑ رہا تھا چنانچہ ۲۷- فروری ۱۸۷۰ء کو جلسۂ تعزیت مہاراجہ صاحب بہادر قائم جنگ منعقد ہوا اُس وقت اصحاب ذیل طبقہ تعلقداران سے شریک جلسۂ ماتم تھے

چودھری سید نواب علی صاحب بہادر	مولوی فضل رسول خانصاحب بہادر	تجمل حسین خان صاحب بہادر
داروغہ میر واجد علی صاحب	دیوان بنا مل صاحب	چودھری نعمت خان صاحب
شیخ عنایت اللہ صاحب	راجہ صاحب بہادر محمود آباد	راجہ جنگ بہادر خان صاحب بہادر
صاحبدیال صاحب	چودھری جاوید علی صاحب	سیٹھ جے اسگ سنگھ صاحب
راجہ ایشری سنگھ صاحب	شیخ منصب علے صاحب	جہانگیر بخش صاحب
راجہ ہنونت سنگھ صاحب	سر مہاراجہ صاحب بہادر	سیٹھ رگھبر دیال صاحب
راجہ شیو بخش سنگھ صاحب	بابو سربجیت سنگھ صاحب	راجہ صاحب پڑھا
شیخ انعام اللہ صاحب	شیخ عبد العلے صاحب	راجہ رگھو ناتھ سنگھ صاحب
روشن زمان خان صاحب	خداوند خان صاحب	میر محمد حسین خان صاحب
ٹھاکر بھوانی دین سنگھ صاحب	میر عطا حسین صاحب مختار کورٹ	مرزا عباس بیگ صاحب بہادر سکرٹری انجمن ہند

امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر نے ایک نہایت پر اثر اسپیچ بیان کی جسکی نقل درج ذیل ہے۔

نقل اسپیچ راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر

آپ لوگ جو آج اس بزم تعزیت مین تشریف لائے ذرا غور سے ملاحظہ کیجیے
کہ ہمارے گروہ سے فلک کجرفتار نے کیسا آدمی گران قدر عالی ہمم اُٹھا لیا ہے
ہر چند کہ یہ موت ہے کہ جس سے کسیکو پناہ نہین اور سب کے واسطے یہی راہ درپیش ہے
مگر ایسے شخص گرامی کے انتقال کا وہ صدمہ ہے کہ اگر اِس مین ملک اودھ خون
حسرت آنکھون سے گرادے تو بجا ہے اور ہر زبان ملک مدت تک مرثیہ خوان رہے
تو زیبا ہے افسوس صد افسوس ایک دن وہ تھا کہ اِسی بارہ دری قیصر باغ مین سر مہاراجہ
مان سنگھ بہادر کے سی- ایس- آئی- قائم جنگ کرسی پریسیڈنٹی پر بیٹھکر عمدہ عمدہ
رائین اور اچھے اچھے خیالات ظاہر کرکے ہم لوگون کے دلون کو شاد و افکار
و تشاویش سے آزاد کرتے تھے یا ایک دن وہ ہے کہ یہ جگہ اُنسے خالی ہے
اور اُنکے انتقال سراسر ملال کی حسرتین بیان ہو رہی ہین- واقعی عجب ذات گرامی
و شخص نامی تھے کہ جنکی روشنی عقل و فراست نے تاریکی نفاق و افتراق ایک
جماعت مختلف الاولاد کے دلون سے دفعتاً زائل و دور کرکے ہر شخص کو ہمہ تن
ساتھ صلاح و سداد باہمی کے آمادہ کوششہاے عمدہ کردیا اُنکی علالت کے وقت سے
ہم لوگ اس بات کے مشتاق تھے کہ پھر اُنکو اس انجمن مین زینت بخش دیکھینگے

لیکن افسوس ہے کہ یہ آرزو ہماری پوری نہوئی اور دفعتاً یہ امید ساقط ہوگئی اب
ہماری کمیٹی کبھی اُنکی پریسیڈنٹی تدیکھیگی اور ہمارے کان کبھی اُنکی بلند فکریان
نہ سنینگے یہ وہ غم نہین ہے کہ جو مدّتون خواطر ارباب صفا سے زائل و محو ہوجاوے
کیونکہ اُس شخص گرامی نے تمام اوقات اپنی وقف صلاح اندیشی تعلقداران کرکے
رات و دن کے خیالات و افکار کے بار سے اپنے دل و دماغ کو ایسا بیکار
کردیا کہ اپنی عمر طبعی کو بھی نہ دیکھا جواب چند صاحبان اُس عالم اشتہار سے باتوقیر کی
بزم عزا مین واسطے اظہار اپنے دلی افسوس اور روحی صدمے کے مجتمع ہوئے
ہین یقیناً یہ دیگر شرکاء انجمن جو یہان موجود بھی ہین کافی و ذاتی نہ سمجھین لہذا مین
خیال کرتا ہون کہ آپ صاحبان سب شرکاء انجمن کو آج کی روئداد سے مطلع
فرماوین اور ایک روز ایسا مقرر کرین کہ ہم شرکاء انجمن مجتمع ہوکر ایک دوسرے کو پرشاد
انجمن کا دین اے حضرات احسان مہاراجہ صاحب مرحوم کے ایسے نہین ہین کہ جنکا
شکریہ آپ اور آپکے ورثہ کبھی واجبی طور سے ادا کرسکین یا ملک اودھ عموماً منصفانہ
وضع سے ماتحتداری ایسے رئیس کی کرسکے مگر تاہم جہانتک دیکھا جاتا ہے یہ
امر بہت بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک جنرل کمیٹی واسطے تعزیت مہاراجہ
سرمان سنگھ بہادر قائم جنگ کے مجتمع ہوکر بذریعہ اُسکے اس بات کی تجویز عمل مین آوے

کہ کوئی یادگار مہاراجہ صاحب مرحوم ترتیب پاوے اور ایک امر اور بھی میری رائے مین
مناسب ہے کہ مہارانی صاحبہ کے نام ایک تحریر تعزیت از طرف انجمن روانہ کی جاوے
اور ہم کل ممبران کو اس رائے سے اتفاق ہے۔ دستخط راجہ صاحب و جملہ ممبران موجودہ

تعزیت نامہ از جانب کمیٹی انجمن ہند

بجناب مہارانی صاحبہ مکرمہ معظمہ دام ظلہا۔ بعد تعظیم و تکریم التماس ہے کہ ہم لوگ گروہ تعلقداران
اودھ کو جو رنج و غم کہ باستماع خبر حادثہ جانگداز و سانحہ ہوشربا سراپا ملال انتقال جناب سر مہاراجہ
صاحب بہادر قائم جنگ کے سی ایس آئی۔ پریسیڈنٹ انجمن ہند سرگروہ او رمربی اپنے کے
ہوا زہٴ بیان اُسکا حیطۂ تحریر سے باہر ہے ہزار ہزار حیف و حسرت کا مقام ہے کہ
جو ہم لوگون کی خواہش دلی اور رضائے قلبی تھی کہ مہاراجہ صاحب بہادر بخوبی
صحت پاکر کرسی پریسیڈنٹی انجمن ہند پر اجلاس فرمائین وہ پوری نہوئی اور آج
وہ دن نصیب ہوا کہ یہ واقعہ جانکاہ سننے مین آیا مہاراجہ صاحب مغفور کے جو
احسانات تمام سکنائے اودھ اور خصوصاً ہم گروہ تعلقداران پر ہین کسی طرح ممکن
نہین ہے کہ اُسکا شکریہ ایک شمہ بھی ادا کرسکین جو کہ بجز صبر و شکیبائی کے
اِس درد لا علاج کی کوئی دوا نہین ہے لہذا آپ بھی صبر فرمائین اور حسب رائے کمیٹی ایک قطعہ
اسپیچ جو از طرف ممبران کمیٹی داخل کمیٹی ہوا ہے ملتمسہٴ ہذا مرسل خدمت ہے۔ دستخط ممبران موجودہ

تتمۂ بیان مہاراجہ صاحب بہادر بلرام پور مورخہ ۴ - نومبر سنہ ۱۸۷ ع

بعدہ مہاراجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مہاراجہ سرمان سنگھ صاحب بہادر قائم جنگ
کے سی-ایس-آئی- سے جو مدد انجمن ہند اودھ کو ملی اُسکی تشریح کی حاجت نہین ہے
ایکٹ ۲۶ و ایکٹ ۱- وغیرہ شاہد اُسکے ہین کبھی احسان مہاراجہ صاحب بہادر کا
تعلقداران کو فراموش نہین ہوسکتا لہذا واسطے یادگار مہاراجہ صاحب کے ایک تصویر
مہاراجہ صاحب بہادر کی بنوا کر انجمن مین لگائی جاوے جس سے ہمیشہ یاد رہے کہ
مہاراجہ صاحب بہادر کے احسانات کا شکریہ ہے - راجہ مادھو سنگھ صاحب بہادر اور
چودھری سید نواب علیخان صاحب بہادر نے تائید فرمائی اور نیز چودھری صاحب بہادر
نے فرمایا کہ بنوانا تصویر مہاراجہ صاحب بہادر کا بہت مناسب ہے مگر کوئی چیز ایسی ہماری
دانست مین بنوانا چاہیے کہ جس سے روح مہاراجہ صاحب بہادر کی منتفع ہوتی رہے یعنی
اُنکے نام پر کسی قدر خیرات جاری رہے اُس سے جمیع شرکا نے اتفاق فرمایا- جمیع ممبر صاحبان دستخط
اور پھر ۹ - دسمبر کی کمیٹی مین مہاراجہ صاحب بہادر قائم جنگ کی یادگار مین
ایک ہزار روپیہ واسطے کتب خانہ فیض آباد کے دیا گیا اور بنوانا تصویر سنگی
مہاراجہ صاحب بہادر کا سپرد راجہ کاظم حسین خان صاحب بہادر بھٹوا مئو کے ہوا-
اب مین اپنے ذاتی تجربہ کی روسے اُن کمالات کا اظہار کرتا ہون جو مہاراجہ صاحب کی

ذات مین پائے جاتے تھے اور جس سے مجھے یقین ہے کہ ہر ایک دیکھنے والا
اُس سے ناواقف نہوگا۔

مہاراجہ باوصف اس حشمت اور اقتدار کے بہت ہی منکسر المزاج تھے لوگون کو
اس برتاوٗ سے سخت تعجب ہوتا تھا جو عوام کے ساتھ انکا برتاوٗ تھا۔

خاکساری چاہیئے جسکو خدا دیوے عروج		ماہِ تابان ہے فلک پر اور زمین پر چاندنی

بعض نامنصفون نے اسکے خلاف بعض موقع پر کہدیا ہے مگر ایسے کہنے والون کی
تعداد شاید ایک آدھ سے زیادہ نہو اور اُن پر ایک بڑے اُستاد کا یہ قول صادق آتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یہ بھی مین کہونگا کہ جب انگریزی قول اُنکی خوبیون کی تائید مین موجود ہین تو ایسے نکتہ چین
خود نے وقعت سمجھے جانے کے قابل ہین ہمیشہ اپنے کامون پر دوسرے کے کامون کو
مقدم جانتے تھے اور اسواسطے ہر ایک شخص کو انکی ذات سے ہر طرح کی توقع تھی اور ہر شخص
علاوہ تعظیم عزت کے ذاتی صفات کی روسے انکی دل سے تعظیم کرتا تھا آپ کو علم ریاضی مین
بھی دستگاہ کامل تھا چنانچہ اصطرلاب و مان جنتر آپ نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا جو اب تک
ریاست مین موجود ہے آپ کی تعمیرات مین دھرم سالہ لکھنو مندر واقع راجدوارہ دھرم سالہ
اجودھیا یادگار ہے۔ گھوڑے پر خوب سوار ہوتے تھے اور جو چستی اور پھرتی اُنکے جسم مین تھی

وہ اُس موقع پر خوب کام دیتی تھی۔ مین نے خود تو نہین دیکھا ہے مگر سُنا ہے کہ یہ ہاتھی پر بھی
اُچک کر چڑھ جاتے تھے اُن کے حال مین اس پھرتی کا ہر شخص ذکر کرتا ہے کہ قلعہ کی
فصیلون پر بھی بے تکلف کھڑاؤن پہنکر چلتے تھے۔ بندوق کے یہ بہت عمدہ نشانہ باز تھے
اور بم کا گولہ چلانے مین بھی ایسی عمدہ مشق بہم پہونچائی تھی کہ فاصلہ گولہ اُتارنے کا انکا
اختیاری ہو گیا تھا علم سنسکرت مین عالم اور فاضل تھے منطق انکی مشہور تھی میرے سامنے کا
ذکر ہے کہ ایک مرتبہ بمقام لکھنؤ ایک نو وارد عالم سے ایک مسئلہ پر بحث چھڑ گئی بہت عرصہ کی
بات ہے دعویٰ اور دلیل تو یاد نہین ہے مگر یہ بات بخوبی یاد ہے کہ دو پہر کی تقریر تک
کچھ فیصلہ نہین ہوا تھا اور انکا بیان بروے الفاظ و معانی ایک بحر موّاج کی کیفیت رکھتا تھا
پھر مین چلا آیا۔ بھاشا اور سنسکرت کے بھی یہ شاعر تھے اور اُن سے بہت کچھ اِن کے
فلسفہ خیالات کا بھی پتہ چلتا ہے یہ خاموش بھی بہت تھے مگر وقت تقریر انکا بیان بھی
بہت روان اور مضمون خیز تھا غرضکہ جسکی ذات مین اتنے صفات جمع ہون ایسے انسان
بار بار پیدا نہین ہوتے افسوس کہ یہ سب معاملات بچشم دیدہ دفعتاً خواب و خیال ہو گئے
اور کیا جلد یہ زمانہ گذر گیا۔

بیا اے مہر بگزین عبرت و ہوش
سخن بسیار شد خاموش خاموش



THE HON'BLE MAHARAJA . . .
SIR PRATAP NARAIN SINGH BAHADUR,
K.C.I.E., OF AJODHIA.



باز جوشِ تازہ دامنگیر شد	خواہشِ دل جانبِ تحریر شد
مے نویسد سرگذشتِ تازہ	مے فزاید لطف بے اندازہ

آنریبل سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے - سی - آئی - اِی آج عمدہ یادگار
مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کا ہے مہاراجہ مغفور کی تاریخ مین اِسکا
ذکر خیر وہی مناسبت رکھتا ہے جو نگین کو انگشتری کے ساتھ ہو سکتا ہے
بلکہ مہاراجہ کے دیکھنے اور جاننے والے بہت آزادی سے کہہ سکتے ہین کہ
یہ مبارک موقع حاصل کرنے سے گویا مہاراجہ کی روح کو عین ثواب پہونچانا ہے،
شرافت قومی اور دولت دنیا دو علحدہ علحدہ چیزین ہین اور ہر ایک اِس مین

بجاے خود قابل قدر و منزلت ہین اور جس جگہہ دونون یکجا ہو جاتی ہین
وہان عزت اور مرتبہ کا پایہ کس قدر بلند ہو جاتا ہے چنانچہ اس خاندان مین
حق تعالی نے یہ دونون نعمتین عطا کی ہین مہاراجہ کو اس وقت جس قدر
موجودہ دولت پر ناز نہین ہے اُس قدر اپنی شرافت قومی پر فخر ہے آپ کا
خاندان قوم کا برہمن ہے جو قوم ابتداے انتظام دنیا مین سرگروہ دیگر اقوام
قرار دی گئی ہے اور اب بھی بہت بڑی آبادی ہندوستان کی اس انتظام کو
قبول اور اِس قوم کے احترام کو مانے ہوئے ہے پھر اُس سے بھی زیادہ اس
خاندان کو یہ خاص فخر حاصل ہے کہ بعہد مبارک سری کرشن جی یہ خاندان
ساکدیپ (साकदीप) سے اس حصۂ ملک مین آیا اور بلحاظ تعداد ۲۷ موضع اُسکے دست
فیض سے پاکر ہر ایک موضع مین ہر ایک ممبر خاندان آباد ہوا اور ۲۷ شاخین
قائم ہوکر یہ درخت ساکدیپی (साकदीपी) اِس ملک مین پھولنے پھلنے لگا اور ہر ایک شاخ
اپنے موضع کے نام سے مشہور ہوئی چنانچہ یہ خاندان مکھپوار (मखपवार) بھی اپنے نام سے
مشہور ہے اور ابتک اپنی اصلی زمینداری پر قابض ہے اور ان بہترون
مین سب سے اعلی پایا گیا ہے آپ کے والد ماجد کا نام بابو نرسنگھ نراین تھا
آپ مرحوم مہاراجہ قائم جنگ کے داماد تھے مہاراجہ مرحوم کے کوئی اولاد



BABU NARSINGH NARAIN SINGH.

نرینہ نہ تھی دختری اولاد مین صرف یہی ایک دختر نیک اختر برج راج کنور
اسی مہاراجہ کی مان تھین جنکی شادی بابو صاحب موصوف سے ہوئی یہ
شادی زمانۂ شاہی عہد نظامت مہاراجہ مرحوم مین ہوئی تھی اسکے مصارف
اور سامان بیان کرنا بیکار ہین اسی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ مہاراجہ کا زمانہ
بکام اور ایک لڑکی اور وہ بھی لڑکے سے زیادہ پیاری تھی پھر مہاراجہ کیسا
جس نے کبھی روپیہ کی کچھ پرواہ نہ کی اس شادی مین جو دربار شاہی سے
شرکت کی گئی مین نہین خیال کرسکتا کہ دوسرے خاندانون مین کوئی نظیر
ایسے اعزاز اور تقرب کی مل سکے حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ جنت نشین
نے ایک موضع مسلم جہیز مین بابو صاحب موصوف مہاراجہ قائم جنگ
کے داماد آنربیل سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے والد کو عطا فرمایا
جسکی معافی دولت برطانیہ نے بھی منظور فرمائی ہے اور اب تک اُسپر
قبضہ ہے یہ سلطانی مہربانی اور خسروانی عاطفت صاف تبلا رہی ہے
کہ مرحوم مہاراجہ کے خدمات نے خادم اور مخدوم کو ایک کر دیا تھا اور
خود بادشاہ کچھ فرق نہین سمجھتے تھے جب بادشاہ اس لڑکی کو اپنی لڑکی
سمجھین تو مہاراجہ کو کیون عزیز نہو لڑکے کے تو کسی وقت جدا بھی ہو سکتے ہین

برج راج کنور مہاراجہ کی پیاری صاحبزادی ہمیشہ مہاراجہ کے پاس رہا کرتی تھین
مہاراجہ سرپرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر اساڑھ سدی چترورشی سمبت ۱۲ ۱۹
مطابق ۱۳- جولائی ۱۸۵۵ء کو اپنے نانا کے گھر پیدا ہوئے کنور پرتاب نرائن سنگھ
نام رکھا گیا مہاراجہ مرحوم نے بہت خوشی کی مستحقون اور محتاجون کو مالامال
کردیا بیٹے سے کیا محبت ہوسکتی ہے جیسا برتاؤ اِنکے ساتھ مہاراجہ مرحوم نے
کیا کسی وقت اپنی آنکھون کے سامنے سے جدا نکرتے تھے ہروقت اپنی
آغوش محبت مین رکھتے تھے اِس سے زیادہ محبت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے
کہ نو ۹ سال کی عمر تک اکثر مہاراجہ مرحوم کا دوش مبارک اِن کا گہوارہ لہو و لعب
دیکھا گیا ہے جب آپکی عمر سات سال کی ہوئی حسب رواج خاندان تکمیل
علم سنسکرت و فارسی کی شروع کی تیرہ ۱۳ برس کی عمر مین علم انگریزی کی تحصیل
بھی آغاز کی انہین ایام مین آپ عارضۂ چیچک مین مبتلا ہوئے جس مین
بالکل امید زیست کی باقی نہین رہی تھی مہاراجہ بہادر قائم جنگ کو اِس حالت
مین جس قدر تردد اور پریشانی لاحق ہوئی اندازۂ تحریر اور تقریر سے باہر ہے
ہزارون روپیہ خیرات اور تدبیرات مین صرف فرمایا آخر بفضل شافی مطلق
شفاے کاملہ حاصل ہوئی اِس تعلیم کے ساتھ ہی آپ کو مہاراجہ صاحب بہادر

قائم جنگ نے فنون سپہگری شہسواری - نیزہ بازی - بندوق زنی - بذریعۂ
کاملانِ ان فنون کے سکھلائے چنانچہ اس وقت تک آپ گھوڑے پر
نہایت عمدہ سواری فرماتے ہین اور بندوق کا ایسا نشانہ لگاتے ہین
جو کبھی خطا نہین کرتا -

بعد مہاراجہ کے اِن کی وراثت مین جو جو جھگڑے پڑے اُن کے ذکر کا
یہ موقع نہین ہے اور اب وہ سب طے ہو چکے ہین مگر واقعی بات یہ ہے
کہ مہاراجہ مرحوم اپنی صحبت مین ہمیشہ انہین کو اپنا وارث مابعد ظاہر فرماتے تھے
وہ مذہبی مراسم جنکے کرنے کی خاص اولاد مستحق ہوتی ہے انہین سے لیئے جاتے
تھے راجگان اور والیان ملک کے موقع ملاقات پر باظہار فرزندی یہی بھیجے
جاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ راجہ راجگان مہاراجہ رندھیر سنگھ والی کپورتھلہ نے
بمقام لکھنؤ مہاراجہ کو تحریر بھیجی کہ مین آپکے جانشین کو دیکھنا چاہتا ہون اُسوقت
یہی جلوس مہاراجگی مین بھیجے گئے دربار ہز اکسیلنسی لارڈ لارنس صاحب بہادر
گورنر جنرل ہند واقع لکھنؤ ۱۸۶۷ء مین مہاراجہ کے ہمراہ بحیثیت وارث و
جانشین مابعد یہی تھے جب آپ گھر سے باہر ایام طفولیت مین نکلتے تھے
مہاراجہ کے حکم سے سلامی سر ہوتی تھی اِس سے اُنکی دلی تعظیم بھی ثابت ہوتی تھی

اور صاف مطلب نکلتا تھا کہ مثل مہاراجہ کے کارپردازان ریاست ان کی تعظیم
واجب سمجھین مہاراجہ حال کی شادی بھی خود مہاراجہ قائم جنگ بہادر نے
اپنے عہد مین کی تھی اور جملہ پدرانہ مراسم اپنے ہاتھ سے ادا فرمائے اُس وقت بہت
آدمی دیکھنے والے موجود تھے کون شخص کہہ سکتا ہے کہ اتنے گران خرچ سوائے خاص
اولاد اور پیاری اولاد کے کوئی رشتہ دار کے واسطے پسند یا گوارا کر سکتا ہے مہاراجہ
مرحوم کی دو شادیان ہوئین تھین آپ بڑی مہارانی کے نواسے ہین بروقت وفات
مہاراجہ کے دوسری مہارانی سوبھاؤ کنور زندہ تھین جو بعد مہاراجہ کے جانشین ریاست
با ختیارات محدود ہوئین حیات مہاراجہ مرحوم مین ان مہارانی کا بھی برتاؤ
اس مہاراجہ حال کے ساتھ پایہ بپایہ تھا اور مہاراجہ مرحوم کو ہرگز یقین نتھا کہ
یہ رنگ کسی گرد و غبار سے بھی پھیکا پڑیگا اور شاید یہی وجہ مہارانی کی کامیابی
ریاست کی بھی بعد مہاراجہ کے ہوئی ورنہ ان بوندون سے کبھی اُنکو بھینٹ
نہوتی وصیت نامہ جو بنام مہارانی لکھا گیا اُسکی نقل حسب ذیل ہے۔

وصیت نامہ

ہم مہاراجہ مانسنگھ بہادر قائم جنگ تعلقدار راج شاہ گنج و گونڈہ وغیرہ کے ہین
جو کہ ابھی تک ہماری رائے بہ نسبت قائم مقام کرنے کسی لڑکے کے

مستحکم نہین ہوئی لہذا بالفعل اپنی ریاست ومال منقولہ وغیر منقولہ کی مالک اور قائم مقام اپنی مہارانی صاحبہ موصوفہ کو قرار دے وہ جب تک کہ کسیکو قائم مقام نکرین بلا اختیار انتقال مثل ہمارے قائم مقام ومالک رہین اور ہمارے مال منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت کسی سہیم وشریک کو دعویٰ نہین ہے بنابرآن یہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ لکھکر سرکار مین داخل کیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے -

المرقوم ۲۲- اپریل ۱۸۶۴ء

یہ ہمارا لکھا و ہماری مہر ہے

مہر

گواہ شد	گواہ شد
موہن لال ساکن امروہہ ضلع مرادآباد بالفعل مختار راجہ صاحب بہادر	ستیل بخش سنگہ ساکن وتعلقدار شیوگڑھ ملازم مہاراجہ مان سنگہ بہادر
ٹھاکر پرشاد مختار مہاراجہ مان سنگہ بہادر ساکن اودھ	اننت رام تعلقدار رسول پور علاقہ باندہ ملازم مہاراجہ مان سنگہ بہادر

ترجمہ تصدیق انگریزی مسٹر مس صاحب بہادر قسمت فیض آباد

مہاراجہ مان سنگھ نے آج بذات خود اس دستاویز پر ہمارے سامنے دستخط کیا اور ہم کو دیا بطور اپنے آخری وصیت نامہ اور منشا کے۔

مورخہ ۲۲-۴-۱۸۶۲ء دستخط انگریزی لفافہ پر یہ لکھا ہے
اس مُہر شدہ لفافہ کے اندر مہاراجہ
مان سنگھ کا وصیت نامہ ہے۔

اس وصیت نامہ سے اہل الرائے کے نزدیک یہ بھی خیال مہاراجہ مرحوم کا نکلتا اور پیدا ہوتا ہے کہ درمیان مہارانی اور اُنکے نواسے کے وہی مراسم قائم رہیں جو فیما بین مہاراجہ مرحوم اور اس مہاراجہ حال کے تھے جبکہ اُنکو یقین ہو چکا تھا کہ وہ ہمیشہ میرے ہم خیال رہینگے مگر شدنی کرا کے چھوڑتی ہے۔

انچہ نصیب است بہم می رسد		ور نہ ستانی بہ ستم می رسد

داروغہ شیام دھر مہارانی کے بھائی تھے اور خدمت داروغگی انجام دیتے تھے اُن سے اور بابو نور سنگھ نرائن والد ماجد مہاراجہ حال سے کچھ حسابی معاملات مین بگڑ گئی داروغہ صاحب کی بہن مہارانی تھین بھلا اُنکو کب ضبط ہو سکتا تھا یہ وہ چال چلے کہ موجودہ بساط ہی اولٹ گئی اب نہ مہارانی صاحبہ نانی

تھین نہ پرتاب نرائن سنگھ اُن کے نواسے تھے۔

وہ چاہ اور وہ پیار وہ الفت نہین رہی		وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

مہاراجہ حال نے بہت کوشش کی کہ اپنی بے قصوری ثابت کرین اور ظہار فدویت اور مہارانی کے ناجائز برتاؤ کی برداشت اور مفسدہ پردازون کی بداعمالیون کے نظرانداز کرنے مین حسن عمل اور بردباری سے اُنھون نے برتاؤ کیا وہ ایک دوسرے نوجوان رئیس سے سوائے اِس ہونہار مہاراجہ کے غیر ممکن تھا۔لیکن کچھ فائدہ نہوا اب اسی مخالفت پر کفایت نہین کی گئی جو فیما بین نانی اور نواسہ کے کرا دیگئی بلکہ اِس رنج کو مضبوط کرنے اور اُس کی صفائی کی طرف دل نہ آنے دینے کے واسطے عاقلانہ کارروائی دار وغہ بانی شرو فساد کی طرف سے یہ ہوئی کہ اپنی لڑکی ترلوکی ناتھ خلف راجہ رگھوبردیال کے ساتھ بیاہ دی یہ لڑکی پہلے سے مہاراجہ حال کے سالے کے ساتھ نامزد تھی اور مراسم ابتدائے انعقاد نسبت کے ادا ہو چکے تھے لیکن یہان کچھ ننگ و ناموس سے بحث نہ تھی مطلب یہ تھا کہ پرتاب نرائن سنگھ مہاراجہ نہونے پاوے مگر اِس سے غافل تھے۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد		ہر آن کو پف زند ریشش بسوزد

اب لال ترلوکی ناتھ مہاراجہ کا بھتیجا دولھا مہارانی کی بھتیجی دلھن اگر لڑائی اور
بکھیڑا بھی نکرا دیا گیا ہوتا تو یہی تدبیر مہارانی کو اُسکے ارادہ سابقہ اور مہاراجہ
قائم جنگ کی منشا پورا کرنے سے پھیر دینے کے واسطے کافی تھی نوعمر مہاراجہ
اُس وقت بستر رنجوری پر بمقام لکھنؤ پڑا ہوا تھا اُس روز ساتوان فاقہ شدت
علالت سے تھا جس وقت اِس دستاویز کی خبر اُسکو پہونچی یہ لکھنا فضول ہے
کہ کیا حالت ہوئی ہر ذی علم خود سمجھ سکتا ہے مگر یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ کیا مہاراجہ
مان سنگھ امید رکھتے تھے اور کیا اس مہارانی سے وقوع مین آیا یہ واقعہ نوعمر
مہاراجہ حال کے دل کو توڑ دینے والا واقعہ تھا اور بہت خوف تھا کہ بیماری
بڑھ نجائے مگر چونکہ بارگاہ ایزدی سے اس کو دولت استقلال بھی ملی تھی وہ اِس
موقع پر صرف کی گئی اور اُسکے خالص دوستون نے اُسکو راے دی
کہ مقدمہ عدالت مین تنسیخ وصیت نامہ مہارانی کیواسطے دائر کیا جانا چاہیئے
حکام والامقام ملک اودھ جو مہاراجہ مرحوم کے اقرار و منشائے سے واقف تھے
اور نوعمر مہاراجہ کو بھی عزیز رکھتے تھے اُنکی بھی یہی راے ہوئی کہ دوسرے
فسادات کا دروازہ بند کر کے عدالت کا در مضبوط پکڑا جاے اِن نیک
مشورہ جات کی بنیاد پر دعویٰ استقرار حق بمنسوخی وصیت نامہ مورخہ ۲۲-

اپریل ۱۸۶۴ع و ۱۶۱ - اگست ۱۸۷۲ع بحکم عدالت مال ۱۱ - نومبر ۱۸۷۰ع
جسکے ذریعے سے قبضہ مہارانی صاحبہ کا ریاست پر ہوا تھا بہ عدالت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کیا اُس وقت کلکٹر ضلع خود حاکم دیوانی تھے اب مہارانی
کو بھی تردد ہوا اور وہاں انجمن مشورت جمع ہوئی باستثناے چند اشخاص کے
باقی جملہ ملازمین ریاست اُسی طرف تھے -

	مردم و مرغ و مور گرد آیند		ہر کجا چشمۂ بود شیرین	

اب بحالت اضطرابی مشورے ہونے لگے جو لوگ کفران نعمتی اور تباہی
ریاست مہاراجہ حال پر آمادہ تھے وہ سب ہمزبان ہو کر مہارانی صاحبہ کی راے
کی تحسین کرنے لگے میرے نام بھی اُس وقت ایک تحریر مہارانی صاحبہ نے
بدست معتمد خاص بھیجی چنانچہ نقل اُسکی یہ ہے -

خط مہارانی صاحبہ بنام این نامہ نگار

راجہ صاحب کرم گستر راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار سروین بڑا گانون زاد الطافکم
بعد ابراز مراسم نیاز کے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بوجہ وفور ارتباط و اتحاد جو
فیما بین آپکے اور مہاراجہ بہادر کے مربوط تھا یقین ہے کہ آپ منشاء مہاراجہ
بہادر سے واقف ہون یعنی آپ کو خوب معلوم ہوگا کہ مہاراجہ صاحب کو بعد

اپنے انتقال کے ریاست تعلقہ جات مندرجہ اسناد عطیہ گورنمنٹ ہند کا
اپنے ہی خاندان مین رہنا منظور تھا ددوا صاحب نواسہ کو جیسا کہ اُنھون نے
دعوی باطلہ ونے بنیاد عدالت مین دائر کیا ہے مہاراجہ صاحب بہادر کو ہرگز
منظور نہ تھا کہ مالک اس ریاست کے کسی وقت مین ددوا صاحب نواسے
ہووین اور مابعد انتقال مہاراجہ صاحب بہادر کے وصیت نامہ امانتی
سرکار سے صاف واضح ہو گیا کہ بعد اپنے میرا مالک ریاست و مال منقولہ
وغیر منقولہ پر مثل اپنے ہونا اور قائم مقام اپنا تجویز کرنا میری ہی راے پر حوالہ
فرمایا ہے راقمہ نے اپنے اختیارات حاصلہ کے بموجب اور اُس منشار
مہاراجہ صاحب کے موافق جو مجھکو معلوم تھا برخوردار لال ترلوکی ناتھ سنگھ کو
فرزند کر کے جانشین اور قائم مقام مہاراجہ صاحب بہادر کا بعد اپنے کل ریاست
و مال منقولہ وغیر منقولہ پر کر دیا جو کہ ددوا صاحب نے نالش مدعیانہ و مخالفانہ
بباعث ورغلانے چند بدخواہان کے راقمہ پر عدالت مین دائر کی ہے لہذا
اطلاع دہی ضرور ہے کہ آپ اپنی راے سے مجھ پردہ نشین کو مطلع فرماوین -

مرقوم پنجم فروری ۱۸۷۳ء

راقمہ
مہارانی مقام شاہ گنج

ریاست تعلقہ مہدونہ و تعلقہ گونڈہ
جنگ کے - سی - ایس - آئی و
سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم
مہارانی سُوبھاؤ کنور مہارا

مین نے جو کچھ اس کا جواب دیا افسوس ہے کہ اُسپر عمل نکیا گیا ورنہ آخر مین
مہارانی کو ندامت نہ اُٹھانی پڑتی وہ معدودی چند ملازمین بھی قابل قدر ہین
جو اس طوفان بے تمیزی مین اپنے حق نمک پر ثابت قدم رہے مہاراجہ حال
کے پاس سوائے ناکامی اور نامرادی کے کیا چیز تھی البتہ تقدیر تسکین دے
رہی تھی کہ ان انقلابات سے نہ گھبراؤ دیکھو کیا ہوتا ہے۔

ہان مشو نومید چون واقف نۂ از سر غیب	باشد اندر پردہ بازی ہاے پنہان غم مخور

لیکن انسان غافل کو کب ایسے امور سے تسکین ہوتی ہے اور تقدیر پر
کس کو صبر آتا ہے چنانچہ اِس ہونہار مہاراجہ کو تردد اور پریشانی سے ہردم سرو کار
تھا مگر جرأت خداداد ہمیشہ ساتھ ہی تھی اُسکے بھروسے پر تدبیرون سے کام لینا
شروع کیا یہ مقدمہ اجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے آخر بحق مہارانی صاحبہ
بر بنیاد وصیت نامہ ثانی بتاریخ ۲۸ - جولائی ۱۸۷۳ء فیصل ہوا اور صاحب جوڈیشل
کمشنر بہادر نے بروقت اپیل ۲۴ - دسمبر سنہ مذکور فیصلہ عدالت ماتحت بحال
رکھا ہر چند کہ دوستون کی راے تھی کہ مقدمے سے دست برداری کیجاوے
اور اِس اثنا مین مہارانی صاحبہ نے بلا کر کہا کہ ہم تم کو گونڈہ کا علاقہ دینے کو
تیار ہین مہاراجہ حال نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی بجا آوری ارشاد مین

عذر نہین ہے اگر مجھکو براہ راست اختیار اداے مالگذاری اور موقع شراکت دربار بحیثیت ایک علیحدہ تعلقدار کے دیا جائے تو مجھے منظور ہے اِس بات پر مہارانی صاحبہ بگڑ گئین اور کہا کہ یہ ہرگز نہین ہو سکتا اب عدالت سے جو فیصلہ ہوگا وہی بہتر ہوگا آخر مقدمہ ولایت مین اپیل ہوا اِس درمیان مین مہاراجہ چال کا دل اہل وطن اور دوستان منافق اور عزیزان غیر موافق سے سیر ہو کر آمادہ سفر ہوا۔

دشمنان دست کین برآورند	دوستے مہربان نمے یابم
یک جہان آدمی ہمے بینم	مردمے درمیان نمے یابم
ہم بدشمن درون گریزم زانکہ	یاری از دوستان نمے یابم

مگر چونکہ مہارانی صاحبہ کی سنے مہری نے تمام ابواب مداخل کے مسدود کر دیے تھے لہذا ایسے سفر کے سامان بہم پہونچانے مین بہت کچھ دقتون سے سامنا ہوا آخر دوستون کی طرف نگاہ گئی چنانچہ اول یہ سفر بجانب کالاکانکر واقع ہوا راہ کی مصیبت اور سواری کی دقت نے گردش فلکی کی تصویر سامنے کھڑی کر کے دکھلادی راجہ رام پال سنگہ معزز تعلقدار کالاکانکر نے نہایت مہمانداری کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے وہان سے رخصت ہو کر فیض آباد پہونچے گذارہ مقررہ سے پیشگی زر حاصل کر کے بعد بقیہ

انتظام مقدمہ کے باستصواب و ہدایت جناب ڈیوس صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب سنہ ۱۸۷۸ء مین آپنے سفر کشمیر اختیار فرمایا اور اُس سفر مین اکثر مقامات مقدسہ اور معابد متبرکہ کی زیارت کرتے ہوئے وطن واپس تشریف لائے اور پھر اپنے مقدمہ کی پیروی مین آپ مصروف ہوئے بعد چندے آپ کو دریافت ہوا کہ مہاراجہ جنگ بہادر وزیر نیپال ولایت جاتے ہین اس بلند اقبال کا شاہباز ہمت جو ہمیشہ اوج فلک پر پرواز کرتا ہے اِس بات پر آمادہ ہوا کہ یہ امر اتفاقیہ ہے ان سے ملاقات کر لینا ضروری امر ہے بلکہ آئندہ کے فوائد سے خالی نہین ہے امید کہ میرے نانا کی عظمت و شوکت پر لحاظ کر کے ضرور مجھسے عمدہ برتاؤ کرین۔

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق		باشد بقدر ہمتِ تو اعتبار تو

چنانچہ فوراً آپ اجودھیا سے بغرض ملاقات بنارس پہونچے وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ سفر یورپ کے لیئے روانہ ہو چکے ہین اِس ناکامی سے بہت کچھ شکستہ دلی ہوئی آخر کو مہاراجہ بہادر نے اپنی حاضری اور ناکامی کا تار دیا اُدھر سے جواب بہت مہربانی اور تاسف کے ساتھ آیا وہان سے پھر اجودھیا کی واپسی واقع ہوئی یہان آکر دوسری خبر ملی کہ مہاراجہ صاحب موصوف نے بباعث

گرجانے گھوڑے سے فسخ عزمیت یورپ کی ہے اور بنارس آتے ہین چنانچہ پھر
یہ عالی خیال اپنے اس ارادہ سابقہ پر قائم ہوکر بعزم حصول ملاقات بنارس روانہ ہوا
اور وہان بتاریخ ۷- فروری ۱۸۷۵ء بزور شیورات مہاراجہ صاحب بہادر نیپال سے
ملاقات حاصل کی بنظر اقتدار مہاراجہ بہادر قائم جنگ اس قدر اعزاز اِس بلبند
اقبال کا کیا گیا کہ لب فرش تک بگھی سواری کی لائی گئی اور مراتب استقبال ادا
ہوے ایک گھنٹہ تک کلمات شیرین اور معاملات دلنشین کی بات چیت رہی
آخر رخصت ہوکر وہان سے مراجعت فرما ہوئے ۱۹- جولائی ۱۸۷۷ء کو مقدمہ
پریوی کونسل سے آپکے حق مین فیصل ہوا پھر کیا تھا اجودھیا آتے آتے زمانہ کی
اور ہی رنگت بدل گئی وہی دولت وہی سامان ہر طرف سے خیر خواہون کا
مجمع دولتخواہون کا ہجوم غرض کہ ہر طرح سے اسباب جمعیت و فراعت کے جمع
ہوگئے- اِس موقع پر ایک روایت قابل تحریر ہے کہ بعد دخلیابی کے اول دسہرہ کا
جو آپ نے جشن بڑے تزک اور احتشام سے کیا اس تقریب مین اپنی نانی صاحبہ
کی خدمت مین نذر دینے کے لئے چلے جس وقت اندر ڈیوڑھی کے پہونچے
لال ترلوکی ناتھ اپنی ناکامیابی کے غصے مین بقصد قتل اندر دیوڑھی کے
ننگی تلوار ہاتھ مین لئے چھپے ہوے کھڑے تھے جیسے ہی آپ نے اندر



LÁL TIRLOKI NATH SINGH.

ڈیوڑھی کے قدم رکھا ویسے ہی لال صاحب نے وار تلوار کا آپ پر چھوڑا
فضل حافظ حقیقی سے وار خالی گیا پھر دوسری مرتبہ جرأت نہوئی اور سیرا سمگی
کی حالت مین ایک سکتہ کی صورت اُن پر طاری ہوگئی مگر واہ رے آپکا ظرف
اور سبحان اللہ آپکی طبیعت کہ اندک اُسکا خیال نکیا اور بغلگیر ہوکر اُنکا ہاتھ
پکڑ لیا اور مہارانی صاحبہ کے نذر دینے کے بعد ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آئے
اور نہایت اپنی مہربانی اُنکے حال پر ظاہر فرمائی اور اس قصہ کو کسی پر افشا
ہونے ندیا بلکہ یہانتک حفاظت اس امر پر فرمائی کہ اُس روز سے ساتھ کھانا شروع
کیا اور ہوا خوری بھی ساتھ ساتھ کرنے لگے۔

کدام جامہ ز عیب پوشی خلق ست		بپوش چشم خود از عیب خلق عریان باش

انھین ایام کامرانی مین آپکی والدہ ماجدہ برج راج کنور نے بتاریخ ۱۳ اگست
۱۸۷۸ء روز شنبہ مطابق سمبت ۱۹۳۵ کو انتقال فرمایا جس سے سخت اندوہ
وغم واقع ہوا لیکن بجز صبر کے کیا چارہ تھا۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش خوردن		ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

اب پھر مین ذکر مقدمہ کا شروع کرتا ہون کہ لال صاحب نے باوجود اس قدر
مہربانیون اور اغماض مہاراجہ کے پھر بے اعتنائی شروع کی اور مقدمہ از سر نو

اپنی طرف سے دائر عدالت فیض آباد کیا اور ۲۹- اگست ۱۸۸۱ع کو برخلاف
اُنکے اِس عدالت سے فیصل ہوا پھر لال صاحب نے جوڈیشلی مین اپیل دائر کی وہان سے
۲۲- جولائی ۱۸۸۲ع کو اُنکو کامیابی حاصل ہوئی- اس موقع پر مہاراجہ حال کی
طبیعت پر ایک سخت پریشانی واقع ہوئی اور اس رنج وملال مین قریب تھا
کہ سررشتہ استقلال ہاتھ سے جاتا رہے لیکن ہمت خداداد نے پھر مدد کی اور
طالع بیدار نے اپیل کے لیئے رہنمائی فرمائی چنانچہ اپیل دائر ولایت کردیا اور آپ
حالت انتشار و انتظار مین ہوائے وطن ناموافق سمجھ کر سفر دوارکا جی کا اختیار کیا
اور واقعی اُسوقت حضر سے سفر ہی مناسب حال تھا اس واسطے کہ دشمنون کا
ہجوم مخالفون کا یورش غمخوارون کی قلت ہر طرف سے آفت پر آفت نازل
ہوتی تھی کبھی جماعت مخالف کی یہ فکر تھی کہ مہاراجہ حال کو کسی مقدمہ مین پھنسائین
کبھی یہ کہ آپکو کسی طور سے حکام کے سامنے بدنام کرین یا زہر دیکر مار ڈالین مگر
فضل و کرم ایزدی ہر بلیات و آفات سے آپکو بچاتا رہا-

ہزار دشمنم ار می کنند قصد ہلاک ــــ گرم تو دوستی از دشمنان چہ دارم باک

چنانچہ یہ سفر وسیلۃ الظفر ۱۸۸۳ع مین شروع ہوا اول متھرا مین دو تین روز مقام رہا
وہان پر لال ترلوکی ناتھ کے آدمی تفتیش حالات و تفحص معاملات کیواسطے پہونچے

اور اُنھون نے از روے زور و مکر گفتگوے مصالحت شروع کی اس طرف سے بھی جیسا سوال تھا ویسا ہی جواب دیا گیا اور پھر روانگی منزل مقصود کی عمل مین آئی یعنی بجانب سری دوارکا جی نہایت عقیدت دلی اور جوش باطنی کے ساتھ روانگی واقع ہوئی سری کرشن مہراج کی جناب مین بھی التجا ہر ہر قدم پر تھی کہ تمھین دستگیر درماندگان اور فریاد رس بیچارگان ہو۔

جز تو کسے نیست کہ دادم دہد	برگ و بر از نخل مرادم دہد
گر شود ت ابر کرم موجزن	بشگفد این گلشن امید من

آخر بعد طے مراحل و قطع منازل دوارکا پہونچکر مشرف زیارت ہوے اور نیاز اس بلند اقبال کی مقبول و مستجاب ہوئی واپسی کے وقت دفعتًا سمندر مین طوفان آیا اور جہاز مبتلاے طوفان ہو گیا کار پردازان جہاز کے چھکّے چھوٹ گئے مسافرون کے ہوش و حواس جاتے رہے مگر چونکہ حافظ حقیقی ہر حال مین حافظ اور ناصر احوال تھا ہواے موافق نے اُس طوفان رسیدہ جہاز کو ساحل مراد پر پہونچا دیا اور ہر بلیات اور آفات سے محفوظ رکھا۔ از آنجا کہ عسرت کے بعد عشرت اور ہر غم کے بعد راحت ہے بعد چندے فضل خدا شامل حال ہوا بخت بیدار بر سر یاری اور زمانہ آمادۂ مددگاری ہو گیا یعنی مقدمہ پریوی کونسل سے بحق مہاراجہ

فیصل ہوا دشمنون کی ہمتین ٹوٹ گیئن بدخواہون کے مُنھ پر دھوان چھا گیا دشمنانِ
روسیاہ دامن ندامت مین مُنھ چھپانے لگے مردمان حق شناس اور دوستانِ
محبت اساس کی طبیعتین شاد اور بشاش ہوگیئن کارکنانِ دولت انگلشیہ
وکارپردازانِ سلطنت برطانیہ یعنی حکام ذوی الاحترام نے ماہ دسمبر ۱۸۸۵ء مین
قبضہ باضابطہ دیگر اِس بلند اقبال کو بزمان سعید و آوان حمید نہایت تزک اور
احتشام کے ساتھ مسند نشین کیا اس بلند ہمت نے اِس موقع پر عمدہ طور سے مراتب
شکرگزاری ادا کیے یعنی گیارہ ہزار بگھیہ زمین مستحقین اور محتاجین کو عطا فرمائی اور دامن
آرزوے خیرخواہان اور بہی خواہان کو نقد مراد سے مالامال کردیا مگر لال ترلوکی ناتھ
باوجود ناکامیابیون کے صحبت مفسدان شرارت پیشہ کے اثر سے پھر باز نہ آئے
اور ایک مقدمہ از سرنو بابت واپسی جائدادغیر تعلقداری کے دائر عدالت
فیض آباد کیا لیکن بفضل ایزد کارساز بندہ نواز یہ مقدمہ بھی بحق مہاراجہ حال طے
ہوا اور اس آخری معاملے نے رہا سہا لال صاحب کی قسمت کا فیصلہ کردیا جس سے
شکست فاش اور ہزیمت دلخراش کے ساتھ کنج ناکامی مین اُنکو بیٹھنا پڑا مگر واہ ری
ہمت اور جزاک اللہ صفائی طبیعت کہ مہاراجہ بہادر نے ایسی حالت مین بھی
اُنکے طرز معاشرت اور طریق عمل پر اندک خیال نکرکے کنج خجالت اور ناکامی سے

بدست شفقت اُٹھاکر غبار ملال اُنکے چہرے سے پاک کیا اور موجب آٹھ ہزار روپیہ سالانہ اُنکے مایحتاج ضروری کے لیئے مقرر کیا اور جرمانہ عدالتی مع واصلات جسکی تعداد ایک لاکھ ۱۷۵ کی تھی معاف کرکے ہر طرح سے اُنکو مطئین کردیا

من بد کنم و تو بد مکافات دہی		پس فرق میان من و تو چیست بگو

مہاراجہ بہادر کے اس طرز معاشرت اور طریق عمل سے اس قدر لال صاحب پر بھی اثر پڑا کہ پھر اُس وقت سے تاحیات کبھی آپکے خلاف نہوے اور منزل ارادت پر مستقیم ہوکر آپکے سایۂ التفات مین ہنسی خوشی کے ساتھ زندگانی بسر کرتے رہے افسوس کہ عین جوانی مین اس پُر ارمان نے بقضاے آلٰہی انتقال کیا اب مہاراجہ بہادر لال صاحب کے متعلقین اولاد کو نہایت عزیز رکھتے ہین اور اُنکے ملال یتیمی کو ہمیشہ دست شفقت سے دور کرتے رہتے ہین۔

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن		غبارش بیفشان و خارش بکن
اگر سایۂ او برفت از سرش		تو در سایۂ خویشتن پرورش

لیکن اس مقدمے سے یہانتک خانہ خرابی اس ریاست کی ہوئی کہ تمام سامان دولت وحشمت واسباب جمعیت وثروت دست برد ناحق کوشان اور نیز صرف مقدمات ہوکر بار عظیم اس ریاست پر ہوگیا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ علاوہ خانہ بربادی کے

دونون طرف کا بار مصارف مقدمہ دوش ہمت اسی بلند اقبال پر پڑا جسکو اپنی ہمت بلند اور نیت حق پسند سے بخوشی تمام برداشت کرلیا اس موقع پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان ایام مصیبت و زمان کلفت مین جن جن اصحاب معزز نے آپکے ساتھ ہمدردی فرمائی ہے وہ صاحبان باوقار درج ذیل ہین۔

امیر الدولہ سعید الملک راجہ امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ۔ کے سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس محمود آباد۔

کرنیل ریڈ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر لکھنؤ۔

سر جان لارڈ اوڈبرن صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بنگال۔

سر الفرڈ لائل صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و اودھ

مسٹر پی کارنیگی صاحب بہادر کمشنر فیض آباد۔

ایچ آئی ہرنگٹن صاحب بہادر کمشنر فیض آباد

واقعی بات یہ ہے کہ ایسی مصیبتون مین ہمدردی دوستون اور بزرگون کی ضرور قابل قدر اور یادگار کے ہوتی ہے اکثر ناسپاس اُسکو بھول جاتے ہین اور اُس کے بیان کرنے اور اظہار مین اغماض کرتے ہین لیکن مہاراجہ کی حق شناس اور سپاس گزار طبیعت کی تعریف کرنا چاہیئے کہ ابتک اُنکے احسانات کو فراموش نہین

کیا ہے اور ذکر اُنکا موقع موقع پر کرتے رہتے ہین بعد چندے ۱۶-فروری ۱۸۸۷ء
مین خطاب مہاراجگی آپکو گورنمنٹ عالیہ کی قدر دانی سے عطا ہوا اور ۲۰-جولائی ۱۸۹۰ء
مین خطاب کے-سی-آئی-ای خطابات سابقہ پر افزود ہوا چنانچہ راقم نے
فی البدیہہ یہ تاریخ لکھی-

ایا جناب مہاراجۂ کرم فرما — مدام ابلق ایّام زیران تو بادؔ
خطاب عالی کے-سی-و نیز-آئی اِی — عطا ز لطف تو کرد شاہ عدل نہادؔ
چہ شاہ حضرت شاہنشہ فلک درگاہ — حضور ملکۂ وکٹوریہ خجستہ نہاد
ہزار شکر کہ آمد ہمائے عیش بدام — ہزار شکر بکامم فتاد نقش مراد
نوشت مہر پئے سال انیخطابِ جلیل — خطاب تازہ ترا دایما مبارک باد

سمبت ۱۹۵۳

بعد ازین جس وقت ہز آنر حضور لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی وشمالی واودھ
نے سر دربار تمغۂ خطاب عطا فرمایا پھر دوسری تاریخ راقم نے لکھی جس کی
نقل ہدیۂ ناظرین ہے-

حبذا مہاراجۂ عالی وقار این اودھ — گرد حاصل از شہنشہ بیش بیش عز و وقار
آن خطابِ کے-سی-آئی-اِی کہ بیش اہل جاہ — باعثِ اعزاز آمد موجبِ صد افتخار
داد ہز آنر سرِ دربار او را از کرم — اے زہی اشفاق و لطف و التفات شہریار

دوستان شاد اندزین اعزاز و جاہی خویش	دشمنان را در نظر گردید عالم تنگ و تار
چون نباشد اینچنین کاین ذات والاجاہ او	افتخار عالم آمد اعتبار روزگار
مہر گوید سال اعزاز تو اے فخر جہان	باد فرخ جاودانی بر تو این جاہ و وقار
	سمبت ۱۹۵۳

بتاریخ ۲۱- جولائی ۱۸۹۱ء گورنمنٹ عالیہ نے آپکی ریاست کو اجودھیا کے نام سے منسوب فرمایا اور ۱۸۹۷ء مین پھر گورنمنٹ قدر شناس نے آپکو بتقریب جشن جوبلی حاضری عدالت سے مستثنے کیا اور ۱۹۰۰ء مین ایکٹ اسلحہ کے اثر سے آپکو بری کر دیا اس موقع پر مجھے انصافاً اس قدر لکھنا ضرور ہے کہ حضور پرنور سر انٹینی مکڈانل صاحب بہادر بالقابہ لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و اودھ نے اپنی قدردانی و پایہ شناسی سے مہاراجہ بہادر کو زیادہ تر اعزاز بخشا اور یہ چار اعزاز متواتر مہاراجہ کو آپ ہی کے عہد حکومت مین حاصل ہوے واقعی یہ ہے کہ یہ زمانہ ہمارے حضور ہز آنر کا ایسا ہی ہے کہ ہر حقدار کو اپنے حق پر پہونچنے کی امید کافی ہے اور جو جو امورات رفاہ رعایا اور معاملات فلاح برایا آپکے خیال مبارک مین گذرے وہ سب وقوع پذیر ہو کر باعث امن و امان و آسایش خلایق ہوے ہین- بتاریخ ۲۷- جولائی ۱۸۸۸ء عیسوی روز جمعہ مطابق سمبت ۱۹۴۵ کو آپکے والد ماجد بابو نر سنگھ نرائن سنگھ صاحب بہادر نے اس دار فانی سے ملک جاودانی کو

رحلت فرمائی یہ واقعہ مہاراجہ بہادر پر سخت غم اندوز گذرا - بابو صاحب کے حالات خاندانی صفحات گذشتہ مین درج ہو چکے ہین صرف اسی قدر لکھنا کافی سمجھتا ہون کہ بابو صاحب بہادر نہایت سنجیدہ اور فہمیدہ اور صاحب ہوش و دانش تھے تمام عمر آپنے فراغت اور دولت کے ساتھ بسر کی اور تاحیات گورنمنٹ عالیہ سے آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر سرفراز رہے -

اب مین عنان سمند خامہ کو بطرف دیگر حالات مہاراجہ کے معطوف کر کے ناظرین کتاب کو آگاہ کرتا ہون کہ سالہا سال کی لڑائیون اور مقدمہ بازی مین عمارت اجودھیا کی منہدم اور برباد ہو گئی تھی اور جو املاک باقی تھی وہ بھی لائق قیام اور ایسی ریاست کی شان کے موافق نتھی - لہذا ضرورتًا مہاراجہ بہادر کو تعمیرات کی طرف متوجہ ہونا پڑا محلات راج سدن اور کوٹھیات چندر بھون وہان منڈل و مکتا بھاشن و مکانات کچہری وغیرہ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے تیار ہوے کہ جسکی آراستگی اور پیراستگی کے اظہار مین زبان بیان قاصر اور قلم شکستہ رقم اسکی تحریر مین متعذر ہے پھاٹک کہ جس کا نام بھی دوارہے اسکی وہ شان کہ سبحان اللہ رفعت اور متانت ایک طرف اسکی خوبصورتی اور نزاکت نازک خیالی بانی عمارت پر شہادت کافی دیتی ہے مندر راج ایشر اور

سری کرشن جی اور دیبی جی کی خوشش تعمیری اور آرایش اور پیرایش کی حالت کیا بیان ہو سکتی ہے نمونۂ قدرت آفریدگار ہر طرف نمودار ہے مصرعہ

بہر طرف کہ نظر میرود بہار اینجاست

اپنی والدۂ ماجدہ برج راج کنور کی یادگار مین جو مندر سنگ مرمر کا مع سبھا اور غلام گردش کے بنایا ہے اُسکی نزاکت اور صفائی معشوقان سیمتن و بتان نازک بدن کو شرمندہ کرتی ہے اُسکی بھی تاریخ اِس نامہ نگار نے حسب فرمایش جناب مہاراجہ صاحب بہادر لکھی۔

حبذا مہاراجہ ذیجاہ سرپرتاب سنگھ ۔۔ مادر گیتی بعالم مثل او دیگر نزاد

گوہر دریای دانش جوہر تیغ صفا ۔۔ مخزن الطاف و خوبی معدن لطف و وداد

انتخاب نسل آدم اعتبار قوم و کیش ۔۔ افتخار روزگار و شہرۂ شہر و بلاد

ہمت حاتم بود از ہمتش افسانۂ ۔۔ شوکت و فرش فزون از فر جمشید و قباد

ساخت چون تعمیر مندر یادگار نام خویش ۔۔ بیگمان صد داغ خجلت برخ جنت نہاد

نام ہم بر نام او بنہاد در ادہا برج راج ۔۔ مرحبا این جوش الفت مرحبا این اعتقاد

سال تعمیرش ز سمبت آنچنین بنوشت مہر

خوش نشان مادر مہاراجہ نیکو نہاد

سمبت ۱۹۵۲

دیگر تعمیرات کا ذکر کرنا کتاب کے حجم کو بڑھانا ہے صرف اُن عمارات کی تفصیل لکھکر اُنکے نقشہ جات داخل کتاب ہذا کرتا ہون جس سے مفہوم خاطر ناظرین ہوگا کہ اس خاندان کی املاک کو کیا رونق اِس ذات باصفات سے ہوئی ہے اور اِس خطۂ پاک اجودھیا کی آپکے وجود مسعود سے کس قدر شان اور رونق بڑھ گئی ہے ان تعمیرات کو دیکھکر ہر شخص کی زبان سے یہی شعر نکلتا ہے۔

یہ کِس رشکِ مسیحا کا مکان ہے	زمین جسکی چہارم آسمان ہے

انتظامی مادہ اِس قدر حق تعالے نے اپنے افضال بیکران سے اِس برگزیدۂ روزگار کو عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ اِسوقت ہزارہا آدمی ملازم ہین اور عہدہ ہاے جلیلہ اور مناصب رفیعہ پر ممتاز ہین لیکن سب کی نگرانی اور جز سے کُل تک کامون کی دیکھ بھال کرنا اور ریاست کا دورہ فرمانا اور تکلیفات سفر سے صلا نہ گھبرانا دلیل کمال بیدار مغزی کی ہے دفتر ایں اوصاف کہ سبحان اللہ ہر ایک کامون کے لیئے دستور العمل اور ہر صیغہ کے واسطے عمدہ عمدہ نقشہ جات تیار ہین اور ہر ایک بات کے اصول قائم ہین اور اُسکے کام کرنے والے ملازم اپنے آقاے نعمت پر نثار اور نیز اپنے اپنے کامون پر مستعد اور تیار اور اُسکی فیاضانہ ہمت سے اپنے مقاصد پر کامیاب ہین۔

وضع کی وہ حالت ہے کہ ابتک باوجود تغیرات و تبدلات زمانہ پرانی وضع کی پوشاک ولباس مین اندک فرق نہ آیا اور درحقیقت یہ پوشاک ولباس عجب لطف نظرون مین پیدا کرتی ہے۔

مذہبی اصول کی ایسی پابندی ہے کہ کافی وقت انھین کامون مین صرف ہوتا ہے بید خوانانِ فرشتہ صورت و شاستر دانانِ فلاطون حکمت کا مجمع خاص وقت پوجا کے ہوتا ہے یہ انجمن بھی قابل دید ہوتی ہے اُسپر ذرا بھی اثر تعصب کسی مذہب اور ملت کے ساتھ نہین ہے مختلف مذاہب کے لوگ عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز اور آپ کی عنایت اور عواطف سے سرفراز ہین۔

اخراجات لااُبالی اور مصارف منہیات کا پتہ کہین نہین ملتا ہے جو ہے کار خیر مین صرف ہوتا ہے بہت بڑا علاقہ جمعی ساٹھ ہزار صرف مندر کے لیئے وقف ہے جسکا عملہ و فعلہ برابر ایک رئیس کی ریاست کے ہے اُسپر کمیٹی کی نگرانی اور ذاتی دیکھ بھال رہتی ہے تمام تر اصول سے کارروائی ہوتی ہے جسکی ایک عجیب عمدہ حالت دکھلائی دیتی ہے۔

گورنمنٹ کے کامون مین ایسی دلچسپی ہے کہ اگر جان تک کام آوے حاضر ہے ملازمین پر اطاعت حکام کی تاکید بجا آوری امورات سرکاری کے لیئے تہدید شدید رہتی ہے

رفاہ کے کامون مین جس قدر اِس بلند ہمت نے روپیہ دیا ہے اِسی با ہمت کا
کام تھا ہنگام جشن جوبلی مین ایک لاکھ پانچہزار روپیہ اسامیان کو اِس خوشی مین
معاف کر دیا اور کالون چندے کے لیئے ایک لاکھ روپیہ دیا اِسی طرح سے
بہت چندے آپ نے دیئے ہین جسکی اِسوقت تک چار لاکھ سے زائد تعداد ہے۔

عِلمی مذاق بھی بہت ہی معقول ہے کہ اوقات فرصت مین کتب بینی کا
بیشتر شغل رہتا ہے بھاکھا زبان کے آپ عمدہ شاعر ہین کتاب رس کُسماکر
دیکھنے سے اندازہ نازک خیالی ہو سکتا ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے
اور عنقریب اُسکا ترجمہ اُردو مین نذر شایقین ہوگا جس سے فن شاعری
مین آپ کے کمالات اور زبان بھاکھا کے عمدہ خیالات شایقین پر
ظاہر ہون گے۔

انجمن ہند تعلقداران اودھ مین آپ لائف پریسیڈنٹ ہین اِن کامون
مین آپ اُسی قدر دلچسپی رکھتے ہین جیسی آپ کے مرحوم نانا سر مہاراجہ
مان سنگھ بہادر قائم جنگ سی۔ ایس۔ آئی رکھتے تھے۔

ہز اکسلنسی گورنر جنرل بہادر کشور ہند کی کونسل کے آپ ممبر رہ چکے ہین ہز آنر لفٹننٹ
گورنر صوبۂ ہذا کی کونسل مین آپ کو اعزاز ممبری کئی بار حاصل ہو چکا ہے۔

ایک مدت سے اہل ہنود کی خواہش تھی کہ ہم لوگون کو موقع دیا جاوے کہ
ہمارے عرائض اور کارروائی مقدمات حروف ناگری مین مقبول اور منظور گورنمنٹ
ہون لیکن اُنکی کوششین غیر اثر پذیر تھین آخر اس فرقۂ کلان نے آپکی طرف
۱۸۹۷ء مین اس امر کو رجوع کیا چنانچہ آپ ڈپوٹیشن کے پیشوا ہو کر بحضور ہز آنر
مکڈانل صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بالقابہ کے جا کر موریل پیش کیا چنانچہ
انصاف پسندی و حق پژوہی حضور ہز آنر بالقابہ سے اس معاملہ مین بخوبی
کامیابی حاصل ہوئی یعنی ۱۸- اپریل ۱۹۰۰ء لوکل گزٹ مین رزلیوشن دربارۂ
اجرائے حروف ناگری صادر ہوا چنانچہ اِس کوشش کے نتیجہ مین مہاراجہ
بہادر نے تمام اہل ہنود سے عمدہ سپاسگذاری حاصل کی اور ایک عمدہ
یادگار اپنی کوشش کا اس فرقہ مین قائم کیا۔
جشن جوبلی ملکہ معظمہ کی یادگار مین آپ نے ایک کلاک ٹاور نہایت خوبی
اور صرف کثیر سے تیار کرکے لچھمی دوار محل راج سدن پر نصب کیا ہے جسکا
افتتاح بتاریخ ۶- ماہ دسمبر ۱۹۰۰ء ہز آنر حضور لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و
شمالی و اودھ کے ہاتھ سے ہوا اِس سے بھی اُس وفاداری و عبودیت کا تاج
انگلشیہ کے ساتھ ثبوت ہوتا ہے جو ہر ایک رئیس پر واجب اور فرض ہے

اس جلسۂ عظیم الشان مین تعلقداران ذی وقار و ریاست داران و الاتبار کا
مہاراجہ بہادر کے نوید پر جوش و خروش کے ساتھ شریک ہونا اور اپنے اپنے
حشم و خدم سے لطف تازہ بڑھانا اور تمامی ایوانات و قصور ریاست کی آراستگی
اور ہر فرد بشر کی اس تماشاء دلفریب سے دلبستگی خصوصاً حضور پر نور ہز آنر
بالقابہ کا گھنٹون معابد و منادر ریاست کی سیر کرنا اور ہر ایک منازل و قصور کے
ملاحظہ سے مہاراجہ بہادر کی عزت افزائی فرمانا ایک عجیب سمان قابل دید تھا۔
اب مین بعضے امور خانگی کا بھی ذکر کر کے اس تحریر کو ختم کرتا ہون اور اپنے
ناظرین کتاب کو زیادہ اِس سے تکلیف دینا نہین چاہتا ہون۔
واضح رہے کہ مہاراجہ بہادر کی دو شادیان ہوئین شادی اول مہاراجہ بہادر
قائم جنگ نے ۱۸۶۹ع مین بمقام سنگاپور بڑے تزک و احتشام سے اپنے
وقت مین کی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ دوسری شادی خود آپ نے اپنے عہد
دولت مین بمقام بھاگلپور ایک بڑے عالی خاندان مین کی ہے دونون
کے لیئے بیش قرار مواجب اور سامان دولت او حشمت مہیا اور آمادہ ہین۔
اہلیان خاندان مہاراجہ بہادر قائم جنگ کے لیئے آپنے گذارہ ہاے لائقہ مقرر
فرمائے ہین اور اُن سب کے ساتھ خیال عزت و ہمدردی ہمیشہ آپ ملحوظ رکھتے ہین

اور وہ لوگ بھی فرداً فرداً اِس سردارانہ عنایتون کے منت پذیر اور اِس فیض رسانی اور نیک مزاجی کے سپاس گذار رہتے ہین - مین نے خود اِس جلسۂ عظیم الشان مین دیکھا ہے کہ مہاراجہ بہادر نے ان سب ممبران خاندان کو بڑی عزت کے ساتھ حضور ہز آنر مین پیش کیا اور ہر ایک کے حالات مختصراً بیان فرمائے جس سے بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ مہاراجہ بہادر کو کس قدر اُنکی عزت افزائی کا خیال ہے - واقعی آپ کے طرز معاشرت اور حُسن اخلاق کا ہر شخص مداح و ثناخوان ہو رہا ہے اور ہر شخص کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ مہاراجہ بہادر قائم جنگ کے لیئے ایسا ہی جانشین نیک مزاج ہر دل عزیز ہونا چاہیئے تھا -

ہر کہ در و سیرتِ نیکو بود	آدمی از آدمیان اُو بود
خوئے مردم نہ نکوروئے ست	خوے نکو مایۂ نیکوئے ست





شکر کہ این نامہ بپایان رسید ... کارِ من خستہ بسامان رسید

شکر کہ این شاہدِ توبہ شکن ... جلوہ فروز آمدہ در انجمن

کس چہ شناسد کہ چہا کردہ ام ... کہ این گُہر از دُرج برآوردہ ام

چند شبان فکرِ سخن بود و بس ... بود نہ کس غیرِ سخن ہم نفس

وحشتِ دل داشت بخاطر گذر ... خواب بچشم نہ قرارِ جگر

خارِ تفکر بجگر نیش زن ... جان و دلم محوِ بہارِ سخن

پیکِ خیالم سوے گردون روان ... قطع کنان وادے کون و مکان

ہر دو جہان بود بزیرِ قدم ... پیشِ نظر داشت وجود و عدم

ہر قدمے بود یکے تازہ بیم ... جان پُر اندیشہ و خاطر دو نیم

تا بہ چنین فکر و تکاپوے سخت ... وز مددِ طالع و یاریِ بخت

باده مقصود در آمد بجام — مرغ تمنای من آمد بدام

رشته امید بدستم رسید — صبح مراد دلم آمد پدید

آنکه سخن سنج و سخن پرورست — دانشش از نقد معانی پرست

نیک شناسد که سخن گستری — کار نه سهل آمد و نی سرسری

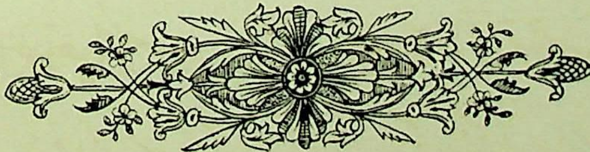
تا نه جگر خون شود ای جان من — نغمه نه خیزد ز رباب سخن

هست امیدم که اگر دوستان — پای گذارند درین بوستان

در حق من بذل محبت کنند — یاد من خسته ز شفقت کنند

سهو و خطاے که برفت از قلم — عفو نمایند ز لطف و کرم

مهر بطول سخن اکنون مکوش
لازم وقت ست که باشی خموش



تاریخ خاتمۂ کتاب ہذا

از نتایج افکار گہربار جناب کنور کامتا پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر جونپور و برادر خورد مصنف کتاب ہذا

مہر نے تاریخ اودھ یہ لکھی
جسکا نہین خوبی مین مثل و عدیل

ناطق و غالب نہین دنیا مین آج
ہوتے تو اِس دعوی کے ہوتے وکیل

وہ بھی تو زانوے ادب کرتے خم
زندہ جو ہوتے کہین مرزا قتیل

پہلے ہین حالات سری رامچندر
حاضرِ دربار ہین نل اور نیل

رام کا رایت سوی لنکا روان
بج رہا راون کا ہے کوسِ رحیل

شادی و غم قصۂ ہجر و وصال
سیتا مہارانی کا صبرِ جمیل

وحدت و کثرت کے کھلے سب ہین راز
آئنہ ہے قدرتِ ربِ جلیل

پھر ہے لکھا حال مہاراجگان
چھوڑا نہین کچھ ہے کثیر و قلیل

رونق مہراجگی سرمان سنگھ
آپ ہی گذرا ہے جو اپنا عدیل

حال مہاراجہ اجودھیا نریس
دین کا حامی تو دھرم کا کفیل

نام ہے پرتاب نرائن و سنگھ
باب کرم ذکر سے اُسکے طویل

ایک جو مہتاب تو اک آفتاب
ایک جو حاتم تھا تو ہے اک خلیل

بخششون کا ان کی جہان ذکر ہے — کتنی ہی بہ نکلی ہین وان موتی جھیل

قہر کی اُتنی ہی ہے کم داستان — رحم کا جب تنا ہوا قصّہ طویل

راجہ ہے خود آپ بھی فخرِ زمن — لکھا بھی راجون کا ہے ذکرِ جمیل

نورِ علیٰ نور کا ہے مسئلہ — راجہ سے مہاراجہ کا ذکرِ جلیل

ذکر کا ذاکر سے کھُلا مرتبہ — فخر ہوا فخر کا آ کر کفیل

مصر اودھ کا ہے اگر یہ عزیز — کعبہ سندیلہ کا ہے اک خلیل

صلّ علیٰ احسن عروسِ سخن — قدرتِ حق نور جمالِ جمیل

بزم کا جلسہ جو لکھا ہے کہین — ہو گیا ہے جشنِ فریدون ذلیل

باڑھ جو دکھلائی ہے تلوار کی — خشک ہوا خوف سے ہے رود نیل

خود ہے بلاغت کی بلاغت گواہ — مہر کی ہے مہر ہی روشن دلیل

ایسی بھی تصنیف کی ہو کیا مثال — ایسے مصنف کا کہان ہے عدیل

نجم بہت ہو چکا طولِ مقال — فکر مین تاریخ کی اب کیا ہے ڈھیل

ہجرتِ نبوی کا ہے آغاز سال — لکھ دو مہاراجون کا ذکرِ جلیل

۱۳۲۰ ہجری

اب سنِ عیسیٰ بھی لکھو یون کہ واہ
تذکرہ شاہون کا لکھا نے عدیل

۱۹۰۲ عیسوی

